THE BOOK WAS DRENCHED

TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222434

UNIVERSAL
LIBRARY

نعمت ہیں وہ منہوں نے اس کتاب کو پڑھا
امیر کی کوشش کا پھوڑ

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحرًا

اِن مِنَ الشعرِ لحکمۃً واِن مِنَ البیانِ لسحرًا

صنمخانۂ عشق

سنہ ۱۳۳۹ھ

تصنیفِ لطیف اُستاذ الاساتذہ ملک الشعرا منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی

اُستادِ نواب خلد آشیان والیِ ریاستِ رامپور

باہتمام

جناب مولوی محمود احمد صاحب انور مینائی

سنہ ۱۳۳۹ھ

امیر المطابع حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع چہارم دو ہزار جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب ہے گرم اُسکی کبریائی کا
کہ ذرّہ ذرّہ ہے آئینہ خودنمائی کا

پکارتا ہے یہ انداز و ناز تو بہ شکن
کہ آئے وہ جسے دعویٰ ہو پارسائی کا

زمانی بھر کے حسین کیون نہ جان دین اُسپر
چلن اُسی سے تو سیکھا ہے دلربائی کا

دکھا کے تیغ وہ نا آشنا یہ کہتا ہے
یہ گھاٹ ہے مرے دریائے آشنائی کا

دراز عمر ہو مشاطۂ تصور کی
مزہ وصال کا دیتا ہے غم جدائی کا

فقیر اُسکی گلی کا ہون مین عجب کیا ہے
جو تاج شاہ ہو کاسہ مری گدائی کا

پسند ہے اُسے جو کھٹ پر اپنی سجدۂ عجز
ستارہ اوج پہ ہے داغ جبہ سائی کا

یہ کسکی راہ مین کھوئے گئے کہ ہمسے خضر
طریق پوچھتے ہین آگے رہنمائی کا

حیا تو یہ کہ ہے ستّر ہزار پردون مین
مگر ہے شوق اُسے عالم آشنائی کا

سمجھ رہا ہے جسے حشر و نشر تو زاہد
کرشمہ وہ بھی ہے ایک اُسکی خوش ادائی کا

رسائی کچھ نہین دشوار بام تک اُسکے
لگائین زینہ جو اقرار نارسائی کا

چلون جو دیر کو مین توڑ کر بت پندار
تو غل بتون مین ہو اللہ کی دہائی کا

آزما دیکھا اُسے سو بار ہمنے اے امیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

مین پُرانا مست ہون جنت مرا کاشانہ تھا
حور ساقی چشمۂ کوثر مرا پیمانہ تھا

موسم گُل مین چمن کیسا پری میخانہ تھا
پھُول جو تھا وہ کسی محبوب کا پیمانہ تھا

پھول بھی تھے پھُل بھی تھے اس زمین پر کیا نہ تھا
آج ہے ویران کبھی آباد وہ ویرانہ تھا

ہائے کیا دن تھے کہ دورِ بادۂ دیرینہ تھا
بادشاہون کا جلو خانہ درِ میخانہ تھا

دیکھی منصور کو سولی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق حق مگر اک حرف گستاخانہ تھا

مین تڑپ کر کیون لگاتا ناز بردارمی مین داغ
رُک کے خنجر پھیرنا تو نازِ معشوقانہ تھا

پھول جس گھر مین چُنے جاتے تھے اب اُس مین پھول
آج وہ ماتم سرا ہے کل جو عشرت خانہ تھا

یار اُدھر بدمست مین بیخود تکلف برطرف
ایسی صحبت مین جو آتا ہوش کیا دیوانہ تھا

نیند کے جھونکے چلے آتے تھے کیون ہنگامِ ذبح
تیغ قاتل کی زبان پر کون سا افسانہ تھا

حُسن خطِ سبز نے کیسا مجھے دھوکا دیا
مین نہ سمجھا کچھ یہ سبزہ سبزۂ بیگانہ تھا

آج جس دل کا کوئی گاہک نہین کل تک یہی
حور کا آئینہ تھا زلفِ پری کا شانہ تھا

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتلِ عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے نازِ معشوقانہ تھا

کہتے ہین فرہاد و شیرین کا سُنا کُل ہمنے حال
خاک پتھر تھا مزہ پھیکا سا اک افسانہ تھا

گور مین آکر ہوا کوئی نہ غربت کا شریک
جو یگانہ تھا جھپکنے ہی پلک بیگانہ تھا

پوچھتا پھرتا ہے غم اُسکا مرے سینے مین اب
کیا ہوا وہ جو یہان دل نام اک ویرانہ تھا

حال میرا سُنکے وہ بولے کہ جی دُکھنے لگا
ہائے کس کمبخت کو کس بیدرد کا افسانہ تھا

تر پسینے ہی مین شمعین تیری محفل کی رہین
گو پردن سے پنکھیا جھلتا ہر اک پروانہ تھا

وان نگاہین تیز تیز اور یان تھین آہین درد خیز
وصل کی شب اُسطرف افسون اور فسانہ تھا

جامِ جم کو دیکھتے ہی مین نے پہچانا امیر

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھون مین نور تیرا دل مین سرور تیرا
دروازے سے ہی گھر تک سارا ظہور تیرا

جنت مین بھی ہے چرچا اے رشکِ حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہر تیرے ذرے سب قطرہائے شبنم
اِنکا کہان ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشمِ شوق وہ تو ہر رنگ مین ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

مین آئنہ ہون تیرا تو آئنہ ہے میرا
تجھ مین ظہور میرا مجھ مین ظہور تیرا

مدہوشِ عشق ہوکر جا بزمِ معرفت مین
پردہ نہ بیچ مین ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے قرب حاصل
غائب جو آپ سے ہو پائے حضور تیرا

خورشید و ماہ سب مین جلوے ترے ہین لیکن
ایسی کہان ہین آنکھین دیکھین جو نور تیرا

اے دل جو اسکے غم کو تجھ مین جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہمنے دارالسرور تیرا

نادان امیرِ ناحق اُمیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دے گا وہ اب ضرور تیرا

نہ شوقِ وصل کا موقع نہ ذوقِ آشنائی کا
مین اک ناچیز بندہ اور اُسے دعویٰ خدائیکا

پڑا صدشکر جو داغ اپنے سینے مین جلائیکا
ستارا بنگیا آخر وہ صبحِ آشنائیکا

درازی دھیان مین آتی ہے کب روزِ قیامت کی
کہ اک پیوند ہے پیراہنِ روزِ جدائیکا

بنے جو موج اپنے بحرِ خون مین حلقہ اے قاتل
الٰہی ہو وہ چھلا تیری انگشتِ حنائیکا

تو بہرِ وصلِ عاشق کے لیے ہے صدہزار فرصت
ابھرنا بیٹھ جاتا ہے محیطِ آشنائیکا

جلاتا کیون ہے ایدل مجکو شوقِ وصل بھڑکاکر
ارے اِس آگ سے تو پھونکدے پردہ جدائیکا

الٰہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت مین
ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائیکا

ہدف دل کو بناتے ہین جو کچھ کہیے تو کہتے ہین
سکھاتے ہین چلن تیرونکو اپنے دلربائیکا

پہنچکر ایتک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو
رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائیکا

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بوسہ دی کی آتی ہے
ترے نقشِ قدم مین رنگ ہے پائے حنائیکا

شبِ وصلت نزاکت اُنکی شوقِ وصل سی بولی
ترس کھا مجھپہ ظالم وقت ہے بیدست و پائیکا

وفا منظور اسکو بھی نہین ہے اُسکی فرقت مین
سبق پڑھنے چلی ہے عمر اُس سے بیوفائیکا

تمھین تم آئنہ خانے مین ہو چار و نظر دیکھو
کہو جی اب بھی کچھ ارمان نکلا خود نمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین بوسے لیتی ہین
اِنہین باتون سے مُنہ کالا ہی شبہائے جدائیکا

سر اُسکے پاؤن پر رکھیے بنائی ہین یہ بُت جسنے
مزہ ہے خاک پتھر پائے بُت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بھر گیا ہے عمر کا پیمانہ اَب چھلکا
چراغ اک جھلملاتا سا ہے بزمِ آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکھونکے آگے ہے
رہائی کے برابر اَب تصور ہے رہائیکا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند آنہین سکتی
طلا یہ پھیر رہا ہے آنکھ مین طوقِ طلائیکا

امیر خستہ جان آفت مین ہی یا حیدرِ صفدر
کرو امداد اُسکی وقت ہے مشکلکشائیکا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بُت دعوی خدائیکا
تماشا دیکھتا ہون تیری شانِ کبریائیکا

دکھایا مہر نے جلوہ جو اُن کو خود نمائیکا
تو بولے چور ہے تو بھی مرے رنگ طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخِ گل مین اِس غیرت سے مرتا ہون
کہان دیکھا لچکنا اِسنے اُس نازک کلائیکا

نئی دھج اُسنے مقتل مین دکھائی منچلون کو
لگایا بانکپن پر اور طُرہ کج ادائیکا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس
قیامت تو پُرانا حال ہے روزِ جزائیکا

نہ پہنچے ٹُوٹے بے بال و پری سی شاخِ گل تک بھی
چمن سے لیچلے ہم پھول داغِ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکھنے والے
مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خود نمائیکا

رُلایا حسرتِ پابوس مین مجکو لہو برسون
تصور رنگ لایا کیا ترے پائے حنائیکا

نزاکت دیکھنا رنگِ حنا سے وہ یہ کہتا ہی
کہ تجھپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مین نے کہ آنکھون سے لڑائین آنکھین
تو بولے ہان ابھی ارمان باقی ہے لڑائیکا

کیا رسوائے عالم چھپکے پردے مین مجھی تونے
نہ کی عصمت کے سر پر خون میری پارسائی کا

کہین کا لا تو خورشید محشر بھی نہو جائے
بہا ہے پھیل کر کاجل مری شام جدائی کا

اُسے دیکھا جو آتے نزع مین اُمید بول اُٹھی
کہ دیکھو رُوکنے والا وہ آیا میری آئی کا

ہزار آئینے آئین رو برو آنکھین نہ کھولین ہم
پسند آتا نہین ہم کو یہ شیوہ خود نمائی کا

کف ہمت ہے مثل مہر دل ہے بادشاہ اپنا
ہلال آسا تہ ناخن نہین کاسہ گدائی کا

یہ کودک طبع کیا جانین کہ مین جور معلم ہون
پڑا ہے چہرہ نیکی پہ پردہ بدنمائی کا

سیہ بختی نے پہنچایا ہے مجکو اہل بینش تک
گزر آنکھون مین سُرمے کی بدولت ہی سلائی کا

ہوا ظاہر یہ ہندو کی جبین پر دیکھکر ٹیکا
کہ ہے کافر کو بھی داغ اُسکے در کی جبہہ سائی کا

امیر اک بات بھی واعظ نہین کہتا خدا لگتی
خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائی کا

لیے ہے آفتاب حشر بھی کاسہ گدائی کا
ستارہ خوب ہی چمکا ترے رنگ طلائی کا

یہ شکوہ بیوفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانے کی مزہ ہے آشنائی کا

بُرا ہو ہائے اِس عمر رواں کی بیوفائی کا
نہ راتین وصل کی دیکھین نہ دن ہمنے جدائی کا

خدا نے ان بتون کو کچھ نئی طینت عنایت کی
خمیر انکا بنا ہے کھچکے جو ہر بیوفائی کا

کتر واکر اُسی کے تاج بنوائے سلاطین نے
کوئی ٹکڑا جو ہاتھ آیا مرے دلق گدائی کا

ہوا تیغ ادا سے دل دو نیم اپنا تو سمجھے ہم
دو ورقہ ہاتھ آیا یہ کتاب آشنائی کا

کرے کوئی جہان مین مجھ سے بڑھکر بندگی تیری
تعجب کیا ہے اے بُت کارخانہ ہے خدائی کا

بخوبی جانچ کرلے جنس کی بازار ہستی مین
فریب اِن جوفروشون سے نہ کھا گندم نمائی کا

پھنسا کر حلقۂ گیسو مین میرے دل کو کہتے ہین
اسی زندان مین رہتا ہے گنہگار آشنائی کا

دیا بے مانگے بوسہ مین نے پھر مانگا تو وہ بولے
نہین چھٹتا ہے پڑجاتا ہے جب لپکا گدائی کا

اکیلا ہمکو تکیے مین سلا کر چلدیے یارو
بڑا ہمکو بھروسا تھا تمہاری آشنائی کا

ترقی پر کسی کی شوخیان ہین خیر ہو یارب
حیا کو چھیڑتی ہین شوخیان چلّائی ہے عصمت
عروسِ مرگ آئی مجھ سے ہم آغوش ہونے کو
پڑی ہین حسرتین مردہ جلا دی انکو اے عیسیٰ
بہار آتی ہے اب عصمت کا پردہ فاش ہوتا ہے
گرے سجدہ مین جب جھک کر پر اُسکی چوم لی چوٹ
مجھے اے سیمتن یہ ضعف سے چکر نہین آتا
یہ کس بیدرد نے دستِ نگارین خواب مین چوما
حیا کی جان کا دشمن ہے لپکا خودنمائی کا
کہ اب اُٹھتا ہے اب اُٹھتا ہی پردہ پارسائی کا
ہوا مشاطگی پیشہ مری شامِ جدائی کا
ذرا ہم بھی تو دیکھین کھیل قدرت آزمائی کا
جنون کا ہاتھ ہے آج اور دامن پارسائی کا
بڑھایا لیکے بوسے ہم نے رتبہ جبہ سائی کا
تنگا ہین طوف کرتی ہین ترے طوقِ طلائی کا
کہ فریادی ہے اب تک نیل اُس نازک کلائی کا

امیر اس خرقہ و عمامہ کو تم رہنِ مے کردو
ابھی تم پر نہین کھبتا ہے جامہ پارسائی کا

اِن شوخ حسینون پہ جو مائل نہین ہوتا
کچھ وصل کے وعدے سے بھی حاصل نہین ہوتا
گردن تن بسمل سے جُدا ہوگئی کب کی
دنیا مین پریزاد دے خلد مین حورین
بسمل تو ہوے سیکڑون ہی سر دتڑپ کر
دھبا نہین دیتا ہے لہو حسرتِ دل کا
دل مجھ سے لیا ہے تو ذرا بولیے ہنسیے
دیوانہ ہے دنیا مین جو دیوانہ نہین ہے
کہتے ہین ہم آئینے مین حُسن اپنا نہ دیکھین
تمکو تو مین کہتا نہین کچھ حضرتِ ناصح
پہلو مین اُنھین غیر کے بیچین ہی کردے
کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہین ہوتا
خوش اتو خوشی سے بھی مرا دل نہین ہوتا
گردن سے جدا خنجر قاتل نہین ہوتا
بندون سے وہ اپنے کبھی غافل نہین ہوتا
ٹھنڈا مرے قاتل کا مگر دل نہین ہوتا
اس خون سے تردامنِ قاتل نہین ہوتا
جینکی مین مسلنے کے لئے دل نہین ہوتا
عاقل وہی ہوتا ہے جو عاقل نہین ہوتا
اچھی کہی معشوقون کے کیا دل نہین ہوتا
پر جسکو ہو بک ایسی وہ عاقل نہین ہوتا
اتنا بھی تو تجھ سے تپشِ دل نہین ہوتا

گم گشتگیون نے وہ مزا مجھکو دیا ہے
اب سُنہ بھی کبھی جانب منزل نہین ہوتا

عاشق کے بہل جانے کو اتنا بھی ہے کافی
غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا

کہتے ہین دم ذبح وہ رُک کر کوئی پوچھے
اس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا

فریاد کردن دل کے ستانے کی آہی سے
راضی مگر اسپر بھی مرا دل نہین ہوتا

اُٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر
اُس بزم مین جانا مجھے مشکل نہین ہوتا

فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے
اُس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا

انداز کسی کان کی بجلی کا اُڑا لے
یہ حُسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا

مرنے کی ہتون پر یہ ہوئی مشق کہ مرنا
سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا

دلداریون کو آئین حسین چار طرف سے
پرہائے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا

جس بزم مین وہ رُخ سے اُٹھا دیتے ہین پردہ
پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا

کہتے ہین کہ دل دیکے تڑپتے ہین جو عاشق
ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعبدہ وہ فن ہے کہ امیر اسکو جو برتو
حاصل یہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضر رہ مقصود اگر دل نہین ہوتا
منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا
اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا

جھٹکے دیے موباف کے کوڑی بھی لگائے
گیسو سے کسی طرح جدا دل نہین ہوتا

زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہے غیرت
پورا کوئی وار اے مرے قاتل نہین ہوتا

آتا ہے جو کچھ منہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ
اور اُس پہ یہ طرّہ ہے کہ قائل نہین ہوتا

کیا سحر ہے اُس بت کی نظر مین بھی الٰہی
جب تک وہ اِدھر آئے یہان دل نہین ہوتا

رُک رُک کے تو خود پھیرتے ہین حال پہ خنجر
اور مجھ سے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا

آئینے کو بھی روک دیا ہے کہ نہ آئے
اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

راحت کا نکلتا نہیں اسکی کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہیں ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہے تو اُڑتا ہے اُدھر ہی
لیلیٰ سے الگ پردۂ محمل نہیں ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین وہ جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہیں ہوتا

تیرا اُسنے لگایا وہ پڑا آکے جگر پر
بیچین ہے وہ کیا جانے اِدھر دل نہیں ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجکو
عیسیٰ بھی کرے پیار تو حاصل نہیں ہوتا

بولے خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہیں ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ ہین اور اس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہیں ہوتا

جب دردِ محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہیں ہوتا

شرم اسکی مجھے مانعِ دیدار نہیں ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہیں ہوتا

ٹکڑے بھی ہے گل خون مین ڈوبا بھی ہی لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہیں ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہیں ہوتا

تم اور کوئی کام امیر اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لئے دل نہیں ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہیے اب تو اضطراب دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغ قاتل سے اسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچۂ دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا مجھے
کاسے کو سون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا لفظ چھل گیا

آہنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلائے آپنے دل بل گیا

مرحلے طے کنج عزلت مین کیے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

برہمن کو بت مجھے تو اے صنم
جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا

جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکل کشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغ غم روز ازل ہی مل گیا
تن مین جان آنے سے پہلو دل گیا

کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

خواب مین آنکھین جو ملودن سے ملین
بولے اُف اُف پاؤن میرا چھل گیا

اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے مل گیا

مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا

ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
کیا سگ محبوب سے ہل مل گیا

آئی جب صحرا مین خوش چشمونکی یاد
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا

پھونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سر محفل گیا

مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا

اُس کا رُخ پھرتے ہی آنکھین پھیرین
لو اُدھر قاتل اِدھر بسمل گیا

کیا ملا مجکو ملا کر خاک مین
ہان لقب عاشق کُشی کا مل گیا

وائے قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا

گھر ہے اللہ کا گھر بے سر و سامانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا

خاطر رنج و غم دور سے فرصت ہی نہین
میزبان ہو کے ہوا مین انہین مہمانون کا

کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری
تو سن ناز ہے خوگر دہ تری رانون کا

گور کسریٰ و سر مدون پہ جو پہنچوں پوچھوں
تم یہاں سوتے ہو کیا حال ہے دیوانون کا

اُنکے حکمون کی ہو تعمیل کہان تک مجھ سے
ڈھیر سقفون کا ہے انبار ہے پیمانون کا

کون گل چہرۂ رنگین کا نہین دیوانہ
باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا

قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنوز
رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا

کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان
فاصلہ خامۂ و کاغذ مین ہے میدانون کا

دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا
ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا

مانع بادہ کشی مجکو ہین ناحق واعظ
خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانون کا

سبزۂ خط نے گھٹا دی ترے عارض کی بہا
تھا جو لالے کا چمن کھیت ہے اب دانون کا

حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی
جا پڑا خلد مین ڈاکا مرے ارمانون کا

موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا
یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا

سُننے والون کے نہ کس طرح پھنسین طائر دل
دام صیاد کا لچھا ہے تری تانون کا

عرصۂ ہستی و طول شب گور و محشر
بُعد ہے بندۂ و رب مین ابھی میدانون کا

تیر پر تیر لگاتا ہے کماندار فلک
خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا

در جانان سے نکل کر مین پھنسا زندان مین
گرد حلقہ پے انعام ہے دربانون کا

عشق رخسار مین اقبال سکندر پایا
آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا

لال موباف صنم گیسو شبگون مین نہ ڈال
خون ہو جائے گا دو چار مسلمانون کا

توڑ کر بال و پر اُسکے جو بنایا ہے چنور
ہے ہوا خواہ ہما تیرے نگس رانون کا

بسملون کی دم رخصت ہے مدارات ضرور
یار بیڑا تری تلوار مین ہو پانون کا

آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ ہو تر
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا

آدمی غیرون کے اغوا نے نہ رکھا اُن کو
کھیل سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا

بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے
دن کو شب رات کو ہون خواب نگہبانون کا

میرے اعضا نے پھنسایا ہے مجھے عصیان میں
شکوہ آنکھوں کا کروں یا میں گلہ کانوں کا

قدردان چاہیے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانوں کا

طالع دین کبھی دولت پہ رشید اہوگا
پیر و مشیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا

ہیں کا جنس ہے تو کیا تن لاغر کا پتا
آرسی ہے ترے کمر کل پہ عنقا ہوگا

عزت کے لیے ہے ترک تعلق لازم
خوب سمجھے گا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا

ترک سے بہتے ہے بیدار دلوں کو آرام
نہ بہر کر وہی سوئے گا جو جاگا ہوگا

کہتے ہیں کڑتے نہیں ہیں جو مراد دل سائی
کوئی ہوگا بشر کیسی پیمانے میں ٹوٹا ہوگا

ہمنے اندیشہ پیری میں جوانی کاٹی
رات بھر خوف رہا صبح کو اب کیا ہوگا

ہاں کو آغاز محبت میں سمجھتے تھوڑا
بڑھتے بڑھتے ہی قطرہ کبھی دریا ہوگا

بیوفائی سے تمہاری یہی ہر دم ہے خیال
تم جو بدلے ہوئے کون کسی کا ہوگا

ہے ہوگا کہ بگڑ دست کی خالی دیکھوں
دل ہو ٹوٹے گا تہی مے سے جو مینا ہوگا

ہر کو چھوڑ کے کیوں دشت میں وحشی جائیں
خاک کا ڈالنے جو بھر آبادی میں گے صحرا ہوگا

کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا
چھپ کے اغیار سے تنہائی میں رویا ہوگا

دستخط مرگان میں کہاں صورت طغرا رقم امیر
نیند اڑ جائیگی بسمل پہ جو کاتا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا
تیرتی صورت پہ موج شکل کا دھوکا ہوگا

ہی ساقی کی کدورت ہے جو میرے دل کی
جاسے درد سے لبریز یہ مینا ہوگا

جانے دے قتل مجھے کرکے نہ غم کر قاتل
تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے اب کیا ہوگا

تو ہی مجھ گم شدہ سے چھٹ کے ہوگا نالاں
اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا

قیس لیلے کے تصور میں ہے لیلی کیسی
اپنے ہی دل کا سویدا کبھی دیکھا ہوگا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے
کوئی بیتاب تہ خاک تڑپتا ہوگا

ہجر ساقی مین ہے دل چور کروں کیا گلگشت
سبزہ زیر کف پا ریزۂ مینا ہوگا

دیکھ اے درد جدا ہو نہ دل محزون سے
اور تجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا

جوش سودا کے گھٹانے کی نہ کر فکر اے قیس
بڑھکے آخر کو یہی طرۂ لیلےٰ ہوگا

وہ جہان اوج پر آیا یہ چمک اٹھے ہین
مہر ذرون کے مقدر کا ستارا ہوگا

گنج قارون بھی ملا محو جو اے حرص تو کیا
عمر مفلس کی طرح صرف تمنا ہوگا

عشق اسکے لب شیرین کی مین رکھتا ہون امیر
درد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سرد آہین جب کسی کے کین وطن یاد آگیا
چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے چمن یاد آگیا

جس جگہ دو گز زمین پائی کھدی سمجھا مین گور
جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا

تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا روح کو
قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا

نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھلا
موت کی سختی اٹھائی کوہکن یاد آگیا

گور مین بھی ہم نہ بھولے صحبت احباب کو
گوشۂ خلوت مین لطف انجمن یاد آگیا

کھینچکر چادر جو پھر تربت پہ میری ڈالدی
سچ بتا کیا تجکو اے دزد کفن یاد آگیا

جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے
سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا

رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر بانہین غریب
عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پر اے امیر
رہگئے منہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا

رو برو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا
آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا

آتش جام سے جبدن لب جانان ہوگا
ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا

رنگ حنائے محبت جو نمایان ہوگا
درد پہلو کی طرح داغ بھی پنہان ہوگا

دل دیوانہ مرے ہاتھ مین روز محشر — خوض نامۂ اعمال گریبان ہوگا
غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا — غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا
اے جوانی یہ ترے دم سے ہین ساری جھڑکی — تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا
خواہش وصل تو کیونکر کہون لیکن اصبح — دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا
اک پری رو نے ہماری یہ بنائی صورت — سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو — ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا — ہیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا
آگ دل مین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی — اور کیا تجھ سے پھرا اے دیدۂ گریان ہوگا
جان دیکر جو ملے بوسۂ جانان تو سہی — مفت دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا
اے اجل دوڑ کہ غربت مین پڑا ہون تنہا — اس طرح کا ہیکو خالی کبھی میدان ہوگا
میرے اور غیر کے مقتل مین کھلینگے جوہر — امتحان عشق و ہوس کا سر میدان ہوگا
رات دن گیسوے محبوب کا رہتا ہے خیال — خواب آنکھون مین مری آ کے پریشان ہوگا
ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
اور بڑھ جائے گا دیدار سے شوق دیدار — یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے امیر
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا — یہ نہ تھا تو کاش دل پر مجھے اختیار ہوتا
پس مرگ کاش یون ہی مجھے وصل یار ہوتا — وہ سر مزار ہوتا مین تہ مزار ہوتا
ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی — مرا نشہ کیون اترتا مجھے کیون خمار ہوتا
مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی — جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا
مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی — کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوئی پھول اس چمن مین
دلِ داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دلِ بیقرار ہوتا

دمِ نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے مُنہ دکھاتا
تو خدا کے منہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ ملک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی
سرِ راہ کوئے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چُرائی
وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون
اِسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی امیر باقی
نہین مرنے ہی کا اب تک نہین اعتبار ہوتا

نئی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دوچار ہوتا
کہ اُدھر سے وار ہوتا تو اِدھر سے پیار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھپہ وار ہوتا
تو نثار ہونے والا یہی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ دو دو ترے تیر ساتھ چلتے
کوئی دل کو پیار کرتا کوئی دل کے پار ہوتا

اثر اس قدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا اُن پر
کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوکِ ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت
جگر اُس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نرکھا
مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا
نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہوکر نہین کوئی دوست میرا
یہ جو دل ہے دشمن جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پھولون مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے
کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مرے بچان مین دکھاتا
وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا
یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سرِ قبر آتے ہوتم جو بڑھا کے اپنا گہنا
کوئی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دمِ رخصت اُنکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا
تمھین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

میں ہشیار تجھ پہ ہوتا تو رقیب جان کھوتا	میں ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شبِ وصل تو جو بیخود رہوا امیر چوکا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار ہوتا

مُنہ کھل گیا ہے کسی گلعذار کا	آنچل لٹک رہا ہے عروسِ بہار کا
کچھ تو سبب ہے گردشِ لیل و نہار کا	اِس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا
کیا دل جلا رہا ہے پسِ مرگ ہے دعا	ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا
جنکو لا کے خاک میں خوش ہو رہے ہو تم	تکیوں میں دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا
گر دِ نظر ہے ہو نہ مکدر الٹ نقاب	غافل غبار ہے یہ ردائے نظار کا
پھولوں کا قافلہ ہے کہ اُترا ہے یہ برات	ہر شاخ گل ہے یا کہ عروسِ بہار کا
آئین و دیانت آئین ترس کھائیں یا نہ کھائیں	کیا اختیار گریۂ بے اختیار کا
پھر بیٹھے بیٹھے وعدۂ وصل اُسنے کر لیا	پھر اُٹھ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا
دلسوز بیکسی سا نہیں کوئی بعدِ مرگ	پروانہ ہو گئی مرے شمع مزار کا
رد دن تو اُنکو آتی ہے بیساختہ ہنسی	اچھا ہے جوڑ گریۂ بے اختیار کا
ایسا مزا ملا ہے تڑپ میں کہ ہے دعا	بڑھ جائے اور طول شبِ انتظار کا
پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو	کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروسِ بہار کا
وہ شوخ اپنی راہ ہے یہ اپنی راہ ہے	قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا	ٹوٹا وہ دل کہیں کسی اُمیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا امیر غریب الدیار کا

جھونکا اِدھر نہ آئے نسیمِ بہار کا	نازک بہت ہے پھول چراغِ مزار کا
عالم وہی ہے سن سے اُتر کر بھی یار کا	جوبن خزاں نے چھین لیا ہے بہار کا

یارب مٹے نہ دل سے کبھی داغ آرزو
ٹھنڈا نہو چراغ شبِ انتظار کا

شاخون سے برگ گل نہین جھڑتے ہین باغ مین
زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا

شیشون نے ہچکیون کی بٹھائی ہے ڈاک کیون
میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا

میری لگی بجھانے کو آتا ہے بار بار
ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا

ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین
تو ہی بتا بتا دے دلِ داغدار کا

اس پیار سے فشار دیا گور تنگ نے
یاد آگیا مزہ مجھے آغوشِ یار کا

آنسو اِدھر رواں ہین اُدھر پھنکتا ہے دل
نالہ مراد ہوا ن ہے سمندر کے پار کا

گردون نے لیکے اسکو ستارون مین رکھ لیا
اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا

ہلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان
منہ چومتے ہین پھول عروسِ بہار کا

پھولون سے فرشِ خاک پہ ناری چھٹک گئی
دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا

آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہو گئے
آخر پڑا ہی صبر دلِ بیقرار کا

لپٹا مین خواب مین بھی تو بولا الگ الگ
مرجھا نہ جائے پھول کوئی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے ای امیر
مٹتا ہے آسرا دلِ اُمیدوار کا

جمالِ یار کو کہتے ہو تم کہان دیکھا
کلیم ہوش مین آؤ بھی کہان دیکھا

وہی چراغ وہی گل وہی قمر وہی برق
نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا

دکھائی آئینے نے اُنکو عکس کی تصویر
تو ہنسکے بولے کہ تونے مجھے کہان دیکھا

نہین ہے دخترِ رز سا بھی کوئی حسن پرست
ٹپک پڑی یہ جہان کوئی نوجوان دیکھا

کہین تو دیکھ چکے ہین یقین ہے دل کو
مگر یہ یاد نہین ہے تمھین کہان دیکھا

فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو
جہان مین نہ کوئی باغ بے خزان دیکھا

پھنسی جو دام مین بلبل تو کن نگاہون سے
کبھی چمن کو کبھی سوئے آشیان دیکھا

شب وصال وہ ساماں ہو وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بہار مین جو نکالا ہمین تو کیا پایا
خزان مین حالِ چمن تو نے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرقت مین ہمکو یاد آئی
لُٹا ہوا جو کہین کوئی کاروان دیکھا

کہین سے وقتِ ملاقات اُنسے اتنی بات
جو کچھ سُنا تھا وہ آنکھون سے مہربان دیکھا

دکھائی ترکِ تعلق نے شان بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

کلی جو تھی مین آنکھون مین کیا بگڑ مین چھپین
امیر آج محبوب کا جوان دیکھا

وہ پاؤن کہان ہین جو تھے جوشِ نقشِ پا
اس بحر مین خواب فراموشِ نقشِ پا

سکے وہ پاؤن ہو کے جو ہمدوشِ نقشِ پا
فریاد کر رہے لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے آئی شہر خموشان سے کیا خبر
اب تک اُسیطرف ہین لگے گوشِ نقشِ پا

پاؤن دبانے والو ٹھہر جاؤ دم تو لو
کچھ تم سے کہتے ہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سننا نہ بولنا
آنکھین کھلی ہین بند لب و گوشِ نقشِ پا

ہم بے زبان خاک نشینون کا عیش کیا
تھا اک تبسمِ لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا راہ چلنے والون کا غربت مین آسرا
جب نقشِ پا کو چھوڑ گئے ہوشِ نقشِ پا

اے دل چلُن اُسکے ساتھ دبے پاؤن اسطرح
آوازِ پا ذرا نہ سُنے گوشِ نقشِ پا

ڈرتے ہین پاؤن رکھتے کہ ایسا نہو کہین
چپکے سے ہو نہ لین لبِ خاموشِ نقشِ پا

نازک بہت ہین پاؤن نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمیِ آغوشِ نقشِ پا

کیا چین سے ہین خواب مین آسودگانِ خاک
دیتے ہین یہ خبر لبِ خاموشِ نقشِ پا

اس گرم رو کی شوخیِ رفتار سے امیر
اُڑتے ہین رنگ رُخ کی طرح ہوشِ نقشِ پا

کیونکر رہے نہ زارتن و توشِ نقشِ پا
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

دشتِ جنون مین اب وہ کہان جوئے نقشِ پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوش نقشِ پا

وہ تیز رو ہے نازِ تن و توشِ نقشِ پا
ڈر ہے کہ پس نہ جاے کہین دوشِ نقشِ پا

رکھتے ہین وہ آکے پاؤن سرِ دوشِ نقشِ پا
اس شوق مین کشادہ ہے آغوشِ نقشِ پا

نسبت ہے راہِ عشق سے راہِ حرم کو کیا
یان کعبہ جبہ سا ہے یان جوشِ نقشِ پا

اے مستِ ناز دیکھکے رکھو راہ مین قدم
جمتے کہین نہ بادہ سرِ جوشِ نقشِ پا

رفعت سے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسر ہے یہان سرِ ہمہ دوشِ نقشِ پا

بیٹھا ہے راستے مین ہدایت کیواسطے
کیا رہنما ہے پیرِ صفا کوشِ نقشِ پا

دورِ خرامِ ناز ہے کس مستِ حسن کا
ساغر بکف ہے دستِ قدح نوشِ نقشِ پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوش ہو رہے مجھے آغوشِ نقشِ پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ عرصۂ خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوشِ نقشِ پا

پہلو سے تو اٹھا تھا کہ مین سرد ہو گیا
بیدردِ مرگِ یکبان کو تو درد ہو گیا

ہنگامۂ جفاے فلک گرد ہو گیا
نالے جو گرم مین نے کیے سرد ہو گیا

کترا جو آئینہ دستِ نگار مین ہے یار سے
کاغذ کا پھول برگِ گلِ زرد ہو گیا

ہنگامِ سیرِ باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہو کے غنچہ کا منہ زرد ہو گیا

دل کو ہمارے اب کسی پہلو نہین قرار
یہ درد آستا ہمہ تن درد ہو گیا

سر سے اٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے پامرد ہو گیا

یکتائی جمال کا لکھا جو مین وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہو گیا

مجھسا کہان ہے کوئی زمانے مین خاکسار
رخ سے مرے جو رنگ اڑا گرد ہو گیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر مین جہان گرد ہو گیا

آنکھ اُس نے نہ کھولی جسے سفاک نے تاکا
مُنہ دیکھکے اُٹھی تھی قضا کس کی ادا کا

نادان ہو دھوکا ہے تمھین زلفِ رسا کا
سایا یہ ہے جو سر پہ تمہارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہین لوٹ ہے گا لونپہ تمہارے
ہاتھون پہ بھی اُڑتا ہوا ہے رنگ حنا کا

مجھ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی
آنکھین نہ کھلین کوئی انگور جو تا کا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے
احسان اُٹھایا نہین جاتا ہے دعا کا

اللہ رے شبِ غم کی سیاہی کہ سحر بھی
پڑھتی ہوئی آتی ہے عمل رد بلا کا

کیا جانیے کیا ہے ترے بیمار کی حالت
عیسیٰ بھی یہ کہتے ہین کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین پھولو نہ بہت لالہ و گل پر
مرغانِ چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آئے جو دولت
رویان بھی نہ میلا ہو گلیم فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پئے قتل
ہے حسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خیر ہو یارب
غمزے نے جھروکے سے مجھی جھانک کے تاکا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت
یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کھلجاتا ہے اُس شوخ کا جوڑا
اُڑ چلتا ہے رنگ اور مری بزم عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین
کشتہ ہون مین اک صاحب عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون
بے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کفِ پا کا

کیا کیا ہے شبِ وصل نگہبانیِ عصمت
چوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کیے دیتے ہین موے مژۂ یار
اِن ننھے سے تیرون مین بھی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشے نے شوخی کی کمک کی
مشکل سے شبِ وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رونے دے تڑپنے دے مجھے بیخودیِ شوق
کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت
بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگ حنا کا

مستانون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزے
کیا سیکھی ہے انداز قصائیسری ادا کا

کیا جائیے آجائے گا کس روز وہ جھلاوا
انسان کو معلوم نہیں وقت قضا کا

بازو پہ مین اپنے دلِ بیمار کے باندھون
تعویذ جو ہاتھ آئے مزارِ شہدا کا

اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے
یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پردہ رخِ محبوب سے اٹھا نہ حیا کا

نوشکوری

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ اُمنگین مٹ گئین وہ ولولا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان
ہائے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا

آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا
ہان مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا ہے مے بھری ہے سحر ہے اعجاز ہے
اِک نگاہِ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج
ہائے ظالم ہائے ظالم کا مزا جاتا رہا

درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین
رہ گئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

جھوٹے وعدون ہی سے راحت کا سہارا بھی گیا
وائے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا

بے تکلف نشہ نے تو اُنکو کر دیا
پردہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا

شربتِ دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی
دیکھ لینے سے دوا کا درد کیا جاتا رہا

آیۃ لا تقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے
آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا

مجکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے
کیون میان کیا ڈھونڈتی پھرتی ہو کیا جاتا رہا

نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہے تیری قسم
خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا تم سے کونسی بھرا
تم گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا

مرگِ دشمن پر کفِ افسوس تم ملتے تو ہو
پھر ملو گے ہاتھ پُر رنگِ حنا جاتا رہا

شیخ جی ہین اور شب بھر دخترِ رز سے اختلاط
وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

شوخیان رگ رگ مین ہین جمتا وہان کا ہی رنگ
آتے آتے ہاتھ مین رنگِ حنا جاتا رہا

ہائے وہ صبحِ شبِ وصل انکا کہنا شرم سے
اب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخودی کا ہو برا محروم رکھا وصل سے
آپ جب آئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وہ کہان
ہائے اب وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جادی تجھے
بولہوس بدنام کن اچھا ہوا جاتا رہا

مین نے چھاتی سے لگاکر جسکو رکھا عمر بھر
ہائے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو ہمچشمون مین جھلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھون کا بھی او بیحیا جاتا رہا

کیا بری شے ہے جوانی اتنا دن ہی تاک جھانک
ڈرتون کا اک طرف خوفِ خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا کیا ہوتا امیر
جانے دو اک بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لے گیا
مگر جو کسیکو دیا لے گیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لے گیا

تری آنکھ کا تل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اڑا لے گیا

عجب ترکِ غمزہ بھی چالاک تھا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لے گیا

کیا غم نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ لیگیا لے گیا

گیا ساتھ نے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بظاہر رہا مجھ سے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیرانِ زندانِ ہوش
جنون آکے سبکو چھڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سگِ یار تھا مستحق اے امیر

مرے استخوان کیون ہما لے گیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدو مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھنچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوف پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑجائے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون نے برا مجکو کہا ہو تو کہا ہو
باور انھین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائر دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اُسنے کھلائے کہ تو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دانون پہ اشکون ہی کے دون فاتحۂ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمہارے
سینے سے تڑپ کر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رخ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب زلف تو الجھاتی ہین اک دل
فرق اس مین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اُس نگہ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کی زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سر محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اُٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اُٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

غربتکدۂ دہر مین صدمے سے ہین صدمے
اسپر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باہر نہین آتا

کچھ ٹھکانا ہے ناتوانی کا
نہ اُٹھا بوجھ زندگانی کا

داغ دل مین جو ہے جوانی کا
گُل ہے یہ شمعِ زندگانی کا

جانتا ہون کہ خود نما ہو تم
پردہ کب تک یہ کن ترانی کا

اور اے پیرِ چرخ کیا کہون
صبر تجھ پر مری جوانی کا

راہ مین وہ مجھے ملے تو ہوا
سامنا مرگِ ناگہانی کا

حلقۂ چشمِ وقتِ نزع نہین
ہے یہ چھلّا تری نشانی کا

جوشِ فصلِ بہار مین اے گُل
رنگ ہے تیری نوجوانی کا

نازُ اُنکے بھی اُٹھ نہین سکتے
زور ہے اَب یہ ناتوانی کا

اسطرف بھی نگاہِ لطف کبھی
صدقہ اے نوجوان جوانی کا

مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین
نام ہے میری زندگانی کا

مثلِ شبنم ہماری قسمت مین
ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا

رُخ تناکس طرح مین دیکھ سکون
زلف ہے لام کن ترانی کا

اے غمِ یار مین نہین مٹتا
نام مٹتا ہے ناتوانی کا

چرخ آیا مجھے تو یہ سمجھا
اُسنے چھلّا دیا نشانی کا

بہر نامِ سکندر آئینہ
چشمہ ہے آبِ زندگانی کا

پرتکین بانکپن کو دیتا ہے
جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا

گُل کے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر
چور ہے شمعِ زندگانی کا

چودھوین کا بھی چاند صدقے تھا
ہائے عالم تری جوانی کا

نہ اُٹھا مفلسی مین دستِ سوال
ہے یہ احسان ناتوانی کا

پورا پورا شبیہ یوسف مین
رنگ ہے تیری نوجوانی کا

کیون نہ پیری مین داغِ دل ہو عزیز
پھول ہے باغِ نوجوانی کا

دل بتون سے اُٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون نا توانی کا

منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہرِ محشر کی مہربانی کا

رہگیا ہے فراق مین مجکو
آسرا مرگِ ناگہانی کا

دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بُلبُلا ہے پانی کا

گھر مین تمہارے غیر سے جایا نہ جائیگا
آغوش نور مین کبھی سایا نہ جائیگا

دل گیسوون مین ہم سے پھنسایا نہ جائیگا
اِس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا

بیخود نہ کر وصال مین اے جلوۂ صنم
ہون ناتوان پھر آپ مین آیا نہ جائیگا

کہتا ہے دل چھپاؤن گا مین خوب رازِ عشق
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا

تلوار اُن سے کچھ نہین سکتی نہ کچھ سکے
کیا سُرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا

جب دیکھ لوگے یاس بھری میری شکل تم
پھر تم سے میرے دلکو دُکھایا نہ جائیگا

لاکھون کو ناک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو مِلایا نہ جائیگا

چہرہ چھپا لین آنکھ چُرا لین حیا سے وہ
جوبن اُبھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا

لاؤن مین اُن سے دل مین کدورت مجال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا

پہنائے جنکو پھولونکے ہار اُنسے بعدِ مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بنایا نہ جائیگا

ترکِ ادب ہے دل سے مٹاؤن جو داغِ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اس چمن مین مرا دل ہے اے امیر
بادِ بہار سے بھی کھلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا

آہون سے سوزِ عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ تیرہ شامِ غم ہے کہ کہتا ہے سایہ بھی
اب مجھ سے پاس آپ کے آیا نہ جائیگا

گر ہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے بھی آیا نہ جائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مرے دل کا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نہ جائیگا

وحشت مین تھک کے مجھ سے یہ ہمزاد نے کہا
مجھ سے تو ساتھ آپ کے آیا نہ جائیگا

چلّو ہی سے پلا دے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نہ جائیگا

دکھلا کے سبکو دستِ حنائی وہ کہتے ہین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نہ جائیگا

رو دون گا درد دل سے کبھی ہین جو باغ مین
پھولون کو پھر صبا سے ہنسایا نہ جائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھ کے مالک سے یہ کہا
مجھسے تو یہ غریب جلایا نہ جائیگا

سو غمگسار لاکھ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہے وہ بٹایا نہ جائیگا

مجھ روسیہ کو قبر مین رہنے دے اے کریم
یہ مُنہ کسیکو مجھ سے دکھایا نہ جائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل اُٹھاؤنگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نہ جائیگا

دیدارِ یار کا نہ اُٹھے گا مزہ امیر
جب تک دوئی کا پردہ اُٹھایا نہ جائیگا

کھولے ہوئے جُوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا
اس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جس نے گریبان نہین دیکھا

کیا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمہارا
دیکھوگے ابھی تم نے مریجان نہین دیکھا

ہان دست جنون دیکھین تو ہم نے کبھی لیتک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفائدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اِس گھر سے نکلتے ہوئے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجسا دل نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلا کے وہ رُخ پوچھین مجھسے جو
اب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفل حسین ہوتا ہے اُستاد
اِس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

تیرِ نگہِ یار نے بھی رُخ نہ کیا ہائے
اُجڑے ہوئے دل کا کوئی خواہان نہیں دیکھا

وہ دل تھا ہمارا کہ تری تیغِ نظر نے
تلوار کے مُنہ پر بھی ہراسان نہیں دیکھا

ہے محفلِ دنیا بھی عجب درد کی محفل
وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہیں دیکھا

دیکھا تو مرے حال کو ستوم رتبہ تم نے
پر دیکھنے کی طرح مریجان نہیں دیکھا

جان آنکھوں سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے
پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا

آنکھوں نے جو دیکھا اُسے تو دل یہ پکارا
مین نے ابھی اے جلوۂ جانان نہیں دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہے تو کیون
کیا حوصلۂ کلبِ علی خان نہیں دیکھا

مین کبھی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا
کچھ زمانہ نہیں کروٹ جو بدل جاؤنگا

لاکھ دنیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا
کہ مین اس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

اس سرا مین مین مسافر نہین رہنے آیا
رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

خبر آئی کہ وہ آتا ہے عیادت کے لیے
اب کچھ اُمید پڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

سوچتا ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب
نبض کو ہاتھ لگاؤن گا تو جل جاؤنگا

ہون سُبک روح کرے گا مجھے کیا قید کوئی
مثلِ آواز سلاسل سے نکل جاؤنگا

مستی اُن آنکھون مین آتی ہے تو کہتا ہی حجاب
دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

باغِ عالم مین ہون گویا شجر آتشباز
اور بھی پھولون پھلون گا جو مین جل جاؤنگا

سامنے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ
عکسِ آئینہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

دیکھنے دے مجھے رخسار ترا ہرج ہے کیا
دو گھڑی دیکھکے پھولون کو پھل جاؤنگا

مرکے بھی دل سے مٹے گا نہ حسینونکا خیال
ساتھ لیکر مین یہی حسنِ عمل جاؤنگا

جوشِ وحشت مین مجھے قیدیِ زندان نکرو
سیل ہون توڑکے دیوار نکل جاؤنگا

آتشِ عشق مجھے ہو گئی گلزارِ خلیلؑ
دل مین سمجھا تھا وہ کافر مین جل جاؤنگا

قدردان مصحفی و حضرتِ سودا تھے امیر
لیکے تربت پہ انہین کی یہ غزل جاؤنگا

چال وحشت کی کسی روز جو چل جاؤنگا
دو قدم مین مین دو عالم سے نکل جاؤنگا

جوہری ہو کہ نہو کوئی سخن کا پس مرگ
تھوک کر مین تو لہو لعل اگل جاؤنگا

اب مین گریان ترے کوچے مین جو آیا آیا
کوئی جھالا ہون برس کر جو نکل جاؤنگا

کوے جانان مین یہ کہتا ہے مرا دل مجھسے
تو اٹھانا مجھے مین گر کے مچل جاؤنگا

مجھسے کہتا ہے شب وصل یہ جوبن انکا
تیرے آغوش کے سانچے مین ابھی ڈھل جاؤنگا

پھونکنے آئی ہے کیون آتش فرقت مجکو
مین پتنگے کی طرح وصل مین جل جاؤنگا

عشق سنبھلنے نہین دیتا مجھے اے شوق وصال
ہان اگر تو نے سنبھالا تو سنبھل جاؤنگا

جھونک دیگی جو مجھے آگ مین قسمت میری
مین سیہ بخت دھوان بن کے نکل جاؤنگا

آج بوسہ مجھے دیتے ہی بنے گا ورنہ جان
کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ مین چل جاؤنگا

نور شمع تہ فانوس ہون مین زیر فلک
قید ہستی کا نہین صاف نکل جاؤنگا

چکنی چکنی تری باتین نہین سنتا ناصح
ڈر رہا ہے کہ نہ سنبھلون گا پھسل جاؤنگا

وعدہ وصل پہ چاہی جو قسم ہنس کے کہا
رنگ رخ مین نہین تیرا کہ بدل جاؤنگا

وصل مین اس سے مرا حوصلہ کہتا ہے امیر
کیا مین ارمان عدو ہون کہ نکل جاؤنگا

حریم کوچۂ قاتل کی راہ گر لینا
سمندِ عمر سے اے شہسوار اتر لینا

جگر سے اٹھتے ہین شعلے کہ دل سے اے ہمدم
کدھر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا

یہ مجکو دیکھ کے پلکون کو حکم اسپر ہے
بچے جو تیغ سے تم برچھیون پہ سر لینا

پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے
لگا دو ہاتھ جنازے کو پھر سنور لینا

لٹاک کی کہتی ہے وہ زلف لا کھپیچ پڑین
بلائین اسکی مجھے سر سے تا کمر لینا

مرے اڑا کہ در توبہ باز ہے زاہد
حسین شراب جو دین پیکے توبہ کرلینا

وہ مسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین
کہان چپ کے یہ بجلی گری خبر لینا

کباب سیخ کی گردش سے کم نہین ای دل
شب فراق مین کروٹ اِدھر اُدھر لینا

شہید ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کس کی ذرا خبر لینا

امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو
پڑے گا راہ مین کعبہ سلام کرلینا

دم اخیر ہے لازم نظارہ کرلینا
خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا

چلا تو ہے طرف کعبہ دیکھ لے حاجی
جو دیر راہ مین آئے طواف کرلینا

پکارتے ہین یہ کشتے تمہارے مقتل مین
رہے ہین کھیت ہماری ذرا خبر لینا

مریض غم کی عیادت کو جب ہوی وہ سوار
کہا قضا سے کہ بڑھکر ذرا خبر لینا

یہ تیر غمزہ سے کہتی ہے تیغ ناز اُسکی
جو دل پہ قبضہ مرا ہو تو تو جگر لینا

ہجوم ہوگا بہت جلوہ گاہ حشر مین یار
اگر پہنچے سکون مین مری خبر لینا

نہ توڑ شام سے اے دل شب فراق مین دم
ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

گلے سے قتل کے دن عضو عضو کہتا ہے
مری طرف سے بھی خنجر کو پیار کرلینا

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کس نے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

تڑپ کے منہ سے کلیجا نکل پڑے نہ امیر
بہت جو درد اُٹھے دل پہ ہاتھ دھر لینا

ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اُٹھ اُٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

لوٹ جاتے تھے حسین دیکھ کے آنا دل کا
کیا موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا

کہتے ہین کیا مین کرون سُن کے فسانا دل کا
وہی جھگڑا وہی دُکھڑا ہے پُرانا دل کا

آفرین کہنے سے رک جاتا ہے قاتل میرا
لذت قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اِسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اِسے دیکھ لیا
ابتو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دِل کا

آج اِس شوق سے پیکان مری دلمین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پر آنا دِل کا

ہائے وہ پہلی ملاقات مین میرا رگنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑھانا دِل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دِل کا

نچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دِل کا

قیس کم ظرف تھا فریاد و تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دِل کا

سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

کون نہا تھ آئیگا یہ مال کبھی درد و حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چرانا دِل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اب وہ ہے درد کا گھر تھا جو ٹھکانا دِل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑا دے اِسکو
سامنے آہی گیا ابتو نشانا دِل کا

جی لگے آپ کا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سنین آپ فسانا دِل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اب کسی گوشے مین ٹھکانا دِل کا

دِل مرا لیکے دِکھادی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دِل کا

ہائے وہ دیکھ کے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا شکبو دبانا دِل کا

مشرب عشق مین کیسی ہین یہ اُلٹی باتین
دلکے جانے کو یہ کیون کہتے ہین آنا دِل کا

تیر پر تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دِل کا

دِل جو دین اُن سے تو اے جان یہ گھر اپردہ
اور روا رکھتے ہو پردے مین بھی آنا دِل کا

کسی پہلو پہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سُنین بات مری سُن لین فسانا دِل کا

گر میان کرنے کا ہے خوب سلیقہ انکو
سیکھو آنکھون کی شرارت سے جلانا دِل کا

پھیر کر منہ مجھے تڑپاتے ہین اور کہتے ہین
رخ بدلکر ہمہ اُڑاتے ہین نشانا دِل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالے ایجان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دِل کا

نگہ ناز سے عمزے نے کہا ٹڑیا کر
یون اڑا دیتی ہین استاد نشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے امیر
ہو جسے حکم اڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا
شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا

رونے والا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو پچھتے
ابر ہی آکے مری خاک پہ گریان ہوتا

داغ ہی دینے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی
کوئی بے رحم ہی دل کا مری خواہان ہوتا

درد ہی تھا دلِ بیمار کا غمخوارِ قدیم
اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا

حلقۂ زلف مین وہ رخ جو جھلک دکھلاتا
جلوہ گر کفر کے آغوش مین ایمان ہوتا

لطف تھا دست درازی کا جب اے وحشتِ دل
بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا

دیکھتے چاہ سے تم پیار سے ہم تو شبِ وصل
دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا

پیکے واعظ مے گلگون مرے دشمن بچیا مین
تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا

بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام
اس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا

ہلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا
مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا

ایسے نیرنگے بہت دیکھے ہین اُس کوچے مین
حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا

جب وہی حور نہین خلد مین تو دورِ حشر
جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین
دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا

پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان
تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

کہہ اُٹھا اس لیئے منصور انا الحق کہ وہ شوخ
خون ناحق سے پس قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہکے کھٹک اسکی امیر
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دل دردِ محبت کا دکھایا نہ گیا
زخم کھایا کیے ٹانکا کبھی کھایا نہ گیا

نبض کی چال سکھائی پیش دل نے مجھے
عمر چلتے ہوئے گزری کہیں آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دل زار کہ پژمردہ رہا
رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھوں میں لگایا سرمہ
رات تھا کونسا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ ہے آئینہ نہاں الفت زلف
دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر
تیری رفتار کا انداز اڑایا نہ گیا

دخت رز شوخ تھی مستوں ہی کی صحبت میں رہی
چار دن پردے میں ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اڑانے کو ہوا آندھی تھی
پردۂ محمل لیلیٰ کو اٹھایا نہ گیا

جام مے فرقت جاناں میں پلانا کیسا
قدح زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادی غربت میں رہی
مر کے بھی غیر کا احسان اٹھایا نہ گیا

بزم غم میں مجھے قسمت نے بنایا ہے چراغ
کس کا مہمان ہوا میں کہ جلایا نہ گیا

چرخ ممسک نے مٹانے میں بہت کوشش کی
نام ماتم تھا مگر میں کہ مٹایا نہ گیا

تیغ قاتل بھی ہے کیا چشمہ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

درد الفت نے وہاں سے بھی نکالا ہوتا
قید اگر عرش کی زنجیر میں نالا ہوتا

کان میں بجلیوں سے حسن دوبالا ہوتا
اشہب ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہمسا اگر دیکھنے والا ہوتا
دیکھتے برق تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب میں کہتا ہوں نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
تیغ کہتی ہے مجھے بیچ میں ڈالا ہوتا

اور سامان جنوں میں ہمیں درکار نہیں
کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی چھالا ہوتا

ناتوانوں کو گرایا تو فلک کیا پایا
کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منحصر ساغر جم ہی پہ نہیں بادہ کشی
ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھ پر آنکھیں جو نکالیں تو ہوا کیا حاصل
کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

شوق ہوتا مرے قاتل کو جو گلبازی سے
مین نے سر کاٹ کے مقتل مین اچھالا ہوتا

ہاتھ سے یار کے مے پیتے تو ہوتا نہ گناہ
کور سے بچ جاتے چھوتا جو پیالا ہوتا

حسن بے پردہ سر طور پکارا آکر
چھپتے جب ہم کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

دل بیتاب پہ بجلی کی طرح گرتی تھی
شرم نے وصل مین شوخی کو سنبھالا ہوتا

فکرین دوڑین مجھے کھانے مین عدم کو بھگا
لاکھ منہ ایک مین کس کس کا نوالا ہوتا

پھول ہنس ہنس کے مرے زخم جگر نجاتے
کوئی خوش ہو کے اگر دیکھنے والا ہوتا

وادی گرم محبت مین ہین کانٹے پیاسے
کاش اک چھوٹی سی چھاگل لیے چھالا ہوتا

ادبت اللہ تو ہے آپ رگ گردن مین
ہاتھ ہی تو نے گلے مین مرے ڈالا ہوتا

رگ جان آپ ہی گر ڈوب کے اچھلی تو کیا
اُس کے ڈوبے ہوے نشتر کو اچھالا ہوتا

پیاس سے خلق مین بسمل کے پڑے ہین کانٹے
چھیڑ تے خنجر قاتل مین جو چھالا ہوتا

کیا بلا جھوم کے گھنگور گھٹا آئی ہے
ہائے اسوقت مرا گیسوؤن والا ہوتا

لذت داغ محبت سے جو ہوتا آگاہ
ہوتی ہر پھول کو حسرت کہ مین لالا ہوتا

لطف حسرت کی نگاہون کا تو جب نکھرا کہ امیر
ان نگاہون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا

اُٹھکے اس محفل سے گھبراہٹ کا احسان رہگیا
نازنو جانان کے نیچے دب کے دامان رہگیا

قافلہ منزل پہ پہنچا ہاے اے واماندگی
مین پریشان صورت گرد بیابان رہگیا

یون تو رکھا سیکڑون نے تیری مقتل مین قدم
رہگیا جو کھیت اُسکے ہاتھ میدان رہگیا

بوسے کی لذت مین بھولے شکوۂ دشنام یار
عیب منعم پردۂ ہمت مین پنہان رہگیا

جانتے ہین گل اُسکو ہم اسیران قفس
دل مین جو داغ تماشاے گلستان رہگیا

قالب بے روح کی کیا خاک ہو عالم مین قدر
کوچ یوسف نے کیا خالی یہ زندان رہگیا

دیدۂ بسمل پہ حیرانی نے پٹی باندھ دی
مرتے دم نظارۂ قاتل کا ارمان رہگیا

پردہ پوشی تو بہت کی زخم دامن دار نے
خنجر قاتل مگر عریان کا عریان رہگیا

پردہ الٹا رخ سے اُسنے سبکو دکھلایا جمال
رہ گیا تو اک مری آنکھون سے پنہان رہگیا

شکر کی جا ہے بڑی سینہ شگافی کی اُمید
جذب دل سے ٹوٹ کر قاتل کا پیکان رہگیا

وائے حسرت مار ڈالا مجکو شوق قتل نے
ذبح کرنے کا مرے قاتل کو ارمان رہگیا

پردہ وحشت ہوا فرط نقاہت سے نہ فاش
ہاتھ دامن سے جو پہنچا تا گریبان رہگیا

ساتھ ہی گیسو کے آیا مصحف رخ کا خیال
خیر گزری جا چکا تھا آج ایمان رہگیا

دل جو میرا بہ گیا ہو کر لہو تو بہ گیا
شکر ہے اُسکی جگہ پہلو مین پیکان رہگیا

کوچ ہے درپیش سبکو ہوگدایا بادشاہ
آگیا اس گھر مین جو وہ روز مہمان رہگیا

آئے بیٹھے اُٹھ گئے کتنے حسین لیکن امیر
شکل آئینہ ہین اُس محفل مین حیران رہگیا

تصور مین زلفون کے رویا کیا
مین بالون مین موتی پرویا کیا

وہ ہنس ہنس کے نشتر چبھویا کیا
مین رو رو کے دامن بھگویا کیا

دہان و کمر کو دکھا کر وہ بت
مجھے دونون عالم سے کھویا کیا

عجب قدرت حق کے اے بت مین کھیل
کہ مٹی کے پتلے کو گویا کیا

بُرا خواب غفلت کا ہو دفعتہ کوچ
گئے میرے ساتھی مین سویا کیا

ہوا جب سے وہ گل طرفدار غیر
مرے حق مین کانٹے ہی بویا کیا

تصور مژہ کا تری رات بھر
رگ جان مین نشتر چبھویا کیا

تڑپنے کی بسمل کے دیکھی نہ سیر
لہو سے وہ تلوار دھویا کیا

رہا خواب مین اُن سے شب بھر وصال
مرے بخت جاگے مین سویا کیا

خط سبز کے غم نے غوطے دیے
خضر میری کشتی ڈبویا کیا

جوانی مین بھی یان نہ آئی ہنسی
مین اپنے لڑکپن کو رویا کیا

مزا وصل کی شب کا یون بڑھ گیا
کہ کچھ دن چڑھے تک وہ سویا کیا

پسِ مرگ مٹی بھی اُس نے نہ دی
امیر آبرو مفت کھویا کیا

ہر جام مین ہے جلوۂ مستانہ کسی کا
میخانہ ہمارا ہے جلوخانہ کسی کا

جس آنکھ کو دیکھا ہے جلوخانہ کسی کا
جس دل پہ نظر کی وہ ہی کاشانہ کسی کا

جب دیکھتے ہین ابر سیہ کہتے ہین ہم مست
جاتا ہے یہ اُڑتا ہوا میخانہ کسی کا

بو زلف کی لائی جو صبا مین نے یہ جانا
دل لینے کو آیا ہے یہ بیعانہ کسی کا

بدلی ہے کہ میخانہ ہے بجلی ہے کہ مے ہے
یہ رعد ہے یا نعرۂ مستانہ کسی کا

لیچل مجھے اُس قاتلِ عالم کی گلی مین
کچھ کام کرا ہے ہمتِ مردانہ کسی کا

ساقی نہ دکھا بہرِ خدا ساغرِ خالی
لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا

یہ حسن کے بازار مین کیا ٹوٹ پڑی ہے
سودے ہین پھرتا نہین بیعانہ کسی کا

اے طالعِ بیدار مین سوتا ہون نہ جاگ
پہلو سے مرے ہو نہ جُدا شانہ کسی کا

کیا تم سے کہون دل کی خرابی کا مین احوال
برباد ہو اللہ گھر ایسا نہ کسی کا

ساقی ہے حیا موجِ مے ہے نگہِ شرم
وہ جھیپی ہوئی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا

فرہاد پہ کیا گزری جو مجھ پر نہین گزری
مین اپنے سوا کیون کہون افسانہ کسی کا

کچھ اور بڑھا دیتی ہے اُس حسن کی مستی
یہ آرسی چھوٹا سا ہے پیمانہ کسی کا

آوازِ پری صور کی آواز کو سمجھا
محشر مین ہے مست اور بھی دیوانہ کسی کا

ناداں سمجھتے ہین کہ بڑھا رہا ہے
کیا جانے کس دھن مین ہے دیوانہ کسی کا

مستون مین کسی کے دلِ بدمست کو ڈھونڈو
ہوگا انہین دیوانون مین دیوانہ کسی کا

ہوتی ہے جگہ گنج کی ویرانہ ہمیشہ
جو دل ہے شکستہ وہ ہے کاشانہ کسی کا

نکلا ہے کسی شمعِ جہان سوز کی دھن مین
خورشید قیامت بھی ہے پروانہ کسی کا

کیونکر نہ سُنین شوق سے گل کان لگاکر
مرغانِ چمن کہتے ہین افسانہ کسی کا
وہ حُسن ہے اللہ کی قدرت کا تماشا
رنگ اور بتون سے ہی جُداگانہ کسی کا

بیکار امیر اپنے دل و دیدہ نہین ہین
آئینہ کسی کا ہے یہ وہ شانہ کسی کا

حیا بولی اُبھرا جو جوبن کسی کا
مٹا دونگی مین چُلبلاپن کسی کا
کہا مین نے حاضر ہے دل تو وہ بولے
کہ احسان لین میرے دشمن کسی کا
خراماں ہوے وہ تو بولی نزاکت
کہ مجھ سے نہ سنبھلے گا دامن کسی کا
مہ چاردہ ہو کہ خورشید محشر
کسی سے دبے گا نہ جوبن کسی کا
رقیبون سے وہ خوش رقیب اُن سے راضی
بُرا کہلے مین کیون ہون دشمن کسی کا
چمکتی نہین ابر سے برق تابان
لٹکتا ہے پردے سے دامن کسی کا
نہین پہلوِ گل مین دل تنگ غنچہ
جوانی سے روٹھا ہے جوبن کسی کا
ادھر بھی کرم اے نسیم بہاری
ترستا ہے پھولون کو مدفن کسی کا
نظر جاتے ڈرتی ہے چین جبین سے
یہ چلمن چھپائے ہے جوبن کسی کا
نہ کر خشک اے سوزِ غم خون میرا
مجھے اس سے رنگنا ہے دامن کسی کا
وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی
ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا
کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا
اثر چیخ اٹھا سُن کے شیون کسی کا
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت
وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا

شباب آچکا اب کسے دیکھتا ہے
امیر اُٹھ کے ہر بار جوبن کسی کا

تابِ گویائی نہین رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہین جسکو ہے سخن تصویر کا
ساتھ جائیگا عدم تک پیرہن تصویر کا
پیرہن تصویر کا ہوگا کفن تصویر کا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدلدی ہے مری
بھیجدون تو منہ نکین اہلِ وطن تصویر کا

حسن کھلتا ہے حسینون کا جمے جتنی نگاہ
جسقدر دیکھو ابھرتا ہے بدن تصویر کا

فکرِ رنگین کب ہوا کرتی ہے پیری مین ضعیف
خشک ہوتا ہے کہین نخلِ کہن تصویر کا

دیکھ جو کچھ سامنے آجائے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور سب حسن ان گلون مین ہین و فالیں نہین
رنگ لاکھون بو نہین رکھتا چمن تصویر کا

صانعِ قدرت کی ہے عالم مین صنعت سے نمود
بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیضِ اصل آوے نقل مین
نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پری رو کی شبیہ
ایک کاغذ بھر اتر جاوے بدن تصویر کا

جلوہ گاہِ یار مین ہر اک ہے حیرت سے دوچار
کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھ بین دم نہین ای تیغِ ناز
زخم کھا کر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے پھولا ایک بھی گل اس کا مرجھایا نہین
کیا دل پُر داغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ میر
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوقِ خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا
آئینہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے ترے شیدائی کا
بوسہ مقصود ہے پردہ ہے جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین لگا کب ترے سودائی کا
دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا
داغ اچھلکر دہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے پھر جائین کہان
طور ٹھیکا ہو جو موسیٰ سے تماشائی کا

بے نہائی چمن حیرتِ نرگس سے کھلی
لگیا کور سے سرمہ ہین بینائی کا

شفقِ شام نہین ہے یہ مرے ماتم مین
منہ کو آیا ہے کلیجا شبِ تنہائی کا

لامکان پر طلب احمد کو خدا نے بھی کیا
متحمل ہو بستر کیا غم تنہائی کا

روسفیدی مجھے حاصل ہے سیہ کاری مین
مین بھی کیا خطِ عمل ہون کسی سودائی کا

شوق دیدار مین اُٹھتی ہے جو ہر وقت نگاہ
ناتوان مین اُنہین شبہہ ہے توانائی کا

دِل کفار اُسی سے کیے اللہ نے خلق
بچ رہا کچھ جو اندھیر اشبِ تنہائی کا

اُس رخِ صاف کو دیکھون تو بڑھے اور فروغ
سُرمہ ہو گردِ نظر آنکھ کی بینائی کا

ٹال جاتے ہین مجھے دیکھ کے وہ خُلق کہان
رنگ ہے مفلس و منعم کی شناسائی کا

دستِ گستاخ سے کر دامنِ یوسف کو نہ چاک
اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا

کوئی آتا نہین مجھ تک جو بجز بادِ خزاں
لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا

تیغِ مژگان کا غضب ہاتھ لگایا تمنے
کٹ گیا ہائے نگہ چشم تماشائی کا

عین سجدے مین میسّر ہے نظارہ اُسکا
چشم بنیا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا

صحبتِ مردمِ بیکس مین بہلتا نہین دل
لاکھ تصویرین ہون پر رنج ہی تنہائی کا

شوق سے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر
خندۂ زخم ڈھنڈورا نہ ہو رسوائی کا

پیاس اس کی جو بجھے گی تو مے کوثر سے
ظرف عالی ہے امیر احمد مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوق خود آرائی کا
دیکھ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا

جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہین سب اُسکو
خلق ہے جمع تماشا ہے تماشائی کا

آئنہ دیکھکے آئے ہین مرے مین ایسے
خود وہ مُنہ چومتے ہین اپنے تماشائی کا

راستی ملزمِ الفت مین رہی ہمکو پسند
جب کہا قصد کیا شیر کی پیرائی کا

بھور بھولون کے اُٹھا جی نہ چرا اے بلبل
گھر مین صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا

تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھے
اور ہی رنگ ہے اب تیرے تماشائی کا

چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اٹھا دی جو نقاب
آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا

اے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہے مجھے
دیو بن بن کے اندھیر اشبِ تنہائی کا

دل مرا سینے مین کیا ابتو دو عالم مین نہین
چلدیا بنکے خیال اُس بت ہرجائی کا

تجکو بھی جاوہ گہ ناز مین رد کا تھا
حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا

پھرتی ہے حسرت پابوس دو عالم مین شاہ
اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا

اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہہ اُٹھتے ہین
واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہے تماشائی کا

دشت مین لالہ ہے گلزار مین گل نرم مین تیغ
ہر جگہ رنگ نیا ہے مرے ہرجائی کا

دوڑکر برق تجلی نے سنبھالا اُسکو
لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

سر شب و روز جو وحشت سے ہے چکر مین امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بت ہرجائی کا

موقوف بیخودی پہ ہے جلوہ حبیب کا
اپنی خودی پہ ہے مجھے دھوکا رقیب کا

صیاد کچھ تو پاس ہے لازم غریب کا
لٹکا دے شاخ گل سے قفس عندلیب کا

اللہ رے پاس عشق مین مجکو حبیب کا
آنسو ٹپک پڑے جو دُکھا دل رقیب کا

ہون وہ مریض غم کہ بدلتا ہے روز رنگ
ٹھہرا مرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا

عشاق کی خزان سے ہے معشوق کی بہار
غازہ ہے روئے گل کو لہو عندلیب کا

کسنے دہن پہ غنچے کو یارب دکھا دیا
اتنا سا ہوگیا ہے جو منہ اس غریب کا

سمجھے جسے تجلی نور خدا کلیم
در پردہ تھا جمال خدا کے حبیب کا

ہر سرو پر نثار ہون ہر گل پہ سینہ چاک
قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا

مارے خوشی کے جامے سے باہر ہے آئنہ
منہ دیکھ کر اُٹھا تھا یہ کس خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ زنار کا امیر
اسلام و کفر مین بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گل کو جو ہمنے ترے روتے دیکھا
تو اسے چاک گریبان اُسے روتے دیکھا

کبھی موتی نہوے یار کے دانتون سے سفید
آبرو سفت مین جھوٹون کو ڈبوتے دیکھا

گھر مرا گورِ غریبان سے بھی بڑھکر ہے خراب
گل کو ہنستے نہ یہان شمع کو روتے دیکھا

بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رخ
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا

عیش مین سوختہ بختون کو ہے اندوہ نصیب
شمع کو محفلِ شادی مین بھی روتے دیکھا

دل ترے عاشقِ حیران کا شگفتہ کیا ہو
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا

ہون وہ عاشق کہ جلا وہمِ رقابت سے جگر
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا

فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
سیکڑون محفلون مین بسا ہوا بوتے دیکھا

کیا بُرا عشق کا کوچہ ہے کہ اس مین سبکو
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے امیر
یون ہی رومال پہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دھیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
منہ پھیر لیا دیکھکے رخ ہم نے پری کا

آخر ہون مین عالم ہے چراغِ سحری کا
لو جلد خبر وقت نہین بے خبری کا

ہر صبح کو یہ شور ہے مرغِ سحری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بے خبری کا

وقفہ نہین اب بزم سے ہوتا ہے یہ رخصت
منہ دیکھ رہا ہون مین چراغِ سحری کا

دیتا ہے خبر پر خبر احباب کا اُٹھنا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بیخبری کا

مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
بہکا ہوا پڑتا ہے قدم کبک دری کا

اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
چہرہ ہے اگر حور کا جو بن ہے پری کا

میخانے مین دورِ مے گلرنگ نہین ہے
اندر کے اکھاڑے مین یہ ہے رقص پری کا

یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
آہستہ دبے پاؤن نسیمِ سحری کا

ڈر ہے یہ خبر اُڑکے نہ صیاد کو پہنچے
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا

کچھ روز ابھی صبر کر اے پنجۂ وحشت
بے موسم گل لطف نہین جامہ دری کا

احباب دمِ نزع مجھے دیکھ رہے ہین
منہ تکتے ہین پروانے چراغِ سحری کا

گھبرا کے چلے آئے مرے گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھپہ مری بے خبری کا

عمر برق و شرار ہے دنیا
کتنی بے اعتبار ہے دنیا

داغ سے کوئی دل نہین خالی
کیا کوئی لالہ زار ہے دنیا

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دنیا

نشۂ عیش یان نصیب کسے
کہ سراپا خمار ہے دنیا

یار باشی کا شوق ہے اسکو
یار لوگون کی یار ہے دنیا

اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت
بڑی پرہیزگار ہے دنیا

آنے جانے پہ اس کے ہے مدار
سخت ناپائدار ہے دنیا

اپنے مفتون سے بھاگتی ہے مدام
کس قدر ہوشیار ہے دنیا

ایک جھونکے مین ہے ادھر سے اُدھر
چار دن کی بہار ہے دنیا

کوئی کافر کوئی مسلمان ہے
مجمع نور و نار ہے دنیا

بدتر اسکو سمجھ خزان سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دنیا

جی ہی لے گا غم جانان میرا
مجکو کھا جائیگا ارمان میرا

ملک الموت جسے کہتے ہین
زندگی بھر ہے نگہبان میرا

تجھ سے دامن ہے تر اے چین جبین
تنگ ہے مجھ سے گریبان میرا

شرم کی بات ہے اے دُرد کفن
گور دیکھے تن عریان میرا

چھیڑ ہے یہ بھی پریزادون کی
نام رکھا ہے سلیمان میرا

ہون وہ غم دوست جلون مین بجا گ
بھن کے دانہ ہو جو خندان میرا

رنگ لائی ہے یہ خونباری چشم
دامن گل ہے گریبان میرا

دفترِ دہر پریشان ہوا بھی
دل جو ہو جائے پریشان میرا

بیتِ ابرو کے لکھے ہین مضمون
دفترِ حسن ہے دیوان میرا

چار آنسو جو ندامت سے بہے
دھو گیا نامۂ عصیان میرا

پھر کہان مین غمِ محبوب کہان
اور دو دن ہے یہ مہمان میرا

ضعف سے ہون صفتِ تارِ نظر
کیا کرے گی صفِ مژگان میرا

رحم کر رحم کر اے دستِ جنون
پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا

کیون اٹھا درد مرے پہلو سے
کیون خفا مجھ سے ہے مہمان میرا

کیا دورنگی ہے زمانے کی امیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
درد کی طرح چمک جائیے گا

میری تربت پر اگر آئیے گا
عمرِ رفتہ کو بھی بلوائیے گا

سب کی نظرون پہ نہ چڑھیے اتنا
دیکھیے دل سے اتر جائیے گا

آپ کے در سے مین اٹھنے کا نہین
کیا جنازہ ہے جو اٹھوائیے گا

دیر کو چلیے ابھی حضرتِ دل
کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا

مین تو ہون حضرتِ ناصح مدہوش
کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا

زندگی مین تو نہ آئے اک دن
آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا

شیخ تا کین تو کہے دخترِ رز
کیا مین شربت ہون جو پی جائیے گا

اس قدر کیون ہے دلِ زار سے ناز
بوجھ بیمار سے اٹھوائیے گا

حکم ہے شمع بجھا دو شبِ وصل
کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا

آئیے نزع مین بالین پہ مری
کوئی دم بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا
منہ سے کچھ اور نہ فرمائیے گا

زرق برق آپ کی ہیوجہ نہین — دردِ دل کو مرے چمکائیے گا
ہاتھ مین نے جو بڑھایا تو کہا — بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا
زہر کھانے کو کہا تو بولے — ہم جلا لین گے جو مر جائیے گا
حسرتین نزع مین بولین مجھ سے — چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا
رنگ گل ہو کے چمن مین رہیے — بوے گل ہو کے نہ اڑ جائیے گا
دل مرا لے تو چکے ہین سرکار — کہین ناز اس سے نہ اٹھوائیے گا
آپ سینے تو کہانی دل کی — نیند آجائے گی سو جائیے گا
آنکھ مین پھیل نہ جائے کاجل — دیکھیے بن کے بگڑ جائیے گا

جسطرح عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یون ہی گزرا جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا — دیکھیے اب نہ بدل جائیے گا
آئینہ دیکھ کے پچتائیے گا — دیکھیے دیکھیے شرمائیے گا
رنگ لائے حضرتِ دل لائیے گا — کسی مہندی مین جو پس جائیے گا
وعدہ آنے کا جو فرمائے گا — جیسے آج آئے تھے کل آئیے گا
دل کو قابو مین اگر لائیے گا — شوخ ہے خوب اسے تڑپائیے گا
اتنی گھر جانے کی جلدی کیا ہے — بیٹھیے جائیے گا جائیے گا
داغ پر داغ وہ دے کر بولے — دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا
داورِ حشر سے مین ڈرتا ہون — وہ زبردست ہے چھن جائیے گا
کہتے ہین کہہ تو دیا آئین گے — اب یہ کیا چڑھ ہے کہ کب آئیے گا
ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا — روئیے گا تو ہنسے جائیے گا
ہائے کیا دیکھ کے دل دے کوئی — آنکھ کی طرح بدل جائیے گا

لاکھ پردون مین وہ ہین حضرتِ دل
کہین دھوکا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل جیا شام سے کیون
جانِ من صبح کو شہ مائیے گا

گھر سے چلیے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئنہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے غش مین مجھ سے
آپ مین آپ نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہریے تو ذرا
آئیے بیٹھیے گھر جائیے گا

کہتے ہین ہجر مین رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گریبان دیکھیے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو لیجیے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو امیر
آپ اسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اتنے نیشتر اور ایک آبلہ دل کا

اٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دم آکے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نہ جائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اُسنے آبلہ دل کا

کرشمہ نگاہ کی اور سنگدل اٹھیگی نہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

تمہارے غمزون نے کھوئی ہین ہوشیار و صبر و قرار
انہین لٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چوٹون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑھاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مرے سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
اُنھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بدل کے یار نے چٹکون مسل دیے جگر ٹے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

ہوئی رسائی تو ظالم نے کھولدی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

تڑپ ہے اُسکو جو ناوک کی اسکو پیکانکی
وہ مشغلہ ہے جگر کا یہ مشغلہ دل کا

پڑی نگاہ جو دلبر تو حسرتون نے کہا
کہ تیر بھر کا ہے دلبر سے فاصلہ دل کا

جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
چلا ہے راہِ محبت مین قافلہ دل کا

مین کاروان مین لڑاؤنگا تم کو یوسف سے
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا

وہ دن کہان ہین جو بتا تھا دلسی شکوۂ یار
اب اُس سے جاکے مین کرونگا گلہ دل کا

لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا

عجب بہار جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
پٹک پٹک کے دکھاتے ہین ولولہ دل کا

نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطع راہِ حرم
خدا کرے کہین طے ہو یہ مرحلہ دل کا

تعلیان دل سوزان کی عشق مین دیکھو
بنا ہے عرش کی قندیل آبلہ دل کا

یہ جھک کی کہتی ہین کانون مین بجلیان اُنکی
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

امیر بھول بھلیان ہے کوچہ گیسو
تباہ کیون نہ پھرے اس مین قافلہ دل کا

پرتو نہین کب اسمین کسی خوش جمال کا
بزم پری ہے آئنہ اپنے خیال کا

ہر ذرہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے داغ ترے پایمال کا

سمجھے ہین جسکو اہل زمین چرخ آبگون
اک شیشہ ہے مرے عرق انفعال کا

روشن دلون کا عیب بھی بے شبہہ ہے ہنر
کیونکر نہ بڑھکے بدر ہو ناخن ہلال کا

اے چشم یار بھاگ نہ مجھ تیرہ بخت سے
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا

تیر نگہ جب اُس کا چلا ہے سوئے فلک
چھلہ اڑا دیا ہے کمان ہلال کا

کس زلف مشکفام کا عکس اسمین پڑ گیا
عالم ہے آرسی مین جونافہ غزال کا

ہل مل کے ایسی دامن گیسو نے دی ہوا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن و جمال کا

کیا کام آئیگی تری گردش پھر اے فلک
فرقت کی شب سے روز بدلہ ہے وصال کا

مجھ تک کب آسکیگی سیاہ سزائے جرم
دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا

احمدؐ جو تھے رحیم نہ تھا سایہ اسلیے
دل پس نہ جاے زیرِ قدم پائمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گور مین تم نے جو لاشے کو اُتارا ہوتا
اے بتو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا

رُخِ جانان کا میسّر جو نظارا ہوتا
مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا

دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین
حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمہارا ہوتا

دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا
کہ دھوان آہ کا بھی عنبر سارا ہوتا

ہم وہ میکش ہین کہ ہے اپنی نگاہون مین اثر
سر کے بل دوڑتے شیشے جو اشارا ہوتا

وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف
ہاتھ پر ہاتھ نہ جلاّد نے مارا ہوتا

چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد چوک گیا
غرق ہوتا نہ اگر تم کو پکارا ہوتا

کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کیطرح
تاک کر تم نے کوئی تیر ہی مارا ہوتا

نزع کے وقت چھپاتی تھین نہ تم کو پلکین
ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا

خطِ مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک
نسرِ طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا

غیر کے ساتھ پلاتے تو نہ پیتا مین شراب
ننگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

برخلاف ایسی ہوا باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رویا
وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رویا

مجنون سے مین نے پوچھا کل حالِ بیخودی کا
کچھ کہہ کے منہ سے پہلے زار زار رویا

کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے
جو آگیا وہ سنکر شمعِ مزار رویا

آوازے رہے ہین مقتل مین زخمِ بسمل
خنداں ہوا جو پہلے انجام کار رویا

پوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار رویا

یہ گرم اپنا داغ جگر ہوگیا
پسینے مین خورشید تر ہوگیا

سفر میرے حق مین حضر ہوگیا
جہان تھک کے بیٹھا مین گھر ہوگیا

غضب اشکباری سے عقدے پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہوگیا

دکھائی مرے عشق نے شانِ حسن
تن زار موے کمر ہوگیا

غضب ہین تری چٹکیان اے فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہوگیا

دیا مژدۂ آبرو اشک کو
جو پانی کا قطرہ گہر ہوگیا

گیا اڑکے اُس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہوگیا

ملے ہین شرر کے مجھے بال و پر
اُڑا اور بے بال و پر ہوگیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہوگیا

وہان پرزے پرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہوگیا

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شب کو وہ حور تھا
پتلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برقِ حسن یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکرِ حور
اتنا لحاظ دخترِ رز کا ضرور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بچا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شورِ حشر قہر کیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین ترے جامِ چشم سے
جو شیشہ تھا وہ نشۂ مستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکرِ شراب طہور تھا

آ جائے بس میں وہ تو کہوں میں شبِ وصال
وہ شوخیاں کہاں گئیں جن پر غرور تھا

عجز و نیاز ادھر تو اُدھر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اُتنا ہی دُور تھا

میرے عمل تو قابلِ دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دور تھا

لپٹا میں بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھیے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو رو رہا شبِ فرقت کہ میں تو ایک
اور جان بیقرار تھی دل نا صبور تھا

تھا اُن کی شوخیوں سے مقابل جگر بھی کچھ
پورا مگر جواب دلِ نا صبور تھا

بیجی رقیب سے نہ ہوئی آنکھ عمر بھر
جھکتا میں کیا نظر میں تمہارا غرور تھا

فرقت میں کیوں نہ تھا کسی کروٹ تجھے قرار
کیا دونوں پہلوؤں میں دلِ نا صبور تھا

کیا بات امیر جوشِ شبابِ کی
غم آتے آتے دل میں ہمارے سرور تھا

اُستاد میل جول میں اُس کا ظہور تھا
پریوں میں تھا پری تو وہ حوروں میں حور تھا

جب تک کہ چشمِ شوق میں وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہم سے گناہگار جو محروم رہ گئے
ساقی مگر یہ جامِ شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روزِ حشر
آنکھوں کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑنا تھا غریبوں کو نیچا ان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامانِ وصل کہاں
دل کو غمِ فراق میں بھی کیا سرور تھا

جہاں ایک آن کی تھی آن حسن کی
اتنی سی بات پر تمہیں اتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے دھو کر کے جن دنوں
ہر ایک جام جامِ شرابِ طہور تھا

اس شان سے وہ آئے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھیں تھیں مستِ ناز نظر میں غرور تھا

دشمن مرے برائی کریں اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دور تھا

تڑپا جو وقتِ ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کس کا قصور تھا

آغازِ عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھ سے صبرِ دلِ نا صبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چُور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نُور تھا

وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ نا صبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دستِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھ سے بہت دُور دُور تھا

اک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا اسیم
قاتل کو تیغ ناز پہ نا حق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھ کے بھی مجھ سے دُور تھا
تصویر کی طرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تھا جسم روح مین اندازِ حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سُرورِ شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپکو جتنا غرور تھا

ہُو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
چوکھی شرابِ ذکرِ شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشمِ یار ہم
دستِ پری مین دامنِ گیسوئے حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے یہ خاکِ عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجائشین کہان
کیونکر کہون قریب کہ وہ مجھ سے دُور تھا

صبحِ شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سستے چھوٹے کہکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ جلد یا
کیا جلد بازیان سے دلِ نا صبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھائی گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چُور چُور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ نا صبور تھا

تھے خال رُخ پہ رُخ تھا یہ گیسو سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آئے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ نا صبور تھا

آئی جو شامِ وعدہ تو سنعدی طلب ہوئی
مطلب کے وقت دیکھیئے کیسا شعور تھا

بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا
تم مین سے یہ کسی کا دلِ ناصبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مریجان کس کا
سوگ کھلے ہوئے ہی زلفِ پریشان کسکا

عمر گزری مجھے اس بزم مین لیکن نہ کھلا
میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا

وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر
مُنہ چھپائے ہوئے بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا

دیکھکر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے
کہ اسے کسنے بُلایا یہ ہے مہمان کسکا

منہ ترا چومتی ہے روز شکایت کس کی
ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مریجان کسکا

مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین
دیکھو پھر حال زیادہ ہے پریشان کسکا

رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کے غم مین
ڈھونڈنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا

جان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فریاد ہے مین
سچ کہو تم یہ چُرا لائے ہو پیکان کسکا

خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا
لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا

جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی
بولے وہ مفت کا ایسا ہے نمکدان کسکا

بوسہ جوڑے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے
آگیا کفر کی مٹھی مین یہ ایمان کسکا

لُٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا
ہٹ مرے پاس سے اب تو ہے نگہبان کسکا

سوچ تو کسکے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
بیموت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جُدا نہ ہوا
ہائے دم بھی مرا ہَوا نہ ہوا

جب ہوا وعدہ اور وفا نہ ہوا
ہوگیا ایک سب ہُوا نہ ہوا

کامِ جان حسبِ مُدعا نہ ہوا
دل بیا تو مگر حیا نہ ہوا

ہائے بیدرد کیا مزہ ہوتا
تیرے پہلو مین دل مرا نہوا

یار تھا بزم مین شوق وصال
کہ شب ہجر بھی جدا نہوا

دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی
کیا کہین ہم سے سامنا نہوا

ہائے رے شرم اُس پری رو کی
آئنہ صورت آشنا نہوا

خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے
کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا

تیس دن کے پلائی ساقی نے
ایک روزہ مرا قضا نہوا

نقتے کہتے ہین اُن نگاہون سے
چشم بد دور تم سے کیا نہوا

کیون نہ منصور دار پر کھینچتا
رازداری کا حق ادا نہوا

داغ دلسوز تو ہوا اے درد
تو کسی درد کی دوا نہوا

آئنہ دل کا بے مثال رہا
کسی صورت سے آشنا نہوا

شکر کر اس نمک فشانی
سُنہ توز حمنون کا بے مزا نہوا

کھیت لاکھون ہے مگر قاتل
سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا

پتلیان بھی بدل گئین دم نزع
وقت پر کوئی آشنا نہوا

شرم عصیان سے جو بہا آنسو
اُسکی رحمت کو اک بہانہ ہوا

مجکو درد آشنا کیا لیکن
درد خود درد آشنا نہوا

اِسنے سَو سَو طرح گلا گھونٹا
خوف سے دم مرا خفا نہوا

دل ہوا خون پر وفا ہے وہی
رنگ اس پھول سے جدا نہوا

بیوفائی کو تیری لگتا داغ
وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا

کہتے ہین اب تو رُت ہی شکون کی
چڑھ ہماری ہوئی رگلا نہوا

کوئی دم رکھدے ہاتھ سے خود بین
آرسی ٹھہری آئنا نہوا

کنگھی کیسی جو پھول کنگھی کا
چھولیا اُس نے دردِ شانہ ہوا

صورتِ لالہ اس چمن مین امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رت یہ متوالی گھٹا
اب تو راتین ہیجر کی کالی گھٹا

لاے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچھ مزہ دیتی نہین خالی گھٹا

تم بھی جوڑا کھولدو وہ آگئی
بال کھولے گیسودن والی گھٹا

گل نہین پھولے چمن مین لائی ہے
سیکشون کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونک دینگی اس کی ٹھنڈی گرمیان
جیت لیگی برق سے پالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مستی پر قربان ہے کالی گھٹا

جان پر توبہ کی ٹوٹین بجلیان
خوب برسی بجلیون والی گھٹا

حلقۂ گیسو نہین پھرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ مین مستو یو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا آئے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گرلالی گھٹا

ہے سیہ مستون سے ایسا میل جول
رعد نہین گھڑکے تو دیگا لی گھٹا

کچھ تو ہوا ے چرخ بہسے یا کھلے
کیسی ہے امسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالون سے آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی مین برستی یہ نہین
کرتی ہے رو رو کے دل خالی گھٹا

ساقیا مے چھان کر اس مین پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیان
کالی کالی کاکلین کالی گھٹا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے اِن کانون کی گربالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

دختِ رز کو لاتی ہے مستوں کے پاس
کرتی ہے در پردہ دلالی گھٹا

رات دن لٹتے ہین موتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے عالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد ہے بجلیاں گھڑیالی گھٹا

مست تجکو دیکھ کر پیتے ہین مے
ہے بڑی تیری خوشا قبالی گھٹا

جان کو مستون کی تھی تو بہ عذاب
یہ بڑی تو نے بلا ٹالی گھٹا

دل پہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
اے مرے مولیٰ مری والی گھٹا

آگئین پھر واعظون کی شامتین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پہلواری کی ہو مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مست
کس سے ہوگی تیری رکھوالی گھٹا

آپ اچھے وقت پر آئے امیر
خوب میخانے پہ جب چھالی گھٹا

تکا کرتی ہے چاند سا منہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین نہ آنکھین
تبسم یہ منہ چومتا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
ذرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے اُن سے بوسہ
تو منہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دبائے تو لکھا ہی شاید دبائے
بہت شوخ ہے رنگ اُنکی مسّی کا

چڑھاتی ہے منہ جب وہ ملتے ہین مستی
مین پاؤن تو منہ توڑ دون آرسی کا

دم رقص ہاتھون کو اتنا نہ پیسو
کہین یار دل بس نہ جائے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت بر آئی نہ میری
کبھی کام تم سے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون پہ دکھلا کے جلدی
لجانا ذرا سا کوئی دیکھے ہنسی کا

قضا نے کچھ اس نماز سے جان مانگی
کہ یاد آگیا مجکو غمزہ کسی کا

کبھی اسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاون چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اب اس مین رہیگا کسی کا

یہ اوچھا پن اے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُنکی تو اے دل
کبھی وقت آجائے گا بےبسی کا

یہ گور غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی اُنکو چھیڑے نہ ہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت ہرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئے یہ پھل ہے اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوئی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبوتر نہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہے موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بےدرد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئنے آرسی کا

نہیں وصل و ہجر اک مرقع کھچا ہے
تری بےبسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح اُنکو وہ عالم
کہ منہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین مونٹو نکا بوسہ نہ دونگا
اُتر جائے گا رنگ میری مسی کا

مری چشمِ حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

نہ مہندی ملیں وہ نہ لاکھا جمائیں — وہاں رنگ جمتا نہیں ہے کسی کا
ترے لب جو نازک ہیں ڈرتی ہوں آگے — جھجکتی ہے پڑتا نہیں منہ ہنسی کا
گھٹا کالی کالی جو آئی میں سمجھا — کھلا ہوگا اسوقت جوڑا کسی کا
تبسم ہے غنچوں میں پھولوں میں خندہ — چمن میں کوئی رنگ دیکھے ہنسی کا
مناسب ہے ارمان دل سے نہ نکلے — اکیلے میں گھبرائے گا غم کسی کا
لب زخم مقتل میں کیسا تبسم — بھلا یہ بھی موقع ہے کوئی ہنسی کا
یہ بے چھیڑے ہی روئے دیتی ہے ساقی — مزہ دختر رز سے کیا ہے ہنسی کا
ترس کھاکے کی اُسنے بیکس نوازی — مرے سر پہ احسان ہے بیکسی کا
بندھی ہے حنا ہاتھوں پاؤں میں اُنکے — ابھی چھیڑلوں وقت ہے بے بسی کا
شب غم اجل کو بلایا تو بولی — مجھے دل دکھانا نہیں بیکسی کا
بناوٹ سمجھتے ہو رونے کو میرے — مجھے تو ہے ایجاد رونا اسی کا
شب غم کہو درد اُٹھے آہ نکلے — مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا
وہ کہتے ہیں وہ اور مجھکو دعائیں — یہ سب گا لیاں ہیں نتیجہ اُسی کا
دکھا کر اُسے روز محشر کہونگا — کہ سرکار میں نالشی ہوں اسی کا
نہ بھولونگا جب تک مری دم میں دم ہے — دم نزع بھی دم بھروں گا اُسی کا
غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت — گلہ میرے دشمن کریں مفلسی کا
نگہ برچھیاں غمزہ چھریاں لگائے — مرا ایک دل ہوگیا وہ اسی کا

شب غم نہ دیگا کوئی ساتھ میرا
امیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

وہیں آیا جو دل میں اُسی ہنسی کا — غم کو موقع ملا خوشی کا
اُن ہونٹوں پہ کھیلنا ہنسی کا — کھلنا دکھلا گیا کلی کا

گھورا جو انھین بہت تو بولے
کچھ تو حق چھوڑو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُمگا جوبن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشے کے دختِ زر سے
در پردہ ہین رشتہ دِل لگی کا

جان بخش لبونپہ ان بتون کے
مرنے مین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکس حریف کیون نہ روکا
کیا مُنہ ٹوٹا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اک حُور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمعِ محفل
رہتا ہے مزہ جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اُس پر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے انکھڑیون مین
اُٹھا ہے دھوان تری مستی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میری گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شب مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جائے نہ کھیت چاندنی کا

تکیون مین مٹی ہوئی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجائے اِدھر بھی دَور کرتا
ساغر کسی چشمِ نرگسی کا

آئی ہے صدائے دَرد چھن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیا ساتھ دیا امیر میرا
قائل ہون مین وضعِ بیکسی کا

ردیف بائے موحدہ

پوری مرادِ دل ہو کہ چھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون اب تو کوچۂ قاتل کو یا نصیب

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
ان روزون آئنے کا ہے چمکا ہوا نصیب

وہ دِل مجھے خدا نے دیا ہے کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھُٹ کے پھنسا گیسو مین دِل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دیکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھ کر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوئی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہے دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوار پھاند کر
دربانِ یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دے کے جام کفِ رعشہ دار مین
مجھ سے کہا کہ لے مگر آگے ترا نصیب

گزرا ہے صیام وہی پھر ہے میکشی
دروازے میکدون کے کھُلے کھُل گیا نصیب

پہنچے ہین محنتون سے دریا تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فنائے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پر اسفلون کو ہے بحرِ جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہے بالانشین حباب

دیتا ہے بے ثباتیِ افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے ہمین کم نہین حباب

تقلید میرے دیدۂ تر کی اگر کرے
کر لے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دیتا ہے نقشِ آب سپہر برین حباب

ساحل پہ بہرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تم کو آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ روے خلق پہ گھر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پائے موج پہ رکھدے جبین حباب

ہے پانی پانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

عشقِ بت سے بھی تھا خدا مطلب
اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب

ایک دیدار ہے مرا مطلب
دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب

ماننے کو تو مین نہین کہتا
جانِ من سن تو لو ذرا مطلب

خط مرا کچھ ادھر ادھر سے پڑھا
بیچ سے وہ اڑا گیا مطلب

وصل کے نام پر کہا کیا خوب
جو مری چڑھ وہ آپ کا مطلب

اُس سے آنکھون مین ہوگئین باتین
بے عبارت ادا ہوا مطلب

ایک جان اور حسرتین لاکھون
ایک دل اور ہزارہا مطلب

منہ لگے کون روز ناصح کے
بات سمجھے نہ بات کا مطلب

کیون ملائین وہ آنکھ اب ہم سے
لے چکے دل نکل گیا مطلب

یہ ادب کا لحاظ تھا شبِ وصل
دل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا
ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیف بائے فارسی

کہتا ہون یہین سو رہو دیکھو ہے بڑی دھوپ
اِسوقت کہان جاؤگے پڑتی ہے کڑی دھوپ

ہوجائے گا اے شیخ مرا دامن تر خشک
میدانِ قیامت مین پڑیگی جو کڑی دھوپ

دونون کو بڑھا عشق یہ اُس گیسو و رخ کا
آپس مین رقابت ہوئی سایہ سے لڑی دھوپ

اے دل نہ شبِ وصل کی آمد مین ہو بیتاب
ہے شام قریب اور ہے دو چار گھڑی دھوپ

موقوف کرو قصدِ سفر آنے دو جاڑے
گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن مین بڑی دھوپ

اے ابرِ کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد
نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کڑی دھوپ

اللہ بچائے جو حلیم آئے غضب مین
ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہے کڑی دھوپ

نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل
شبنم کے عوض رات کو پتون سے جھڑی دھوپ

سختی سے دن اُس گل کی جدائی مین ہوا ختم
کانٹے کی طرح آبلۂ دل مین گڑی دھوپ

کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گھر مین
جب فرش کو جھاڑا عوضِ گرد جھڑی دھوپ

برسات مین دکھلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو
دو چار گھڑی سایہ ہو دو چار گھڑی دھوپ

اُس گھر مین امیر آئی ہے لیکر مجھے تقدیر
ہے شب کو جہاں اوس پڑے دن کو کڑی دھوپ

میری تربت پر کھلے بالون اگر آئین گے آپ
حشر تک خواب پریشان مجکو دکھلائین گے آپ

چُن کے افشان چاند سا چہرۂ جود کھلائین گر آپ
چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ

کہدو رضوان سے یہی پھل پھول سبزہ وان بھی ہے
اور کیا جنت مین رکھا ہے جو دکھلائین گے آپ

دیکھکر زلف اُن سے کہتے ہین ہواخواہانِ عشق
کیا اسی دامن سے دلکی آگ بھڑکائین گے آپ

وصل مین جب رنگ چہرے کا ہی زرد آنکھین ہین سرخ
حضرتِ دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائین گے آپ

کیا ندامت کی ہے حاجت مین ہون مجرم تو کریم
دیکھکر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ

مجھ سے ہمچشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے
جب نہ ہوگا کوئی تو کس طرح پیش آئین گے آپ

حضرتِ غم دل مرا گھر آپ کا ہے آیئے
پر مین بے سامان بہت ہون کیا پائین گے آپ

کوئی ایذا آج ہی چھوڑی نہین بہر امیر
کل جو وہ آئے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

مجکو کیا جسکو جب ملین گے آپ
وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ

آنے پائے جو بزمِ عیش مین ہم
مثلِ سازِ طرب ملین گے آپ

ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی
مین یہ سمجھا کہ اب ملین گے آپ

ہوس عاشق کے کھو کے وصل کی شب
مثلِ بنت العنب ملین گے آپ

خاک مین بھی ملا چکے ہم کو
نہ ملے اب تو کب ملین گے آپ

حرف مدغم کی طرح وصل کی شب
نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

ہے تعلی مزاج عالی مین ق اور خوبون مین کب ملین گے آپ
رفتہ رفتہ جناب یوسف سے جاکے مثل نسب ملین گے آپ
خاصہ آپ مین ہے دولت کا بخت چمکین گے جب ملین گے آپ
جان دینے کا تب ملے گا مزہ دل کے مانند جب ملین گے آپ
آئیے دونون وقت ملتے ہین رک رہے اب تو کب ملین گے آپ
ہجر ہے کون آپ مین آئے مل رہونگا مین جب ملین گے آپ
آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجائے کہیے اس طرح کب ملین گے آپ
تپش دل کا میری ہوگا علاج نبض کی طرح جب ملین گے آپ
ڈھونڈھنا ہے عبث امیر سبب ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیف تاے قرشت

ہین ترے عارض وگیسوے معنبر دن رات پر یہ حیرت ہے کہ یک جا ہوئے کیونکر دن رات
تیری شمشیر ادا سے ہے زمانہ بھی دونیم ہین اسی وجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات
یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین ماہ وخورشید جو پھرتے ہین کھلے سر دن رات
میری آہون کے دھوین سے یہ زمانہ ہی سیاہ کہ نظر آتے ہین اب چرخ پر اختر دن رات
منزل کوچۂ جانان کی ہے کیا انکو تلاش ہے فلک پر جو مہ ومہر کو چکر دن رات
یون مرے دل کو ہے عشق رخ وگیسو یکسان جیسے نور وزمین ہوتے ہین برابر دن رات
اک زمانہ انھین کرتا ہے رقم نامۂ شوق بیٹھے رہتے ہین لب بام کبوتر دن رات
کیا سیہ وسیہ دہر سے ہے کام انھین ہین مے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات
کم نہین صور سرافیل سے نالے میرے اسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات
سوتے ہین دن کو عوض شب کے ملاقات کہان رات دن ہے انہین اے وای مقدر دن رات

مہربان یار ہے اب ہجر کا کیا ذکر امیر

شکر صد شکر کہ ہے وصل میسر دن رات

اُسے میرے گھر تک نہ لائے گی رات
قیامت تک آئیگی جائے گی رات

بلا ہجرِ جانان مین لائے گی رات
سیاہی کی صورت دبائے گی رات

سپیدی ہے انجام موے سیاہ
سحر ایک دن ہوگی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپکر چلے آئینگے
مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیرِ شہاب
یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو مل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل
نہ دن ہوگا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام
خدا جانے اب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر
غریبون سے آنکھین چرائے گی رات

مداوائے غم ہوگا فرقت مین غم
اُڑا دین کے نالے جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی
تو دن کو بھی گھر سے نجائے گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سرِ شام ہجر
جو بھیگی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوئے
ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر
بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت
شگفتہ دل ہو گلِ نوبہار کی صورت

کہان ہے دار فنا مین قرار کی صورت
نمودِ عمر ہے برق و شرار کی صورت

برنگِ سرو ہین آزاد باغِ عالم مین
ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا
مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریکِ درد نہ کوئی تمام عمر ہوا
جلا کیا مین چراغِ مزار کی صورت

کیا خیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی
تری کمر کی مرے جسمِ زار کی صورت

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشمِ قربانی
مرے پہ بھی ہے وہی انتظار کی صورت

نہ راستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہے بو
بدل گئی چمنِ روزگار کی صورت

اس اشتیاق مین ہاتھونپہ ہم نے کھائے ہین گل
پڑین کسی کے گلے مین یہ ہار کی صورت

فراق یار نے مژدہ بنا دیا ایسا
مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت

نہ چھیڑ اے دل انھین گالیان ہین منہ پہ دھری
برس پڑین گے وہ ابرِ بہار کی صورت

شگفتہ کیون نہ ہون بارش کا تار دیکھے مست
بندھی تو ہے بطمے کے شکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جھکائے سر شجرِ میوہ دار کی صورت

ردیف تائے ثقیلہ

ہے میل جو آغاز مین کب ہے یہ نئی چوٹ
ہے یہ تو پھلاڑی تری مدت کی بندھی چوٹ

چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا
سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہی بری چوٹ

کیا اُس نگہِ ناز کی چوٹون مین مزہ تھا
دیکھا کیے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ

اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی
دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ

تم ناز سے چلتے ہو چمن مین مجھے ڈر ہے
کھا جائے نہ ٹھوکر سے کہین کبک دری چوٹ

آیا یہ کس بھرے ہوئے جوبن کا تصور
گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ

آسان نہین صدمۂ الفت کا تحمل
دل تھا یہ ہمارا ہی کہ ہمنے یہ سہی چوٹ

اللہ ہمارے دلِ نازک کو بچائے
آتی ہے لگانے کو تری عشوہ گری چوٹ

مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی
بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ

کیا دردِ محبت کا مزہ تجکو بتاؤن
کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ

مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق
مارا نگہِ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ

نکلی نہ مرے پر بھی گئی قبر مین ہمراہ
پڑ کر دلِ عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے پھکیتی کا تو لے روک مری چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ
دوتا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ

کمر کے عشق مین ہم نے جگر پہ کھائی چوٹ
یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ

مقابل آئنہ آیا تو منہ کو پھیر لیا
بڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ

بڑھا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل
جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ

فسردہ دل ہون مگر فصل گل تو آنے دو
اُبھر ہی آئیگی پچھلی دبی دبائی چوٹ

اُمید کیا ہو کسی سے کہ اُس زمانے مین
ملاپ جوڑ ہے یارونکی آشنائی چوٹ

نشان زخم ہوا بوجھ ناتوانی سے
نہ تین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ

جو وقت قتل اُٹھا ہاتھ کھل گئی وہ گات
اُبھر کے غنچے کے مانند مسکرائی چوٹ

امیر درد دل سنگ کو کہن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یا ن جگر پہ آئی چوٹ
بھلا ہو رحم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ

رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ
ہمارا یہ رشک مجھے پہلی مین نے کھائی چوٹ

پڑا ہون رنج مین مین اپنے رحم کے ہاتھون
چھپیٹ دیتی ہے دلکو مرے پرائی چوٹ

یہ مجھ سے کہتی ہے غیرت کہ ہائے مر نہ گیا
خفیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ

مصیبتین تہ خنجر ہزار ہا جھیلین
نہ نکلی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ

ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا
جگر پہ بیٹھے بٹھائے عبث اُٹھائی چوٹ

جو پھول پھینک کے اُس نے رقیب کو مارا
ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ

مٹا نہ دید کا لپکا نہ تاک جھانک گئی
ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ

عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور
سمیٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سانگیر کا دل
کہ دل لگانے کے بدلے کرڑی لگائی چوٹ

یہ کسکے سامنے فریاد کر رہا ہے امیر
کسی کے دل کو لگی ہے کہین پرائی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث بر عبث ہوا عبث
بادۂ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث

پوچھو نہ لاغری کی حد لقمۂ مور ہے مجسد
کھولے ہوئے ہے منہ لحد صورتِ اژدہا عبث

قافلہ سب ہے پیش پس پر نہین کوئی ہمنفس
کون ترا ہے دادرس چیخ نہ اے درا عبث

آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام عمر
تنکے چُنے تمام عمر صورتِ کہربا عبث

دل بھی خدا کا ہے مکان کہین نہین آتی ہے یہان
ہوتی ہے عرش کو رواں روز مری دعا عبث

ہوتے ہین لاکھ ہم ملول کب ہو وہان قبول
گریۂ بے اثر فضول نالۂ نارسا عبث

منزلِ سیل ہے جہان ہو گئے کتنے بے نشان
بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورتِ نقشِ پا عبث

ہوتی ہین حاجتین روا کس سے کریم کے سوا
کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیر ہوے پھر نہ کبھی بہم ہوئے
اُس گلی تر سے ہم ہوئے صورتِ بوجدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعدِ فنا اگا عبث
عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہے فضا عبث

رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین لا علاج
مجکو مزہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث

زار ہوا گمان اِس قدر جسمِ نہان ہے جان پر
آتی ہے روز ڈھونڈنے مجکو مری قضا عبث

عیش کا دہر مین نشان دیکھا کبھی نہ ہمان
گرگ سے ماہ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث

دولتِ دہر کی نہین زخمیون کو کچھ آرزو
صرف کیے ہین تیر مین تم نے پرِ ہما عبث

قوتِ فہم اگر نہین علم پہ کیسے فضول
شل ہین جو پاے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث

گوشِ کریم تک کبھی چاہیے یہ پہنچ جاے
پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

سرمے سے کام اب نہین چشم سیاہ یار کو
پسکے ہمارے استخوان ہو گئے سرمہ ساعبث

عقدۂ دل مرا کھلے اسکی اُمید ہی نہین
ناخنِ سعی خلق ہیچ فکر گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا تم نہ بہاؤ اشک امیر
خاک مین اب ملاتے ہو گوہر بے بہا عبث

ردیف جیم تازی

اس شان سے وہ برق وش آتا ہے اِدھر آج
گلنار دوپٹے سے بھی اُٹتے ہین شرر آج

ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج
وہ قتل پہ ہین مرگ پہ باندھے ہون کمر آج

غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ
بہکی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج

گو جاتے ہین آہستہ نزاکت سے وہ لیکن
دوڑی ہوئی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج

گلزار مین میکش ہوئے بے شبہہ بہشتی
بیعت انہین ساقی سے ہوئی زیرِ شجر آج

ڈر ڈر کے ملک بھی ہوے کاندھون سے گریزان
اب پیکر مین کوئی نہ ادھر ہے نہ اُدھر آج

بیت مین ہین آیا تو اُڑی خاک وطن مین
اُڑتی ہوئی دی ہے یہ بگولون نے خبر آج

ان نہین پتھر ہی گرا کشت پہ میری
اے ابرِ کرم خواہ غضب کچھ تو اِدھر آج

گزرے گی شبِ ہجر نہ تا روزِ قیامت
بے پر کی اُڑاتا ہے عبث مرغِ سحر آج

جنت مین کریون سے کہین گے یہ فرشتے
بوے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج

کس شان سے بیٹھے ہین سرِ بزم وہ آکر
ذرون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج

شیشے کی طرح جوشِ مے عشق ہے دلمین
ہو مُہر دہن منہ کو کہین آکے جگر آج

عالم مین رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج

بیگانے ہوئے نزع مین جتنے تھے یگانے
آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیر آہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوئے پھرتے ہو جگر آج

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ہی اِدھر آج
آنکھو نکو مری چومتی ہے میری نظر آج

شوخی سے ہے بے چین وہ بجلی سی نظر آج
کہتی ہے حیا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

اللہ رے حیا وصل مین اُٹھتی ہی نہین آنکھ
کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردے مین نظر آج

اُس ماہ سے ہے وصل تو اندھیر یہ دیکھو
شام آئی ہے لیتی ہوئی ساتھ اپنے سحر آج

کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہین شبِ وصل
ظالم تری آنکھون سے گئی نیند کدھر آج

دیدار طلب تو بھی ہے اور مین بھی ہون زاہد
لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مری گھر آج

سب اچھے بُرے حشر مین ہین حاضرِ دربار
دیکھین نظرِ لطف و عنایت ہو کدھر آج

یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل مین
اُٹھ اُٹھ کے بٹھاتا ہے کسے دردِ جگر آج

قاصد کمرِ یار کے مضمون ہین خط ہین
ڈرتا ہون کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج

آنکھین مری نشے سے نہین سُرخ ہین زاہد
کچھ کچھ چھلک آیا ہے اِدھر خونِ جگر آج

اے طولِ جُدائی یہ بتا ہے ترا اندھیر
دن سارے زمانے مین ہی اور شبِ مہ گھر آج

دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کھلے ہین
اے شانِ کرم تجکو ہے کیا بندِ نظر آج

کہتی ہے قضا طولِ امل دیکھ کے مجھ سے
سامان تو کل زادِ سفر کا ہے سفر آج

اک عمر ہوئی ہم ہین تری یاد سے بیہوش
اے بیخبری تجکو ہوئی ہے یہ خبر آج

مانگی ہے دعا کس نے الٰہی کہ کھلا ہے
آغوشِ تمنا کی طرح بابِ اثر آج

پریان بھی ہین دیوانی اُسی رشکِ پری کی
آئی ہے پرستان سے اُڑ کر یہ خبر آج

کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوئے بن نہ پڑیگی
لینا ہے مسافر کو تو لے زادِ سفر آج

تھی یاس جن اُمیدون سے برآنے لگی ہین
ٹوٹی ہوئی شاخین مجھے دیتی ہین ثمر آج

رہ رہ کے دکھاتے ہین وہ تیرِ نگہِ نار
ڈرتا ہون کہ منہ سے نکل آئے نہ جگر آج

خورشید قیامت کا بہت گرم ہے بازار
دے اُسکو بھی چھینٹا کوئی اے دامنِ تر آج

ہوتے ہین وہ رخصت مین یہان رہکے کرون کیا
ساتھ اپنے لیے چل مجھے اے شمعِ سحر آج

کچھ کچھ جو شریک آنسوؤں مین خونِ جگر ہے
یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین گہر آج

کس عبرتِ خورشید سے ہوتی ہے جدائی
اوڑھے ہوے کیون شام کی کملی ہے سحر آج

بیٹھا ہے امیر اسکی بغل مین مرا دشمن
رہ رہ کے جو اٹھتا ہے مرا دردِ جگر آج

جو تجھ سے رخ ملائین چاند سورج
ابھی تو منہ کی کھائین چاند سورج

سحر کو شام کو بھی یاد رکھین
نہ اتنا سر اٹھائین چاند سورج

ترے رخسارون مین ایسی چمک ہے
کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج

گزران کا جو تیری راہ مین ہو
ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج

ترے نقشِ قدم کا پائین رتبہ
یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج

فروغ اپنا جو اس سے بڑھکے چاہین
تری چوٹی مین آئین چاند سورج

ترے چہرے سے اٹھ جاے جو گیسو
گہن مین منہ چھپائین چاند سورج

وہ غازہ ملتے ہین اب منہ پہ کہنہ
کہ خیر اپنی منائین چاند سورج

سپید و زرد ہین اس رخ کے آگے
ذرا آنکھین ملائین چاند سورج

خدا کے نور ہین سب طفیلِ احمد
کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اس عارضِ روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیف جیم فارسی

عاشقِ ابرو کی یون تصویر کھینچ
اے صورِ حلق پر شمشیر کھینچ

اس کمر سے مو قلم مانی بنا
ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ

مدعاے دل ہے ترکِ مدعا
جنتی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ

مین کہان عشق اسکی مژگان کہان
دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

قید مین اے دل کہان تک ضبطِ غم — تو بھی نا کے صورتِ زنجیر کھینچ
اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات — اے قلم عطرِ گلِ تصویر کھینچ
بڑھکے آئے ہاتھ مین اے دل وہ زلف — اب کے ایسا نالۂ شبگیر کھینچ
اُس دہانِ تنگ پر عاشق نہ کر — یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ
جلوہ گرمانی ہو رنگِ اتحاد — میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ
عاشقِ احباب ہون بہزاد مین — رنگِ صحبت سے مری تصویر کھینچ
راہ پاکر زخم سے نکلے نہ چور — بھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ
اے مصور جب وہ دیکھے آئنہ — پاکے موقع عکس کی تصویر کھینچ
قتل کی حسرت ہے تو اے دستِ شوق — اک ذرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ
اے مصور ہے ترقی پردہ حسن — کھینچنی ذلت جو ہو تصویر کھینچ
کیا حیا ہے کہتے ہین مانی سے وہ — کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عشقے اگر چاہے اسیر
دستِ دل سے دامنِ شبگیر کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ — ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ
تیر کھاکر شکر کرنا لے نہ او نخچیر کھینچ — سر جھکا کر ناز قاتل کے تو شمشیر کھینچ
مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال — مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ
جان نثارون مین ہے سچا کون جھوٹا کون ہے — یار ابھی کھل جائین گے جوہر ذرا شمشیر کھینچ
سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو — اے دلِ پُردرد جب کھینچ آہ پر تاثیر کھینچ
ہو کے پابندِ محبت بندِ غم سے چھوٹ جا — ہاتھ دنیا سے پھر کر پاؤن مین زنجیر کھینچ
قتل گہ مین کچھ مرے قاتل سے بن پڑتا نہین — روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ
چارہ گر تدبیرِ دردِ عشق پیچھے سوچنا — خط رد تو پہلے بالائے خطِ تقدیر کھینچ

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیاد آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اس مست کے تلوار دے پھر سیر دیکھ
چشم میگون مین ذرا سرمے کی بھی تقریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیے پیر مغان
ان مریدون کو بھی اپنے رنگ مین اے پیر کھینچ

بندگی مولیٰ کی یکسو ہو کے کرنا چاہیئے
اے مصلّی ہاتھ دنیا سے دم تکبیر کھینچ

مدّ گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اس کشش سے ابتو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

جھیل کر ٹیان سلسلہ گیسو سے رکھنا ہے اگر
قید زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر پڑتے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دم تقریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سی رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوک خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کھچ آئے کہین
دیکھ او ظالم ذرا آہستگی سے تیر کھینچ

رو لے اپنے حال پر جانی جوانی مین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیف حاے حطی

چلتے ہی گزری ہمین دم کی طرح
ٹھہرے کہان نقش قدم کی طرح

حفظ لسان سے ہون مین مشہور خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

قصد سفر اُن کا ہوا مجکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زاریہ اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دست سبو دست کرم کی طرح

عشق مین مر کر مری ہوگی نمود
نام نکل جائے گا دم کی طرح

سر ہی غم عشق مین پیٹا کیے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام ہے ساتھ قلم کی طرح

ضعف سے ایسا کہ زمین گیر ہے
سایہ مرا نقشِ قدم کی طرح

دیر مین تھمتے ہی اگر دم کے دم
صاحبِ حرمت ہو حرم کی طرح

یار بھی بھیجے ہین تو غیر ہی کے ہاتھ
لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح

ہون مین وہ غم دوست سے جسکو عزیز
برقِ غضب ابرِ کرم کی طرح

راہ ہے کعبے کی رہِ کوئے یار
سجدہ کناں چلیے قدم کی طرح

حیف کہ رستے مین مجھے ہم سفر
چھوڑ گئے نقشِ قدم کی طرح

زندہ محبت سے ہون مین ناتوان
ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے اسیر اسکی گلی مین جو ہم
مٹ کے اٹھے نقشِ قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابرو تان کیطرح
ستم ہے تیر بھی کھینچنے لگے کمان کی طرح

مزہ یہ ذوقِ شہادت کا ہے کہ اے قاتل
زبانِ تیغ کو چوسون تری زبان کی طرح

یہ لطف مقتلِ الفت مین ہے شہادت کا
تڑپ بھی ساتھ چلے عمرِ جاودان کی طرح

نویدِ وصل مٹاتی ہے دلکے داغون کو
بہار لوٹتی ہے باغ کو خزان کی طرح

یہ میکدہ ہے کہ کوئی طلسم ہے ساقی
جو آئے پیر کی صورت گئے جوان کی طرح

فراقِ یار مین رویا جو مین تو غم اُس کا
لپٹ گیا وہین معشوق مہربان کی طرح

بل ابرو دن پہ ہے اللہ آبرو رکھ لے
کھچے ہین خود بھی وہ شمشیرِ امتحان کی طرح

جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر
مین اُٹھ کے بیٹھ گیا گردِ کارواں کی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آکے اسیر
نکل گیا مرے سینے سے دم فغان کیطرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آئے گا ناصح
سمجھاؤن گا ایسا کہ سمجھ جائے گا ناصح

مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا
میری جو نہ مانے گا تو پچھتائے گا ناصح

آتا ہے مرے پاس تو آنے دو نہ روکو
دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آئے یہ کہنا مرا مانے
پھر میرے سر آنکھون پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتون مین مری شاخ نکالے
کہدونگا پتے کی مین تو پتائے گا ناصح

سُنکر مین نصیحت نہین لاتا جو خدارہ
اتنا ہے مجھے دھیان کہ جل جائے گا ناصح

رونا جو مین چھوڑونگا تو تڑپون گا مقرر
بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبتِ رندان مین تو بیٹھے
گھبراکے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیف خاے معجمہ

ہے جسقدر کہ وہ صنمِ شوخ و شنگ شوخ
ایسے کبھی نہ ہونگے بتانِ فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیرِ باغ کو
پھیکا گلون کا رنگ تمہارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے جلیسون سے یہ کہا
دیکھو تو کس قدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شرابِ سُرخ وہ مجھ مست کو پلا
یاقوتِ آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سُوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم
میدان پاکے اور ہوا یہ سُرنگ شوخ

گھر والون پر بھی ہوتی ہین ہر وقت چھیڑیان
کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو اس مین انگلیان
مہندی سے تیری میرے لہو کا ہے رنگ شوخ

معشوق وہ ہے جسکی طبیعت بھی شوخ ہو
کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بینش پہ ناز شیخ کو عینک سے ہے عبث
کیا وصف ہے جو مرکبِ تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
میں کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاقلون کو رہے آبادیِ کاشانہ پسند
ہم ہیں وحشی ہمین سُنسان ہے ویرانہ پسند

قصہ گویون سے جو سن لی ہے کہانی میری
انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند

جان دی شمع پہ پروانون نے گر کر سر بزم
ایسی آتی ہے ہمین ہمت مردانہ پسند

مسجد و ظرف وضو تجکو مبارک زاہد
ہمکو ہے بزم مے و شیشہ و پیمانہ پسند

منگے سامنے اُس شوخ کے جتنے ہین حسین
حسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند

دل کو کیا لطف جو معشوق ہو گرما گرم
شمع خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند

آبلے پاؤن کے کافی ہین مجھے وحشت مین
تاج سلطان کو رہے گو سر یکدانہ پسند

دونون گھر اسکے ہین نمیز کہان وحدت مین
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند

آئینہ جان کے زانو پہ جگہ دی اُس نے
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند

مر گیا میں تو حسینون نے بھی کی زینت کی
رخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند

اپنے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنی بیگانہ پسند

سچ کہہ پسند کس کی ہے اے خوبرو پسند
تجکو عدو پسند ہے مجکو ہے تو پسند

سب کو تری پسند ہے اے ماہرو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند

اللہ رے جوش نازو ادا بزم یار مین
پس پس گیا ہے آج دل آرزو پسند

خنجر دکھا کے کہتے ہین وہ بات بات پر
ہمکو تو اس زبان سے ہے گفتگو پسند

آ جو میرے قتل کو اتنا رہے لحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

رحمن ہی رحمت اسکی ہے کر لی اگر قبول
میری نماز سے ہے نہ میرا وضو پسند

دیکھون کہ میرے یار کے کیونکر نباہ ہو
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند

زینت کے وقت بھی ہے جو انجام کا خیال
مٹی کے عطر کی ہین آتی ہے بو پسند

احسان کسی کا کب ہے گوارا برنگ گل
ہے چاک پیرہن نہین لیکن رفو پسند

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اُس کریم کو وہ ہے کہ تو پسند

آجائے جسپہ دل ہو وہی جان سے عزیز
یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کھلکر کہو کہ بوسۂ گیسو نہ دینگے ہم
یہ اُلجھی اُلجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر
ذرّے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حسن نے دولت کا خاصہ
وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کرکے ترک حرص
کیونکر نہو مجھے دل بے آرزو پسند

دن رات ذکر شعر و سخن سے ہے کام میر
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جسدن سے اُس غریب کو آیا ہے تو پسند
ہے کس غضب مین جان دل آرزو پسند

ساقی ہے دخت رز سے زیادہ عروس کون
کیا بھینی بھینی اُسکی ہے مستونکو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ مست
خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

منہ دیکھے کا ہے اُس فقط شکل آئنہ
کرتے ہین دل مرا وہ مرے روبرو پسند

یہ جھک پڑا جہان و ہین دریا بہا دیا
ساقی مجھے ہے ہمچو دست سبو پسند

کہتے ہین کوئی دم کے نہ بیٹھے ہمارے پاس
اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکھاتا ہے آسمان
مشتاق مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری
ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحر جہان مین گوہر یکتا ہے میری ذات
اس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاس خاطر اغیار یار کو
لایا ہے قتل دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کے واسطے اب میری جان چھوڑ
تجکو نہ ہین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ ملاتے نہین ہین آنکھ
وان جام سے دریغ یہان ہے سبو پسند

سو آفتین ہزار بلائین قبول ہین
منہ یاس کا نہ دیکھے دل آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز
یان خامشی پسند ہے واان گفتگو پسند

بے ذوقِ عشق دیدۂ و دل دونون ہیچ ہین — خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند
زاہد کو گریہ وقتِ عبادت ضرور ہے — اللہ کو نماز نہین بے وضو پسند
جھکئے جو پیشِ یار تو آنسو بہایئے — ہے اس نماز کے لئے ایسا وضو پسند

ہے لکھنؤ کی جان تو کلکتے مین امیر
خاک آئے میری آنکھ کو اب لکھنؤ پسند

میرے کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند — آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رو پسند
نکلے اُمید جس سے وہ ہے گفتگو پسند — مجکو ہے وردِ آیۂ لا تقنطو پسند
کرتا ہون یار غیر کو بھی میں تری طرح — وہ بھی پسند مجکو ہے جسکو ہے تو پسند
آنکھون کو میری مدِّ نظر ہے تو روئے یار — کانون کو میرے ہے تو وہی گفتگو پسند
افشا ہو رازِ عشق تو کاٹین زبان ہم — مستون کی طرح ہمکو نہین ہا و ہو پسند
چھوٹے بڑے پہ کچھ نہین موقوف ساقیا — میکش ہون مجکو خُم کی طرح ہے سبو پسند
دو ہاتھ مین کریگا وہ کیا خاک فیصلہ — ہے جسکو طولِ قصۂ تیغ و گلو پسند
خاکِ لحد ہے ریگِ روان کی طرح رواں — مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند
شکرِ خدا کہ اب ہوئی اُمید قتل کی — مہندی کے بدلے اُنکو ہے میرا لہو پسند
ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین — کیون سجدہ مثلِ کعبہ نہو چار سو پسند
میکش وہ ہین کہ اور ہے اپنا دل و دماغ — ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند
دون مین دلِ شکستہ توڑک کر کہے وہ دست — ٹوٹا ہوا کسی کو نہین ہے سبو پسند
نادان ہے قیس سے جو ہین دے مناسبت — لیلےٰ اُسے پسند ہے ہمکو ہے تو پسند

تعریف دوستون کی نہین معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن مین دل کو کیا میرے گناہ بند — اُلٹی سنو کہ ہوتے ہین واں داد خواہ بند

یارب پڑی ہے کس رخ پرنور پر نظر
ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید و ماہ بند

اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا
لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند

اے چشم تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون
بارش مین نامہ بر کی ہے پہرون سے راہ بند

راہی ہین صبح و شام مسافر سوے عدم
ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند

اُس شاہ حسن کا کوئی دربار کیا کرے
جب جاکے دیکھیے ہے دربارگاہ بند

باد بہار نے یہ پسیٹے ہین برگ گل
رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کی طرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے امیر در خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند
سرکار حسن کا نظر آتا ہے کام بند

کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری
کچھ دون تو منہ حریص کا ہو لا کلام بند

گھبراکے رند جانب دوزخ چلے گئے
پایا جو باب روضۂ دارالسلام بند

وہ در شود کشادہ اگر بستہ شد درے
رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند

مسجد مین جاکے بیٹھ رہا مے فروش کیا
کیا وجہ کیون دکان ہے مے کی مدام بند

چھوٹے جو ایک غم سے پھنسا اور غم مین ہم
جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغان دام بند

لازم ہے بہر گریہ بھی دل کی کشادگی
آئے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند

ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی
دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند

اے ابر چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی
ہے کاروبار خلق خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزم عیش ہے سن لے امیر کی
ہو شام سے صبح تلک دور جام بند

ردیف دال تقطیہ

چھوکے اُس ابرو کو ہے مجکو بھی شایان گھمنڈ
کرتے ہین شمشیر زن جیسے کہ میدان گھمنڈ

تو ہے سلامت تو کیا صبح قیامت کا ڈر
تیری درازی پہ ہے اے شب ہجران گھمنڈ

کہتے ہین آئینے مین دیکھ کے زلفون کا بل
ہم سے بھی کرتے ہین اب گیسو پیچان گھمنڈ

مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف
حسن پہ زیبا نہین اے بت نادان گھمنڈ

عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا
پڑھ لے جس افسون پہ ہو تجکو پریخوان گھمنڈ

ایک مین کس کسکے ناز حشر کے دن اٹھیگین
کھینچتی ہے مجھ سے صراط کرتی ہے میزان گھمنڈ

نوک کی ہم سب سے لین جائین جو گلزار کو
گل سے جو گریبان کرے خار سے دامان گھمنڈ

وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گرزے نہین
کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بیخطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہ مردان گھمنڈ

ردیف ڈال

چشم بد دور کھلا خوب ہی سر کا تعویذ
باندہ دون لکھ کے مین بازو پہ نظر کا تعویذ

مہر و مہ چاہتے ہین دیکھ کے بازو تیرے
ایک ادھر کا تو بنے ایک اُدھر کا تعویذ

داغ دینا کسے منظور نظر ہے صاحب
ہاتھ مین کیون ہے یہ طاؤس کے پر کا تعویذ

چاند کہتے ہین کسے عقد ثریا کیا ہے
یہ گلے کی ترے ہیکل ہے وہ سر کا تعویذ

آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب
یہ نکالا ہے نیا درد جگر کا تعویذ

پھر بلائی گئی مشاطہ کہ باندھے کسکر
اک ذرا بھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ

چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن اُن کا
چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ

مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی
داغ دل بڑھ کے ہوا درد جگر کا تعویذ

جسنی تاثیر ہے انسان کے دل مین اے امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچہ عروس بہار کا تعویذ
یہ گل پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

ملون نہ آنکھون سے کیون اُسکے خط کو ای قاصد
یہ ہے مرے مرضِ انتظار کا تعویذ

پیون جو مے مرضِ غم ہو دور اے ساقی
کہ خطِ جام ہو میرے بخار کا تعویذ

اثر دکھاے گی اُلفت پس فنا تو حضور
کلین گے آنکھون سے میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑھنے اِدھر بھی وہ آجائین
اثر دکھائے الٰہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگائے آنکھون سے
تمہاری چوٹی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُنکا آیا ہے رکھونگا مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دلِ بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے امیر وہ تو ملا
رہے گا دل کی جگہ دستِ یار کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سَر فروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کو بھی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دلِ معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہتِ گُل کی طرح شوقِ سفر پیدا کر

قطرۂ اشک بنے گوہرِ گوشِ جانان
آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اُڑ چلے گا ابھی اے یار ذرا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عملِ نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زادِ سفر پیدا کر

عشقِ حسنِ نکین کا جو اُٹھانا ہے مزا
پہلے کچھ ذائقۂ زخمِ جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے اے چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شبِ غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اُٹھانے مین الٰہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر

دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزمِ شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عمل آفتاب سے باہر

سوال کرنے نکیرین شوق سے آئیں
وہ دو ہین ہین نہین تو کی جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈھونڈو ادھر اُدھر نہ پھرو
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بنا ے گھر
کسی طرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دیکے حسین پھیر لین تو دو نے ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو شمل قصرِ حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو تو ڈری مجھے کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

تڑپ ہی جائیں وہ گھر مین کرون جو آہ امیر
نکل کھڑے ہون ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیبِ دامانِ بہار
کونسا غنچہ نہین گوے گریبانِ بہار

کس قدر روشن ہے پھولون سے شبستانِ بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغانِ بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین چھپ رہے
ایک دیوانہ ہے تیرا مرد میدانِ بہار

نشے کے ڈورے جو ہین ای مست آنکھون مین تری
ہے بجا اُن کو اگر کہیے رگِ جانِ بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثارِ حسن ہون بلبل ہے قربانِ بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیر ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہر سلیمانِ بہار

تازگی ہر رخ پہ سے جاتی رہی افسردگی
پتے پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسانِ بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشم نرگس گوش گل کانٹے مین مژگانِ بہار

گوہر شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تختِ گل پر رونق افزا ہے جو سلطانِ بہار

مے فروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کوپلین پھوٹین ہوا گلشن مین سامانِ بہار

باغبان کانٹون کو سکھلا رکھ کہ ہنگامِ خزان
کونچ مین ڈالین خلل الجھائین دامانِ بہار

کیون نہ کہیے شاہ پتے تاج ہین شاخین مین تخت
ہے نگین لالہ تو نا فرمان ہے فرمان بہار

برگ گل سے قطرہ شبنم گراتی ہے صبا
کیون نہ لوٹے دل جو دیکھے در غلطان بہار

جوش گل سے ہے یہ ارزان رخ بازار امیر
کوڑی کوڑی بک رہے ہین ماہ کنعان بہار

تنو دل فدائے صاحب فرمان رامپور
ہے رامپور جسم وہ ہے جان رامپور

بالا ہے قاف سے بھی کہین شان رامپور
زلف پری ہے سایۂ ایوان رامپور

غازہ بنائین لے کے جو پائین تبان چین
رنگ شکستۂ چمنستان رامپور

محو خرام ناز نسیم و صبا نہین
گلگشت کر رہے ہین حسینان رامپور

گلیان یہان کی باغ ارم کی ہین کیاریان
رضوان ہے باغبان گلستان رامپور

نرگس کے پھول گردیہ انگور کے نہین
ہین دختر رز کی تاک مین مستان رامپور

آشفتگی یہان کی ہے طرہ بہار پر
زلف بتان ہے خواب پریشان رامپور

کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب
دونون جہان سے سیر ہین مہمان رامپور

اہل نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یان جگہ
اللہ چشم بد سے نگہبان رامپور

چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان
کرتا ہے مہر و ماہ کو قربان رامپور

شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا
زہرہ ہے آسمان پہ ثنا خوان رامپور

سائے پہ فرط نور سے عالم ہے دھوپ کا
ہے آفتاب شمسۂ ایوان رامپور

بھولین گے خلد مین بھی ترا نکے ادا و ناز
یاد آئین گے وہان بھی حسینان رامپور

لاتے نہین خیال مین شاہان دہر کو
حضار بارگاہ سلیمان رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوان جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمان رامپور

بادۂ سرخ ہیون ساغر و مینا بھر کر
موسم گل مین کرون کیا مین خزینہ بھر کر

دل پہ ہے بحرِ محبت مین ہجومِ غم و یاس
خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینا بھر کر

باندہ دین عشق کے بازو پہ یہ اچھی ہے صلاح
دل کے تعویذ مین ہم نقشِ رضینا بھر کر

فصلِ گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد
حرفِ مکتوب نہ مٹ جائین پسینا بھر کر

حسن کی نذر کو پھولون کی لگائی ڈالی
عشق نے داغِ الم سے مرا سینا بھر کر

ساقیا رحم کہ بے بادہ مجھے گزرے ہین
چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر

حال کیا پوچھتے ہو میرے دلِ پُرخون کا
دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر

محضرِ خون پہ مرے اسلیے کرتے ہین وہ مُہر
لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر

نشۂ دولتِ دنیا ہے خمارِ عقبے
مستِ مئے ہم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر

عطر تحفے مین نہ بھیجو مجھے بھیجو کسی دن
شیشیون مین گلِ عارض کا پسینا بھر کر

مستِ بیخانۂ غم کب نہین رہتا مین امیر
خونِ جگر مین ہمیشہ ہے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر
منہ تیرون کا بر سے گا غزالِ ختنی پر

ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر
عاشق ہے خدا بھی تو رسولِ مدنی پر

ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت
حیران ہین کہ ایسا سخن اس بیدہنی پر

گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار
زہاد تُلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر

اب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے
باندھی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر

ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین
قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر

مارا مجھے اُسنے ترے لب یاد دلا کر
ثابت ہے مرا خون عقیقِ یمنی پر

آیا ہے شہیدون کی طرف دیکھیے اب خلق
کیا باندھنو باندھے تری گل پیرہنی پر

یون اور حسین دیکھ رہے ہین ترے رُخ کو
محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر

چھینی فلکِ دون نے جو محتاج کی چادر
ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبرِ غنی پر

چھو جائے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر

فرہاد نے کچھ لطف نہ محنت کا اٹھایا
پتھر کے تلے ہاتھ رہا کوہکنی پر

صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کر رحم غریبوں کی غریب الوطنی پر

کیا خط کا جواب اُسنے تغلی سے دیا واہ
بھیجا سرِ قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیرؔ اُسکو ملا عرش پہ پہنچا
سر جبکا جھکایا رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سرکش ہین یہ زردار
کہ ہے سر بر زمین شاخِ ثمر دار

مین جس قاصد کو دون اپنا خطِ شوق
ابھی وہ صورت طائر ہو پر دار

نباہا قول کھنچکر دار پر بھی
کہین منصور سے ہوتے ہین سر دار

ستاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
کہان پاؤگے ایسا ناز بردار

جہان مین وجہ شادی ہی تو دولت
نہ ہنستے گل اگر ہوتے نہ زردار

کہان تک شورشِ بیہودہ اے دل
کوئی نالہ تو پیدا کر اثر دار

قد و گیسو کا ہے عاشق سے ایما
رسن پریان رسن ہے دار پر دار

امیرؔ اس قامتِ موزون کے آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دل ابرو پر فدا ہو مفت کا الزام دلبر پر
گلا شمشیر کاٹے خون ہو جلاد کے سر پر

خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشمِ ساقی کی
زمانے کے شرابی آگرے ہین ایک ساغر پر

دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کر لیا بندہ
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر

دلِ بیتاب عاشق جا کے ٹھہرا کوی قاتل مین
سیاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر

نہین یہ گرمی مے سے لبِ جانان پہ تبخالے
الٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر

شہیدِ تیغِ قدِ یار ہو کر اس قدر تڑپا
کہ اڑکر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

یہ شوقِ نامہ بر ہے انتظارِ خطِ جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آوازِ پروازِ کبوتر پر

گڑے مردے اکھیڑے جائین گے پھر رو بکاری کو
زمانے بھر کے جھگڑے اٹھ رہے ہین روزِ محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیے کاتبِ اعمال کے سر پر

نہین ہیوجہ جوہر سے مشابہ بخیے کے ٹانکے
دہانِ زخم کا پھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لبِ شیرین کا اے ساقی
جہان سیراب مین پیاسا کھڑا ہون نہرِ کوثر پر

جو اُس بلقیس دش سے لیکے نامے کا جواب آئے
تصدق کر کے چھوڑون سیکڑون ہُدہُد کبوتر پر

لگائے گا وہ سرمہ آنکھ مین کس کے دکھانیکو
ہمارے دم تلک کھٹکا ہے قاتل باڑھ خنجر پر

وہ مست آئے تو میکش کیا ہین بیخیس مست ہو جائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر پہ ساغر پر

ریاضِ دہر مین ہمسا کہان ہے طائرِ وحشی
کہ اپنا آشیانہ خد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکستِ فاش دی قسمت نے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین لڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون پیر سے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگِ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اٹھائے
در جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جدا سر ہو تو اپنا دردِ سر جائے
کرین کیا دردِ سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا گیا نہ اُلفت نے جھکائے
ہوئے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر — ہوئے جنگل ہزارون شہر اُجڑ کر
کہین جاتا ہے دل سے عشقِ مژگان — نکلتی ہی نہین یہ پھانس گڑ کر
خلف آدم کے ہم خلدارثِ آدم — کبھی لیلین گے رضوان سے جھگڑ کر
فراقِ یار مین نفرت ہے مے سے — ق — الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر
کہان آیا ہے میرے پاس شیشہ — نکالو بھی اِسے کردن پکڑ کر

امیر اک شہر نا پرسان ہے وہ بزم
وہان تم کیا بناؤ گے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہین میخانے پر — کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر
وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا — سایہ کرتی ہین پرون سے ترے دیوانے پر
شکل حیوان کی نہین صورتِ انسان کیسی — کچھ عجب عالم ہو ہے مرے ویرانے پر
کیون مرے سر پہ نہو لغزشِ پا کا احسان — ہاتھ پڑجاے جو بیساختہ اُس شانے پر
جی مین ہے تیغ و برہمن کو دکھاؤن دریار — ناز کیجے پہ اسے ہے اُسے تنخانے پر
ہے عجب حال یہان کوئی سمجھتا نہین کچھ — لاکھ اینون کو کہون رکھکے مین بیگانے پر
فردِ تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہین — نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر
طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح — جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر
ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوؤ اُس بت کے — مار اللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر
دل خدا دے جسے وہ داغِ محبت بے مول — عشقِ بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر
آتشِ غم مین جو ہم جلتے ہین پروا انھین کیا — رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر
ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار مین گل — چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر
ہے وہی دوست جسے جس سے محبت ہو جائے — نہ یہ اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار شبِ وصل امیر

چھا گئی کیسی اُداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
فینچی چلے کسی کے نہ رختِ حیات پر

بوسہ ملا جو اُس لبِ شیرین کا مر گئے
دی جان ہمنے چشمۂ آبِ حیات پر

پائی ہے برہمن نے جو در پر ترے جگہ
بیٹھا ہے لات مار کے عزّیٰ و لات پر

آرام سے ہون فقر کے بستر پہ مین گدا
تکیہ ہے جب سے رازقِ مطلق کی ذات پر

سُنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قرق
بٹھلا دیا یزید نے پہرا فرات پر

رحم آئے جب مزاج مین تب ہون مہربان
موقوف وصل یار ہے دن پر نہ رات پر

جھڑتے ہین بوستان مین جو دو چار برگِ گل
گر جاتے ہین قفس مین مرے پانچ سات پر

لکھتے ہین ہم جو مدحتِ چشمِ سیاہِ یار
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر

شیشے مین ہم پری کو اتارین گے دیکھنا
چڑھ جائین گے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر

کودک مزاج چاہنے والے نہین ترے
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر

منعم ہے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
فانوس چاہیے کوئی شمعِ حیات پر

پردہ یہ کس کے عارضِ روشن سے اُٹھ گیا
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر

سمجھے یہ خطِ پشتِ لبِ یار دیکھکر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پئے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوٰات پر

ملا نامِ خدا وہ مرتبہ تجھکو حسین ہوکر
فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہوکر

بچیگی آبرو دنیا مین تو غربت نشین ہوکر
صدف مین بیٹھ رہنا چاہیے دُرِّ ثمین ہوکر

خراشِ غم نے کیسا میرے دل کا رنگ چمکایا
زیادہ ہوگیا قیمت مین کندہ یہ نگین ہوکر

کلیجا تختۂ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
غضب کی لی ہین دل مین چٹکیان پہلو نشین ہوکر

مگر کوبال جب مین نے کہا جھنجلا کے فرمایا
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہوکر

بڑا ہی فخر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اڑ نہ جائے یہ کہین روح الامین ہوکر

تصور ہے وہی پیش نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے رہے محفل مین ہم خلوت نشین ہوکر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکے نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیے موباف بھاری نازنین ہوکر

بتائے لے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پھر کیونکر کوئی اندوہگین ہوکر

بہار لالہ و گل پھر کبھی کا ہے کو دیکھین گے
چلے ہین اس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہوکر

ملون جسدم مین آنکھین اُنکے ساعد سی دم رخصت
تو رہ جاؤن مین اے پردہ چشم آستین ہوکر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہے اُنکے قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہے نکلتی ہی نہین ہوکر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین برجبین ہوکر

خدا مومن کی صورت رزق کا فر کو بھی دیتا ہی
کسیکو بھول جائے کیا وہ رب العالمین ہوکر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل نے اس سے کیا حاصل
کسی انگشتری مین رسکو رہنا تھا نگین ہوکر

تصور بندہ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہوکر

امیر اک آئنہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیش نظر نکلی کہین ہوکر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثل تار نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین پر خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالم ہستی مین بے نشان
اکدن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندہ لے
زلف دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادہ عدم
سمجھے ہوے ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سرفروش ہزارون ہین سربکف
اک روز باندھیے تو پیے امتحان کمر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
ابتک ستم یہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھنچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

کاہیکو پھر امیر سا پاؤگے باوفا
باندھو نہ اُسکے قتل پر اے جانِ جان کمر

گلشنِ فردوس ہے رخسارِ یار
آبِ کوثر شربتِ دیدارِ یار

ہین جو آنکھین طالبِ دیدارِ یار
کاش ہوتین روزنِ دیوارِ یار

خلد مین ٹھہرے تہ طوبےٰ جو ہم
یاد آیا سایۂ دیوارِ یار

زندہ مردہ مُردے زندہ ہو چلے
حشر برپا کر چلی رفتارِ یار

برق چمکی تھی جو کوہِ طور پر
وہ بھی تھا اک پرتوِ رخسارِ یار

آنکھ اُسے کہیئے جو دیکھے وہ جمال
کان وہ ہے جو سُنے گفتارِ یار

اسقدر غالب نہوا ہے خوابِ مرگ
آچکا ہے وعدۂ دیدارِ یار

باغ مین نازان ہین کیا طاؤس کبک
ٹھوکرین کھلوائیگی رفتارِ یار

عینِ صحت ہے مرض کیسا مرض
ہے مسیحا یار ہم بیمارِ یار

قتل ہوتا ہے دمِ تزئینِ جہان
آئنہ ہے تیغ جوہر دارِ یار

اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین
لُوٹ لائین دولتِ دیدارِ یار

آنکھ کھولو خوابِ غفلت سے امیر
گرمِ محشر مین ہوا دربارِ یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن کل تلک پرہیزگاری پر
مصلےٰ نک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر

اُٹھایا زخم کاری میرے دل نے زخم کاری پر
لگائی تیغ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر

تفوق ہو ترے گلگون کو جب بادِ بہاری پر
یقین نکہتِ گل کیون نہو گردِ سواری پر

بھر آئی اس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت
ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر

کہو اشجار سے اکدن خزان بھی آنیوالی ہے
اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر

نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل
چھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخم کاری پر

تری موجِ تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اک اور کوڑا نوسنِ بادِ بہاری پر

ستارہ ہے یہ گویا نالۂ پُرسوز مجنوں کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلیٰ کی عماری پر

وہ پیاسا ہوں غنیمت ہے مجھے اک بوند بھی پانی
کلا خود جا کے رکھ دیتا ہوں بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہیں بوریا ہے فقر ہے بستر
توکل پر نظر کیجے ہے اپنا ذاتِ باری پر

خدا نے عشق ابرو میں جو اپنی جان بیچ جلے
رہا کرتا ہے خوفِ غرق کشتی کی سواری پر

کنویں سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہے جو پارہ
تڑپتا ہے دل اُس کا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے پر میں بلبلِ کشتہ کا خوں اچھا
پڑیں اُڑ اُڑ کے چھینٹیں دامنِ ابرِ بہاری پر

امیر ایسی بھی تب ہوئی کہ وہ مہ میرے گھر آیا
ترحم کچھ تو کرتا آسمانِ اختر شماری پر

نوجوانی ہے نہ یہ چہرۂ جاناں کی بہار
کچھ عجب موسمِ گل میں ہے گلستاں کی بہار

ہے جہاں جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر میں کنعاں کی بہار

جوشِ گل باغ میں ہے جوشِ جنوں لازم ہے
پرزے پرزے پہ ہی اب ہے گریباں کی بہار

کس طرح سیکڑے والوں کو یقیں ہو وا اللہ
دیکھ آیا نہیں تو روضۂ رضواں کی بہار

رنگ محفل کا تو جمگھٹ سے حسینوں ہی کے ہے
گل جو کھلتے ہیں تو ہوتی ہے گلستاں کی بہار

پرتو گیسوئے جاناں نہیں آئینے میں
ہے لبِ نہر چمن سنبلِ پیچاں کی بہار

باغباں سے کہو پھولے بہت پھولوں پر
چار دن ہے یہ گل و لالہ و ریحاں کی بہار

سیکڑوں لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن
دیدنی ہے چمنِ عالمِ امکاں کی بہار

اب مدینے کی طرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے ذرا گلشنِ ایماں کی بہار

مرے پھولوں میں بوئی آ کے چمن صد نے ہو جوبن پر
ملو ہاتھوں میں مہندی ہر بن سے کلیاں ہیں گردن پر

برابر رحم اہلِ درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہوں میں گرتی ہے بجلی جب کے خرمن پر

ہجوم ایسا نگاہون کا ہوا ہے انکی چلمن پر
کہ دھرے پر دے جالی کے پڑے ہین روی روشن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ میکش ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مے اڑ کے میرا ہاتھ رکھ لے اپنی گردن پر

دورنگی سے نہیں خالی ہے کوئی بات اس بت کی
پیامِ صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دلِ بسمل کہین ایذا نہو تمکو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھا لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑھنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتشِ دل ہین کہ قطرے اشکِ خونین کے
نظر آتی ہیں کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کہان قمری کی گردن پر

تہیدستون کو کیا خوفِ بلائے آسمانی ہے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برقِ لپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دلمین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرگی بعد اجل بجھنے کے بھی باقی
دھوین کا جیسے رہجائے نشان دیوارِ گلخن پر

رہے عبرت چلے تو لٹ کے پہونچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑھتے ہم آئے قبرِ رہزن پر

نہ کرنا مے سے توبہ تو ابھی ہرگز نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سبکروحی سے مین وحشی ہوائے دشتِ وحشت ہو
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اڑ کے پڑجاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندھی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر دھوپ بجلی بن گئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصرِ شاہی کو
کہ آنکھین رکھکے روئی بیکسی ایک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغِ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

گئی ہے جان اک پردہ نشین پاک دامن پر
عجب کیا پنجۂ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

وہ بسمل ہون نگاہِ گرم سے دیکھے جو قاتل کو
اُسی پھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے
گریبان آجکل کوٹا ہوا ہے میرے دامن پر

مجاور گر نہین کوئی تو مجکو کچھ نہین پروا
اُتر بیٹھین گے کاندھون کو فرشتے میرے مدفن پر

یہ عالم ہے عطش کا وادی گرم محبت مین
کہ چشم خضر بھی رہتی ہے آب تیغ رہزن پر

عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہے
مرا خون اُسکے سر پر اُسکا احسان میری گردن پر

نہ سمجھا تھا کہ ان طوفون مین پھر مجکو پھنساؤ گے
کرو گے چوریان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر

گلا کٹوا مزے لیکے پھرا اے دل کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

کرونگا اس طرح بدنام ان پردہ نشینون کو
لہو چھڑکون گا اپنا جاکے مین ایک ایک چلمن پر

وبال معصیت سے پاک ہین دل صاف ہے جن کا
عذاب میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر

عبث ہے دختر رز پر تہمت ترد امنی واعظ
نمازین پڑھتی ہین آکے حوریں اُسکے دامن پر

نگاہ یاس نے خنجر کی برش پر بھی سبقت کی
چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر

مرے ہم لٹ کے غربت مین رہی لیکن وہی تلخی
خضر نے بھی دیا تو فاتحہ حلوائے رہزن پر

تصور ایک دم بھی اُس کی پلکون کا نہین مٹتا
ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر

پھری اے ترک جس سے آنکھ تری ہوگیا بسمل
قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہر دم تیری چتون پر

ترحم غیر کے آگے نہ مجھ پر چاہیے تجکو
کہ دل دکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہو جو دشمن پر

مین جب کہتا ہون اُس سے مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہی چتون پر

چلے تیغ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون
نہین ہے قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری
گھڑے پانی کے غیرت سے پڑے کلہائے سوسن پر

امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کس کے مدفن پر

اثر یہ ہے جودی ہے جان اسکے روے روشن پر
کہ آنکھین مانگنے آتے ہین اندھے میرے مدفن پر

اندھیرا چھا گیا بے یار ایسا روے گلشن پر
زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر

اگر قابل رفو کرنے کے چاکِ جیبِ گل ہوتا
تو اشکِ چشمِ بلبل سے میں کھتا آبِ سوزن پر

وہ کشتہ ہیں ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے
اُتر کر سر سے قاتل کے چڑھے خون اُسکی گردن پر

کروں میں عذر خواہی دل جو کافر کا بھی ہو میلا
جو ٹوٹے ہاتھ سے نت گر پڑوں پائے برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہیں پڑتا
رگڑتا ہوں چھری رکھ رکھکے پھیروں اپنی گردن پر

پسِ مردن مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے
کہ منت مانتے آتی ہیں پریاں میرے مدفن پر

نکلتی حسرتِ پابوس کیونکر دل سے بسمل کے
یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشتِ توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہن تنگ سے دعوی
سر اُسکا کاٹ کر رکھ دوں سنانِ برگِ سوسن پر

نئی صورت کا آکر دیر میں زُنّار پہنایا
جنیؤ کا گلے پایا ہاتھ اُس بُت نے برہمن پر

میں وہ افسردہ دل ہوں سرد ہو ہنگامۂ آتش
مری صورت جو کوئی کھینچ دے دیوارِ گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاعِ مہر کی صورت
بھروسا آپ ناحق کرتے ہیں پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہیں روتا ہوں میں مظلوم دنیا میں
بھر آتے ہیں مرے آنسو مآلِ کارِ دشمن پر

محبت پیشہ عاشق آفتوں کو دوست رکھتے ہیں
میں اپنے سر پہ لیلوں جو بلا نازل ہو دشمن پر

اُتر کر سینے مقتل میں جو کھینچا میاں سے خنجر
قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کے توسن پر

نگاہِ گرم سے اُبھرے ہوئے سینے کو جب دیکھا
تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا مجھکو ہو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہیں اکثر حالِ گلخن پر

کھلے ہیں یاں دیدۂ بصیرت وہ برقِ حسن آئی تو چمک کر
وہ دیکھنے کی نہیں ہیں آنکھیں کہ بند ہو جائینگی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سائے سے بھی وہ شوخ کہتا ہے یہ جھپک کر
یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف ہے اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریباں تک نہ پہنچا
ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہ گیا راستے میں تھک کر

اُٹھاتے ہو غیر کا جنازہ تو رنگ مشوخی کا بھی دکھاؤ
شہاب کے دوش پہ چھپائے اٹھا امیر الہو چھڑک کر

بلا میں وہ پڑ گئے اٹھا کر نقاب اپنے رُخِ حسین سے
بلائیں لیں گیسوؤں نے اتنی کہ رہ گئے دونوں ہاتھ تھک کر

مین اس ادا کا ہون تیری کشتہ مین اس نزاکت کا تیری صیقل
لگائی تلوار جب چمک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

پھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رخ تمہارا
تباہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی ارشاد ہے ہوش میکشونکو
نکل پڑے میکدی سے باہر ہزار دون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پوچھے آنسو ابل پڑے اور اشک خونین
لہو کی دو بوتلین بھری تھین لگا جو ہاتھ آ ہین دو ہلک کر

جو تیرے احسان ہین ضعف پیری مین شکر اسکا ادا کرون کیا
دعا مین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری ستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب آگر پی
ہوئی یہ نشے مین لغزش پا حرم مین ہم جا گری بہک کر

وہ بام پر بار بار آکر اداتے ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجکو خلاف پہ بجلی چمک چمک کر

نہین ہون وہ نازک مزاج بلبل نہین مجھے تاب نکہت گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان حمین مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہہ تکلف سے شعر خالی
تمر دہی نخل فکر کا ہے امیر جو آگرے ٹپک کر

ردیف رائے ثقیلہ

جو داغ مین تیرے پہنچگی بو تو الجھکے نہ زلف دوتا سے بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھہ جو بگڑ تو نسیم و صبا سے بگڑ

مجھے شمع جمال خدا نے کیا مجھے عہد ننگ کا اسنے دیا
سر بزم پھرون مین جو گر ترے نہ خفا ہو شرم و حیا سے بگڑ

وہ ہے کون شے جو عزیز نہین مجھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین ہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سے بگڑ

تری عشق مین اور دوا ہو مخل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو خجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو تری ہو وہ آپ سے بگڑ

کبھی کعبے مین صرف سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کے حرم سے ٹھہر
رہے دین مین کفر بھی بد نظر نہ صنم سے بگڑ نہ خدا سے بگڑ

مرے سر مین جو پائی ہے اپنی ہوا تو وہ کہتی ہین کیا کہ حواس مین آ
ترے بخت مین ہے جو بگڑ لکھا مرے گیسو و خط کی بلا سے بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھپہ بلا کبھی حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سوا رضا نہ قدر سے بگڑ نہ قضا سے بگڑ

سگ یار طفیلی کا کام ہے کیا یہ تو حق ہے ترا یہ تو حق ترے
مری ہڈی کو تو ہی کھانے لگا رخ اودھر جو کرے تو ہما سے بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائے گا تو کبھی پھر اسے زندہ نہ پائیگا تو
ترے در کا فقیر غریب ہے یہ نہ امیر سے بے سر و پا سے بگڑ

ردیفِ زاے معجمہ

یون ہے خطِ سبز سے رنگِ رخِ دلدار سبز
کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز

وضعداروں کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ
برسون ٹھہرے ہو نہ آبِ گوہرِ شہوار سبز

کیا چمن مین پڑگیا عکس تمہارے رنگ کا
خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوئے زنار سبز

ہنس کے حق مین یہ قحط آیا بہار آئی نہین
ہو گئے مثلِ زمرد گھر شہوار سبز

باغ مین سبزی ہی سبزی ہے جو آئی ہے بہار
خاک پر سبزہ تو کانٹے ہین سر دیوار سبز

میکشو کچھ کم نہین صحنِ چمن سے میکدہ
سرخ گل ہین جام شیشے صورتِ اشجار سبز

چہرۂ شفاف جانان پر ہوا آغازِ خط
خوف ہے کردے نہ اس آئینے کو زنگار سبز

مست تیرے بلی کے سبزی سیر کو نکلین اگر
کیون نظر آئے نہ پھر بازار کا بازار سبز

مُردہ اُمیدون مین رونے ہی سے جان آجائیگی
کیت کردے گا برس کر ابرِ دریا بار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہی گھر جو آنکھون مین امیر
اب دکھائی دیتے ہین سارے در و دیوار سبز

زلفون سے خالِ رخ ہے مجھے بیشتر عزیز
پریون سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز

جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین
کیا فائدہ جو دوست اُدھر ہین اِدھر عزیز

رستے مین خطِ شوق ہمارا نہ گر پڑے
رکھنا زیادہ جان سے اے نامہبر عزیز

اہلِ جہان کو دولتِ دنیا سے یون ہی اُنس
جسطرح مور و مار کو شیر و شکر عزیز

ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر
پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز

مجھ تون کو پھر کسی نے کیا یاد ایک دن
کیا ہمکو دفن کرکے ہوے بیخبر عزیز

دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغِ دل
بڑھکر کہین جگر سے ہے زخمِ جگر عزیز

قصدِ سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کہدو کہ دشمنی پہ نہ باندہین کمر عزیز

ردیف سین مہملہ

نارسا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس

کس لبِ قامت کا کشتہ تھا کہ مجکو خلد مین
گھر ملا طوبےٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

کیا مری تحریر کی اُس مست نے کی قدر واہ
ہے لفافہ ڈاٹ شیشے کی توخط ساغر کے پاس

ذبح ہوکر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی
اس قدر پانی کہان قاتل مرے خنجر کے پاس

یون عیان ہین ضعف سے پہلو مین میرے استخوان
جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس

دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال
آئنے مین زنگ کب رہتا ہے روشنگر کے پاس

مست آنکھین جلوہ گر اُسکی تہ ابرو نہین
میفروشون کی دکانین ہین خدا کے گھر کے پاس

عاشق و معشوق مین مرکر بھی فرقت قہر ہے
گور نوشابہ ہے لازم قبر اسکندر کے پاس

شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا پتا
شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کی گھر کے پاس

آئے کس منہ سے وہ تیرے حسن کے بازار مین
اک درم ہے داغ کا کھوٹا مہ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آئے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پرنورِ پیغمبر کے پاس

چمکا کرین چمکین جو چمن مین پرِ طاؤس
یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس

کاہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ
مجھ زار کا مردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس

رخ سے دلِ پرداغ مرا زلف مین پہنچا
گلشن سے گیا اڑکے ختن مین پرِ طاؤس

ہیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا
دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس

نیرنگ ہے کیا روئے نگارین کی صنعت کا
گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس

غربت نے جو کچھ داغ دئے ہین وہ لکھونگا
بھیجون عوض نامہ وطن مین پرِ طاؤس

کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندھیری
داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس

سوزِ دلِ پرداغ سے مین جل کے ہوا خاک
لازم ہے نشانی کو کفن مین پرِ طاؤس

رُوبرُو کے امیر ابرِ بہاری نے دیا غسل
ٹوٹا ہوا پایا جو چمن مین پر طاؤس

واں چشم و ابرو ہنسنے اور یاں جگر و دل کے پاس
قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے بسمل کے پاس

ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پھاہا دل کے پاس

رونے پہ میرے دلربا ہو خندہ دندان نما
موتی محل اسدم نیا تیار ہو ساحل کے پاس

تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرارِ رب
کچھ دفن کعبے مین ہے اب کچھ ہے وہ میرے دل کے پاس

ہوش و خرد ذہن و ذکا ہون نزع مین کیونکر بجا
ہو جاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کے پاس

آئنہ ہے پیشِ نظر عبرت سے دیکھ اے بیخبر
بزم خموشان بھی اُدھر ہے عیش کی محفل کے پاس

کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی
یارب کہان سے آگئی پھونکی جو چھری قاتل کے پاس

مجنون تا مل کی ہے جا دھوکے کا ہے یہ قافلہ
شبہے مین لیلی کے نہ جا ہر صاحب محمل کے پاس

کانٹے چبھے ہر گام پر چھالے پڑے کا پا جگر
منزل کی کرتیان جھیل پہنچے ہین ہم منزل کے پاس

راہِ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائے خیر سے
پہنچے ہین یا بے غیر سے سوتے ہوے منزل کے پاس

گھبرا نہ قیس ناتوان لیلیٰ خود آئے گی یہان
اُلجھے گا ناحق ساربان جاتا ہے کیون محمل کے پاس

ساقی کو حیرت ہوگئی مطرب کو وحشت ہوگئی
برباد صحبت ہوگئی پہنچا جو مین محفل کے پاس

جائیگا جب سوئے جنان حوروں کو دیگا ارمغان
زخمون کی ہین جو بدھیان قاتل تری بسمل کے پاس

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر انکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

ٹھہر گیا کب تیر سے اے ترک میرے دل کے پاس
خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس

گردش جو ہو تقدیر مین کچھ سعی کام آتی نہین
منزل کچھ آگے بڑھ گئی پہنچا جو مین منزل کے پاس

تاثیر الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی
گھبرا کے لیلیٰ بول اُٹھی یہ کون ہے محمل کے پاس

زاہد تو کیا شیخ حرم آ آ کے چلتے کھینچتے
ملتی جو تھوڑی سی جگہ میخوارونکی محفل کے پاس

دُولھا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغِ ناز نے
بیٹھی ہین شرمائی ہوئی حُورین تری بسمل کے پاس

کرتو ہی رحم اَب اے قضا تڑپے یہ بیکس تا کجا
قاتل خفا خنجر کھچا کوئی نہین بسمل کے پاس

جب قیس عشق کھا کر گرا لیلےٰ نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مرے آیا تھا کیون محمل کے پاس

وہ نا قبول خلق ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل کہے چل دُور ہو جائے اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر دو ٹکڑے تھا اُسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوئی شمشیر ہے قاتل کے پاس

اس کشمکش مین نزع کی کب تک ہون مین سخت جان
اے اضطرابِ دل ذرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بولی ہمین دیتی ہو دم
حسرت ہماری ہے ابھی باقی تمہارے دل کے پاس

تیرِ نگاہِ ناز نے تاکا کبھی دل کو اگر
جانِ امیر ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیفِ شین معجمہ

جو لپٹ بھی جائے وہ گلبدن تو ہمون ہجر کو ڈر سے خوش
وہ کلیم تھے ہوئے طور پہ جو نمودِ برقِ تجر سے خوش

نہ پتنگ والۂ شمع ہون کہ وہ خوش ہے شام سے صبح تک
نہ مین ذرہ طالبِ مہر ہون کہ وہ شام تک ہے سحر سے خوش

کبھی خطِ وطن کو رقم کرون تو صبا کو بھی یہ گلہ لکھون
کبھی تو نے بھی نہ کیا مجھے مرے دوستون کی خبر سے خوش

نہ اُڑونگا گلشن دہر مین نہ پھنسونگا آفتِ دام مین
مین وہ مرغِ بے پر و بال ہون جو ہے اپنے ریزش پر سے خوش

کسی دن نہ خواہشِ فرخندہ رخِ کسی پری رو مین سے کی
مجھے تاکنے لگی محتسب کہ یہ بادہ خوار ہے گھر سے خوش

نہ زمین سے مجکو رفاہ ہے نہ فلک سے مجکو پناہ ہے
یہ ہے فتنہ زاد وہ ہے حیلہ گر نہ ادھر سے خوش نہ اُدھر سے خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہے کہ سزا بھی پانے کا غم نہین
جو لٹک کے دوش سے خوش کمان تو ہے تیغ بند کمر سے خوش

مجھے کب ہے پاسِ دل و جگر غرض اُس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سے خوش تو مین دل سے خوش جو جگر سے خوش تو جگر سے خوش

عجب انقلابِ زمانہ ہے کہ ہے اقربا مین بھی تفرقہ
نہ پدر رہے کوئی پسر سے خوش نہ پسر ہے کوئی پدر سے خوش

ہوئی سرد آگ جحیم کی وہ مسیا ہکار مین رند ہون
کہ تمام مردمِ حشر ہین مرے ایک دامنِ تر سے خوش

کہو کس صنم پہ نظر پڑی کہو کس حسین نے کیا کرم
بہت اے امیر وطن کو تم جو پھرے ہو آج سفر سے خوش

کٹ بھی چکے کہین کہ ہے یان سر وبالِ دوش
قاتل کو بھی ہے تیغ دو پیکر وبالِ دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہین
ناطاقتی سے ہے مجھے اب سر وبالِ دوش

نازک جو لوگ ہین کہین اُٹھتا ہے اُن سے بوجھ
ہو کیون وہان نہ زلفِ معنبر وبالِ دوش

پی جاؤن ایک سانس مین دے مجکو میفروش
کب تک سبوے بادۂ احمر وبالِ دوش

ننگا سا بعدِ مرگ جو ہوا پیراہنِ مزار
یارون کو بھر جنازہ ہو کیونکر وبالِ دوش

ساقی مجھی کو دے مین سر آنکھون پہ لون اُسے
ایسی اگر ہے تاک کی دختر وبالِ دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر
شاید تھی ماہتاب کو چادر وبالِ دوش

کب تک اُٹھاؤن بوجھ فرشتون کا اے امیر
ہے ابتداے سن سے یہ لنگر وبالِ دوش

ردیفِ صاد مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص
دشمنِ عزت ہے جسکا ہے جہان مین نام حرص

غفلتِ اندوہ انسان کو بھلا دیتی ہے بھوک
خاک دانے کی کرین مرغانِ زیرِ دام حرص

صاحبِ حاجت رہین امیدوارِ انقلاب
ہین غنی ہمکو نہین اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہین اور بھی دنیا مین کچھ اہلِ طمع
رات سے دن تک ثنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم مین
بوسہ لے لب کا ترے رکھتا یہی ہے جام حرص

عاقبت مجکو دہانِ گور نے لقمہ کیا
وہ کباب گور کی اب کیا ہوئی بہرام حرص

حرص سے خالی ہین خاص و عام کمتر اے امیر
خاص استثنا سراے دہر مین ہے عام حرص

ردیفِ ضادِ معجمہ

کیون نہ کہیے ہین مہ و مہر سے بڑھکر عارض
وہ کم و بیش چمک مین ہین برابر عارض

حسن کہتا ہے سر بزم ہو جلوے کا ظہور
شرم کہتی ہے نہ پردے سے ہو باہر عارض

آنکھین لڑ سکتی ہین اب کسکی کہ نکلا خط سبز
لیکے آیا ہے یہ سادات کا لشکر عارض

دہر مین جلوہ گہ مہر ہے ہر ایک مکان
میرے دل مین مری آنکھون مین کری گھر عارض

دیکھیے جسکو وہ ہے حسن مین یکتائے جہان
لب و دہن چشم مژہ زلف معنبر عارض

اُسکو دیکھا تو کیا ہمنے تماشائے چمن
زلف سنبل ہے دہن غنچہ گل تر عارض

غل ہوا شہر مین خورشید گہن مین آیا
چھپ گیا جب تہ گیسوے معنبر عارض

بہر آئینہ تو ہے وجہ صفا خاکستر
کیون مرے گرد نظر سے ہے مکدر عارض

آج ہے ہجر تو ہو جائے گا کل وصل امیر
ایسے انسان کو مرض ہوتے ہین اکثر عارض

ہمکو وزیر سے نہ کسی شاہ سے غرض
اللہ کے فقیر ہین اللہ سے غرض

جلوہ پسند آپ کا عاشق ہون آپ کا
خورشید سے غرض نہ مجھے ماہ سے غرض

اُٹھوائیے نہ میرے جنازے کو دھوم سے
مرنے کے بعد کیا حشم و جاہ سے غرض

یہ بوجھ اُنکے سر پہ رہے ہین جو اغنیا
کیا مجھ گدا کو خیمۂ و خرگاہ سے غرض

کیون مومنون کی جانب مہدی نہو رجوع
سارے براتیون کو ہے نوشاہ سے غرض

روزینہ ہے جو بوسون کا جاری ہے مدام
کچھ ہو نہو ہمین تو ہے تنخواہ سے غرض

اے سامعین ہین شعر مرے دل کا مرثیہ
کرتے ہو واہ کیا ہے مجھے آہ سے غرض

گردش امیر کوچہ بہ کوچہ ہے اسلیے
نکلے کسی طریق کسی راہ سے غرض

ہوتا ہے روز مجکو جو عارض نیا مرض
اللہ کیا ہے میرے مرض کی دوا مرض

اسکو غم وصال ہے اُسکو تپ فراق
دل کو جُدا مرض ہے جگر کو جُدا مرض

جھنجلا کے بولے اُن سے جو لپٹا مین بار بار
پیدا ہوا ہے آج یہ تمکو نیا مرض

آیا ہے وہ مسیح مین بیخود ہون ہمدمو
مجکو نہین تمیز بڑا یا گھٹا مرض

ہر وقت اوڑھنا ہے بچھونا ہے شاعری
سچ ہے امیر تمکو ہوا یہ بُرا مرض

ردیف طائے مہملہ

پڑھا جاتا نہین اے دلربا خط
جزاک اللہ لکھا ہے کیا خط

اثر تھا یہ مری اُفتادگی کا
کہ سے نامہ بر کی گر گیا خط

کہا قاصد سے میرے کھو کے نامہ
یہ کہدے جا کے لکھین دوسرا خط

نشان ملتا نہین اُنکے مکان کا
لیئے پھرتا ہے قاصد جا بجا خط

لگائی تیغ پر اُس ترک نے تیغ
نہ مطلق سخت جانی سے پڑا خط

تمہارا کون ہے غیرون کی ہے ڈاک
امیر اُسکو سمجھکر بھیجنا خط

ہے رُوسے کتابی پر کیا خوب تمہارا خط
کچھ سات خطون سے بھی ہی بڑھکے یہ پیارا خط

بھیجا جو کبھی ہمنے دیکھا بھی نہ سارا خط
عینک کی طرح اُس نے نظرون سے اُتارا خط

اک نامہ جو لکھا تھا اب تک نہ جواب آیا
کس مُنہ سے لکھون اُسکو قاصد مین دوبارا خط

قسمت کا لکھا دیکھو بھیجا بھی اگر قاصد
اک حرف نہ سمجھے وہ گو پڑھ گئے سارا خط

لیجائے گا تُربت مین وہ زیر کفن رکھکر
جنت کا قبالہ ہے عاشق کو تمہارا خط

احباب دم آخر یٰسین سُناتے ہین
جی جاؤن جو اسدم بھی آجائے تمہارا خط

آؤن گا قفس سے مین خود اُڑکے سوئے گلشن
صیاد کو لکھتا ہے ناحق چمن آرا خط

یاران مشق رہی برسون اک دن نہ کہا اُسنے
لکھوائین گے کچھ ہم بھی دیکھین تو تمہارا خط

اندھا ہون جو وہ خط ہو نظرون سے امیر اوجھل
جس روز سے آیا ہے آنکھون کا ہے تارا خط

ردیف ظاے معجمہ

آنا ہو میکدے مین تو دن کو آے واعظ
دروازہ کون کھولے شب کو برا ے واعظ

ساقی وہ رند ہون مین گر دردِ تہ نشین ہون
غوطہ لگا کے مجکو خود ڈھونڈ لا ے واعظ

کیا فرق نیک و بد مین رحمت ہے عام اُسکی
رندون کا بھی وہی ہے جو ہو خدا ے واعظ

فردوس میکدہ ہے میکش بُلا رہے ہین
اب بھی اگر نہ آئے دوزخ بن جا ئے واعظ

کیا وعظ سے نہین کم ہمکو صدا ے کُو کو
کسریٰ کے طاق پر ہے قمری بجا ئے واعظ

پہلے اُسی سے ہونگے سارے سوالِ محشر
خود بھی ڈرے نہ تنہا ہمکو ڈرا ے واعظ

مجلس مین وعظ کی ہین کچھ رند آج وارد
تا کی ہے مفلسون نے شاید ردا ے واعظ

وہ رند ہون کہ گاڑون پیرِ مغان کا جھنڈا
عمامہ کرکے پرزے لیکر عصا ے واعظ

اس کان جب مین سنکر اُس کان مین اڑا دون
بے پر کی میرے آگے پھر کیا اڑا ے واعظ

بیٹھے ہین صبر کرکے میخوار میکدون مین
محشر مین اُٹھ رہے ہین ہنگامہ ہا ے واعظ

دبتے ہین بادہ کش کب پرہیزگار جو ہون
بھاری عمامہ رکھکر اُن کو دبا ئے واعظ

کہتا ہے میکدے کا رستہ ہے راہِ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھا ے واعظ

مین رند پارسا وہ ضد ہوگئی ہے باہم
سیدھی کہون تو اُلٹی مجکو سُنا ئے واعظ

خُم مین ہو قید چندے یہ صورتِ فلاطون
تجویز کی یہ مین نے ساقی سزا ے واعظ

آخر مین آدمی ہون بادام کچھ نہین ہون
بک بک کے مغز میرا کہدو نہ کھا ئے واعظ

کانون مین بھر گئی ہے مینا ے مے کی قلقل
ہم بادہ کش سنین اب کیونکر صدا ے واعظ

مسجد مین رند بھی ہین ارباب زہد بھی ہین
دیکھین امیر آئے کس پر بلا ئے واعظ

ردیف عین مہملہ

میری طرح جہان مین ہے گرمِ شتاب شمع
ہر بزم مین لگن سے ہے پا در رکاب شمع

دل مین کرے خیال جو اُس گلعذار کا
آنکھون سے جاے اشک بہائے گلاب شمع

کیا بات تیرے ساغر و مینا کی ساقیا
ہیمثل یہ چراغ ہے وہ لاجواب شمع

پردے مین نور اُس رخ روشن کا کیا چھپے
فانوس کے حجاب مین ہے بے نقاب شمع

جلکر ابھی تو گرمیِ عارض سے ہوگی خاک
آئے ترے حضور جو رکھتی ہے تاب شمع

روشن ہے اسپہ خاتمہ محفل کا صبح تک
یہ وجہ ہے کہ رکھتی ہے چشم پُرآب شمع

موزون کیا ہے کیا کسی بوٹے سے قد کا وصف
ہے مصرع بلند ترا انتخاب شمع

لائے کہان سے اُس رخ روشن کی آب و تاب
بیجا نہین جو شرم سے ہے آب آب شمع

یون گل ہے روبرو ترے عارض کے بی فروغ
جیسے حضورِ قمقمۂ آفتاب شمع

ہے فاتحہ کا قصد وہان چھپ کے رات کو
آئے نہ میری قبر پہ خانہ خراب شمع

درکار ہو اگر تری محفل کو روشنی
فانوس آسمان بنے ماہتاب شمع

پروانون کو جلانے کا انجام ہے بُرا
لیتی ہے اپنے سر پہ عبث یہ عذاب شمع

واقف نہین ہے اپنا سیہ خانہ نور سے
معدوم ہے امیر ہمارے حساب شمع

ممکن نہین کہ رُخ سے ترے ہو دوچار شمع
چہرے کی آب و تاب دکھائے ہزار شمع

کیون صبح تک ہے شام سے شب زندہ دار شمع
ہے کسکے شوق مین ہمہ تن انتظار شمع

آتی ہے اُسکے کوچۂ گیسو سے کیا ہوا
بجھ جاتی ہے یہ بزم مین کیون بار بار شمع

ہر شب کو ناحق آنے مین کرتی ہے عذر لنگ
کیا جانتی نہین ہے ہمارا مزار شمع

قصہ جو سوز دل کا سُنا مجھ سے شام کو
تا وقتِ صبح شب کو رہی اشکبار شمع

ہے باعث شگفتگی بزم رُوے زرد
دکھلاتی ہے خزان مین بھی رنگِ بہار شمع

آئے سیاہ خانے مین میرے تو خوف سے
جلدے ہوا کے گھوڑے پہ ہوکر سوار شمع

دولت وہ کون ہے نہین جسکی کسی کو تاک
ہے ساتھ چور بھی ہے اگر تاجدار شمع

مشتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم
ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مارِ شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوئی
رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخارِ شمع

آیا نہین جو بزم مین اب تک وہ سروِ قد
پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دارِ شمع

اُس شمع رُو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے
بنجائے صاف کلکِ وقائع نگارِ شمع

ممکن نہین کہ سر نہو گلگیر سے قلم
فانوس کو اسیر نہ سمجھے حصارِ شمع

ردیف غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رُخ و کاکلِ چراغ
ہو کے گل کرتا ہے پیدا دُود سے سنبلِ چراغ

کیون نہ سٹ جائے شبِ صلت ہمارا داغِ دل
کوئی جل سکتا ہے پیشِ اضفیِ کاکلِ چراغ

شب کو آندھی چل گئی ایسی ہماری آہ کی
ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے گنجِ قفس
داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہی بلبلِ چراغ

منھ پر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی
کیون نہ گھر تاریک ہو جائے اگر ہو گل چراغ

میکشون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج
شیشۂ مے شمع روشن ہے تو جامِ مل چراغ

کیا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ
گل کو لے بھاگین پتنگے لے اڑی بلبل چراغ

جب تلک روشن تھا پروانون کا اک انبوہ تھا
بلبلین تربت پر آئین ہو گیا جب گل چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوئی جو اے امیر
ناخداؤن نے کیے روشن کنارِ پل چراغ

کیا شبِ تاریکِ فرقت مین جلائین ہم چراغ
گل کرے چلکر ہوائے آہ جب پیہم چراغ

داغِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون
جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

پائے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ
کرمکِ شبتاب سے بھی نُور مین ہے کم چراغ

عہدِ پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد
ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

ہو تمھین ایسے کہ ہمپر مہربان ہوتے نہین
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہ چشم آخر بین مین جام جم چراغ

مرکے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کسب سخی
گور حاتم پر ہے نام روشن حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی وہی بے تابیان
لاکھ کرتا ہے دعائے نور پڑھکر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈے ہین امیر
کیا جلے ناروں کا پیش نیر اعظم چراغ

کھائے یہ الفت بت غنچہ دہن ہین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دھوویگی چشم تر جو لگے گا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اڑنہ جائے
بندوق اسطرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور لے کے صبح غریبی سے بھیجدون
ہے میرے ہجر سے دل اہل وطن مین داغ

سینے مری نہ دیجئے بوسہ رقیب کو
ایسا نہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورابدن ترا
لالے کی طرح ہے جگر یاسمن مین داغ

مشق سجود حق مین بھی دشمن کو رشک ہے
ہے شیخ کی جبین کا دل برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوٹے قبا مین ہین تو ہمارے بدن مین داغ

دیکھا آسے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غم کوہکن مین داغ

جب سے سنا امیر کہ ہین داغ درد مند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہل سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اسکی زلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھنچکے گیا دام کی طرف

دل دیجئے تو ڈھونڈ کے معشوق باوفا
در پیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر

ساقی یہ ہجرِ یار مین دل سے کیا ہے عہد
دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مے و جام کی طرف

وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی
تقدیر بولے گردشِ ایام کی طرف

دھیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون
آیا تھا ایک سرو گلِ اندام کی طرف

اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان
کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے امیر ست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چھلاوا اُس پری پیکر کے بل کھانے سی زلف
آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑانے سی زلف

کیا اُلجھنے پر تلی ہے اپنے بیگانے سے زلف
ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سی زلف

حق اُسی کا ہے سلاسل پاسِ حق ہی فرضِ عین
ہے یہ حق پوشی چھپاتے ہو جو دیوانے سی زلف

سو بلائین ہونگی نازل ایک ہے ابتک بلا
کھولیے باہر نکل کر آئنہ خانے سی زلف

تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب ہے
کیسی اے مشاطہ چمکی تیرے چمکانے سی زلف

اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد مین دختر رز نے دکھائی مجکو میخانے سی زلف

ہٹ سرک اے شانہ آنے دی دلِ صد چاک کو
غیر ممکن ہے کہ سلجھے تیری سلجھانے سی زلف

طور آرائش کا کیا جانین ابھی کم سن ہین وہ
رُخ ہے آئینے سے غافل بے خبر شانے سی زلف

چشمِ بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سے جدا
حُسن مین اک بانکپن ہے کم نہین بانے سی زلف

دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا
شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سی زلف

آدمی کیا ابنوکرتی ہے فرشتون کو بھی مست
موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سی زلف

اے دلِ صد چاک شانہ بنکے جا پر یار رکھ
ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہے سلجھانے سی زلف

دردِ دل کہنے کو جا دو تم تو سمجھے ہو امیر
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سی زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اسطرف ایک اسطرف
گویا کھلے ہین وہ چمن ایک اسطرف ایک اسطرف

پڑتا ہی اُن پلکون سے رن ایک اسطرف ایک اُسطرف
مردہ جو ہین زیرِ زمین زندہ ہین بالائے زمین
تو بزم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہے ترا
وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
تیری مین اے زاہد نہین یہ تیرے گیسوے سفید
کیونکہ بچے گی دل کی جان آنکھون سے اُس سفاک کی
ہین بیچ مین وہ جلوہ گر مین ہون اِدھر اور غیر اُدھر
ترکانِ چشم اُس شوخ کے ابرو کی تلوارین لیے
جلتا ہے الفت سے جو دل بھکتا ہی فرقت سے جگر
افلاس و دولت دونون سے دنیا مین ہوتا ہے ضرر
ظاہر گل و بلبل سے ہے نیرنگ گلزارِ جہان
ہین آفتین دل پر کئی چینِ جبین پر بھی تری
خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
چورنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوون کو دیکھکر
آدھی سفید آدھی سیہ ہر اک پہ وحشت کی نگہہ
بازو پہ گر اُس کے بندہین ہو جائین حوصلہ حسن سے
کیا کاتبِ اعمال سے پوچھون کہ تم لکھتے ہو کیا
دل سے جگر سے عشق مین کاٹے سے غم کٹتا نہین
کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سے چمن
ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
تلوار اُدھر پھیرے ہے منہ بسمل اِدھر پھیری ہے رخ

دو پلٹتین ہین صف شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آراستہ ہی انجمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہے دار سے لٹکی رسن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہین تاک مین دو راہزن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ایک بت ہے اور دو برہمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
دکھلا رہی ہین بانکپن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین دو داغِ کہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اس سانپ کے ہین دو دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
طرہ ہی زلفِ پرشکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہین منزلین دونون کٹھن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین دونون تیغزن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آنکھین ہین دو آہو ختن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اِک کے چمک ہین نو رتن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
کاندھون پہ ہین دو بیدہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اک کوہ ہی دو کوہکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
یہ دونون تھے یکتائے فن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
دو ہین مسیحائے زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
روٹھی ہین یہ دو لھا دلہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

چوزنگ ابرو سے جگر دل بسملِ تیغِ نظر — گویا ہین دو گلگون کفن ایک اسطرف ایک اسطرف
رخسار نازک ہین تو ہون آج ایک مانون گا نہ مین — دو بوسے نوگا جانِ من ایک اسطرف ایک اسطرف
شیخین دامانِ عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین — ہین بیچ مین شاہِ زمن ایک اسطرف ایک اسطرف

زلفین امیر اُس حور کی ہین چہرۂ پُر نور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اسطرف ایک اسطرف

قہر ہے مژگانِ چشمِ جادوے دلبر کی صف — ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف
دیکھنے آیا جو وہ سفاک روزِ بازپرس — گردنین جھک جھک گئین بچھ بچھ گئی محشر کی صف
رندِ میخانے کے کیا بیباک ہین طرار ہین — دخل اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف
ناگہان چمکی جو مثلِ برق وہ تیغِ جمال — کیا نہ بالا ہوئی مژگانِ چشمِ تر کی صف
ہے صدف کہنا بجا اُسکے دہانِ تنگ کو — سمجھے ہین جسکو صفِ دندان وہ ہے گوہر کی صف
ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقتِ نماز — ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف
کیا خرامِ ناز ہے نکلے جو وہ دامن کشان — زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف
کیا زمانہ ہے ہوئے مقتول خاصانِ خدا — مسجدِ کوفہ مین بچھی ماتمِ حیدر کی صف
مسجدِ اقصیٰ مین خیر الانبیا تھے پیش امام — پیچھے اُنکے مرسلانِ خالقِ اکبر کی صف
مومنون کو کیا رہے اندیشہ یاجوجِ کفر — سدِ اسکندر ہوئی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون امیر
جسطرح گلزار مین اشجارِ بارآور کی صف

ردیفِ قاف

کتنی ہو دور قطع ہے دم بھر مین راہ شوق — صرصر کے پاؤن رکھتی ہے اپنی نگاہِ شوق
طوفانِ غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے — مضطر ہے ناخدائے جہازِ تباہِ شوق
شیدا ہون اُس کے چہرے کا عاشق ہون زلف کا — سب ہے مری نظر مین سپید و سیاہِ شوق

تم پاک ہو ڈرو نہ قیامت کے روز سے
اے چشم اول ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیرِ باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل
اگتی ہے اس زمین سے مرد م گیاہِ شوق

آہ ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حسن کی
پردے ہماری آنکھون کے ہین فرشِ راہِ شوق

چلتی ہے تیغ سر کہ حسن مین تو کیا
رکھ اور بڑھ کے پاؤن ذرا اے نگاہِ شوق

بوڑھا بنا دیا ہے ترے رعبِ حسن نے
ہے دستِ رعشہ وار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین پتے ہرے ہرے
برسایہ جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق

پروا ہے کیا نقاب جو اُس رخ کی ہے سپر
توڑیگی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدھر کھچا تری چوٹی کا فتح پیچ
بڑھتی گئی اِدھر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثلِ کمند لائی حسینون کو کھینچکر
نکلی امیر منہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یارب ہون جو مردہ ہین یہ آوارۂ عشق
پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق
آسمان عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال
کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سروِ آزاد یہ چھوٹے ہوے بندی ہین وہی
عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

پھر کے ایمن مین گئے حضرتِ موسیٰ سرِ طور
کیون نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صد چاک کا پیشِ رخِ یار
اسی قرآن مین ملجائے یہ سی پارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا
رعد پر مجکو ہوا شبہۂ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو
حلق بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ
لاکھ آئینون مین ہے پر تو رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج
حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبت کو امیر

مرتے مرتے نہ اُٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتاب عاشق
آتش ہے فرقتِ سیماب عاشق

خرمن کا میرے اب کیا ٹھکانا
بجلی ہے شیدا سیلاب عاشق

قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی
دریا ہے اُلفت گرداب عاشق

وہ گل ہے پیاسا میرے لہو کا
سُرخاب پر ہے سُرخاب عاشق

انسان کیسے چہرے پہ تیرے
ہے مہر قربان مہتاب عاشق

معشوق عاشق کیونکر جُدا ہون
قاتل ہے ان پر خود ڈاب عاشق

دور آسے ایسا کوئی امیر اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیف کاف تازی

وصل حاصل ہے مگر ہی غمِ ہجران ابتک
جمع سامان ہے پر دل ہے پریشان ابتک

تھک چکے پر ہے ہر سیرِ بیابان ابتک
وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک

تیغ اُس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہی مگر
رُعب باندھے ہوئی ہے شہر مین میدان ابتک

قید سے دشت مین آئے ہوئے مدت گزری
شوق مین میرے کھلا ہے درِ زندان ابتک

پیری آئی ہوئے سب موئے سیہ سر پہ سپید
صبح ہوتی نہین لیکن شبِ ہجران ابتک

دل جگر سینہ و سر سب ہوئے چھلنی لیکن
تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک

کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسمِ ستم
مر چکے پھر بھی لکھے جاتی ہین عصیان ابتک

عمر گزری ہے کہ ہون منتظر روزِ وصال
نہین آتا ہے وہ اے گردشِ دوران ابتک

کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اسکو بھی خبر
ہنس رہا ہے جو مرا چاکِ گریبان ابتک

عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار
کوئی شکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اُٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ امیر

اچھے شعروں کا زمانہ ہے شناخوان ابتک

عشق مین ہین لب خشک و تر و تر و خشک
اپنے قبضے مین بھی ہے مثل سکندر تر و خشک

ساقیا ہمکو مے ناب ملے خواہ کباب
نوش کرتے ہین جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع رہ کرتا ہے دریا مین بھی صحرا کی طرح
سالک راہ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکی زاہد و تر دامنی رند کا حال
پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

اغنیا نعمت الوان پہ کرین ناز امیر
شام تک ہمکو بھی ہوتا ہے میسر تر و خشک

نہین ممکن رسائی لامکان تک
نشان کسطرح پہنچے بے نشان تک

تری سفاکیان پہنچین یہان تک
کہ ڈرتی ہے حیات جاودان تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

پہنچ جاے اگر مجھ سخت جان تک
تو مانگے موت مرگ ناگہان تک

مین ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی
تو ٹھہری سوے گہ دل سے زبان تک

کڑی ہے اس قدر منزل عدم کی
کہ مر مر کر پہنچتے ہین وہان تک

بہار آخر ہے اور مین بے پر و بال
قفس سے ڈاک بیٹھے آشیان تک

مین ہون اس انجمن مین شمع تصویر
کہ سوز دل نہین آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہوگیا خون
کہان تک پاس رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے مجھ سے
پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہد و مسجد مین بے مے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

ترے قربان اے بینائی دل
مجھے پہنچا دے اسکے آستان تک

مکان یار تک قاصد نہ پہنچا
گئے کیسے پیمبر لامکان تک

بہت ہی زور پر ہے وصل کا شوق
نزاکت آڑے آئیگی کہان تک

مین وہ دل سوختہ ہون اس چمن مین
جلے بجلی جو آئے آشیان تک

نہین کچھ تیغِ قاتل ہی کشیدہ
خفا ہے مجھ سے مرگِ ناگہان تک

نہ پائی گرد نالون نے اثر کی
زمین سے خاک چھانی آسمان تک

جو یون آنے نہ دے اُسکی گلی مین
تو پہنچون خواب بنکر پاسبان تک

تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے
تسلی دے کوئی تجکو کہان تک

کہان ہم اے امیر اب اور کہان داغ
یہ جانے ہو چکے خلد آشیان تک

ڈھونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک
پہنچی نہ کسیطرح دعا باب اثر تک

کھلتا نہین کون آکے بیابان مین یہ رویا
اک تختہ ہے پانی کا اِدھر سے جو اُدھر تک

فریاد ہے عالم مین ترے دستِ ستم کی
سر کھولے ہوئے پھرتے ہین خورشید و قمر تک

بیکس تمہارا نے مین مرا کسکو ہے ماتم
اک شمع لحد شام سے روتی ہے سحر تک

گھر تک شبِ فرقت مین اُسے کھینچکے لاؤن
پہنچے جو مرا ہاتھ گریبانِ سحر تک

پائی یہ کماندار ترے تیر مین لذت
سینے مین وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک

کیا باڑھ پر آبِ دمِ شمشیر ہے قاتل
تھا تیری کمر تک مگر اب ہے مری سر تک

جو حد سے ہو باہر اُسے کیونکر کوئی دیکھے
روشن ہے کہ جاتی ہے نظر حدِ نظر تک

چھوٹا نہ امیر اُن سے کوئی شہر کا کوچہ
آنے مین رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیفِ کافِ فارسی

باغ مین آکر وہ گلرو تازہ دکھلاتا ہے رنگ
گل یہ شرماتے ہین اک آتا ہے اک جاتا ہے رنگ

ہمتو اُڑ کر جا نہین سکتے قفس سے باغ تک
گل جو یاد آتے ہین تو چہرے کا اُڑ جاتا ہے رنگ

جانتا ہون ہے بڑا بہروپیا پیرِ فلک
صورتین تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہے رنگ

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کار ہوا
آتش رخسار کو غازے کا بھڑکاتا ہے رنگ

زاہد دنکو چھپ کے دے آتی ہو مے پیر مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اے سخی داتا ہے رنگ

دیکھ کر دل بنگیا زخمون کے پھولون سے چمن
کیا خراش ناخن غم ہمکو دکھلاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہے باندھے ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارو نہین بندھ جاتا ہے رنگ

کیون نہو چہرے پہ اُسکے خوشنما زلف سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدلجاتا ہے رنگ

کسبہ شبجون لائیگا کھاتا نہین کچھ اے امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہے رنگ

ردیف لام

دل ہے دشمن نہ بغل مین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جاکے حوالے بلبل

نو گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیاد کو باتون مین لگالے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرے بادِ صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین ہے قریب گلبن
دامن گل کہ کلیجہ کو سنبھالے بلبل

لی تو ہے مول گلستان کہ ذرا جی بہلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیر چلتی ہے ہوا فصل خزان آپہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جمالے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوف خزان
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل

عاشق اک گل کا ہون جاتا ہون چمن مین مین بھی
اِس توقع پہ کہ کچھ درد بٹالے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہرگز نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو مُنہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگئے گاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علیؑ کہہ کے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

ناموافق ہے ہوا اس سے گلستان کی امیر

آشیانے سے کہو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
اُڑتے ہی پڑ گئی صیاد کے پالے بلبل

باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بیدرد
ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل

یہی رونا ہے تو پھولو لکا خدا حافظ ہے
آنسوون سے ترے سب بھر گئے تھالے بلبل

نہ جلا تجھ سے قفس مین نے چمن پھونک دیا
دیکھ ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل

پھول گلشن مین نہ آے تھے کہ صیاد آیا
دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل

ذبح صیاد کرے گا تجھے کل ہے یہ خبر
آج جو کچھ ہو سنانا وہ سنا لے بلبل

ہنس رہا ہے ابھی صیاد نہین واقف ہے
چٹکیان لین گے جگر مین تری نالے بلبل

باغبان کا جو شب و روز جلانا ہے یہی
آشیان برق کو کر دے گی حوالے بلبل

ہاتھ گلچین کے کیے باغ مین کانٹون نے فگار
خوب ہی پھوٹے تری دل کی بھی چھالے بلبل

پھول پھولے ہوئے بیٹھے ہین چمن مین تجھ سے
چھیڑ کر کے ذرا ان کو منا لے بلبل

تجھ سے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سے مذاق
ان گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل

دم الٹ جائے نہ صیاد کا سنتے سنتے
درد انگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اکدن آئیگی خزان دن کی کیسی یہ امیر
چار دن باغ مین بے پر کی اڑا لے بلبل

انہین درکار ہے اک چلبلا دل
یہ سنتا تھا کہ بجلی بن گیا دل

اُسے دیکھا تصدق کر دیا دل
کسیکو کیا مری آنکھین مرا دل

دہائی بادشاہِ حسن کی ہے
ادائین چھینے لیتی ہین مرا دل

اُٹھا کر درد نے اور اُسکو ٹپکا
جہان راہِ محبت مین گرا دل

تری صحبت مین جا کر بن گیا ہے
تری شوخی کا خاکا چلبلا دل

تڑپ جاتا ہون مین اُٹھتا ہے جب یہ
الٰہی درد ہے پہلو مین یا دل

تری اٹھکیلیون پر خون اس کا — چلا اس چال سے تو پس گیا دل
یہ داغ عشق سے ہے عشق مجکو — سمجھتا ہون اسے مین دوسرا دل
تمہارا ہو نہو اسکی خبر کیا — ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل
جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے — کب اس پہلو پر آتا ہے مرا دل
الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین — دہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل
وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین — نئے دل دینے والے تم نیا دل
پٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے — بڑا اوچھا ہے تو لیجا اٹھا دل
تمھین افسردہ پایا بجھ گیا جی — تمھین دیکھا شگفتہ کھل گیا دل
تڑپنے سے ہے روز وصل کیا کام — یہ تمکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل — کرے تدبیر جو اسکی وہ ہے زنجیر کے قابل
جو مصنون تیرا سودا ہے تو بندش بھی نئی پائی — الٰہی ڈاب بھی ملجائے اس شمشیر کے قابل
برنگ شمع اپنا سوز دل چہرے سے ظاہر ہے — نہ پائی اسلیے ہمنے زبان تقریر کے قابل
زبان سے کچھ نہ کہہ غافل سمجھ کر بے زبانونکو — ہوا ہے خواب مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل
مشقت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہے — سن اے عامل پری شیشے کی ہے تسخیر کے قابل
چھوا زنجیر گیسو کو تو کیون دُرّے لگاتے ہو — کہان تقصیر دیوانے کی ہے تعزیر کے قابل
ہمارا ڈھیر جب دیکھا کہا اُس ناوک افگن نے — یہ تو وہ خاک کا ہے کیا نشان تیر کے قابل
عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہے زاہد — جبین سجدے کے لایق ہو زبان تکبیر کے قابل
جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اُس شوخ نے ہنسکر — جنون اب بڑھ چلا ہے آپ ہین زنجیر کے قابل
بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبرو قاتل — نہ تھا میرا گلا تیرے دم شمشیر کے قابل

پریرویون کا عاشق ہون مجھے کہتا ہی دیوانہ
خفا واعظ نہو مین ہون کہ تو زنجیر کے قابل

کہین سر ہے کہین سینہ کہین بازو کہین زانو
ہماری لاش اے قاتل نہین تشہیر کے قابل

مصور بھی جو انکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین
بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل

جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہے وہ اس دیوانے کو دیدینا
ہمارا حال اے فاصد نہین تحریر کے قابل

کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آئے
دہن کس کا ہے اسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دل پرداغ سوے کربلا بھیجا
یہ گلدستہ ہے نذر روضۂ شبیر کے قابل

کیون نہ تکیون مین ہو گرم نالہ ہاے زار دل
سو رہے ہین سیکڑون زیر زمین بیدار دل

دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل
لا مجھی کو پھیر دے پھر میرے ہی سر مار دل

ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ والم
حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل

خواہش دولت اگر ہے ہو در دل پر مکین
فی الحقیقت ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار دل

ہوگیا جب سامنا اس زلف آفت خیز کا
پھر کے آنکھون نے کہا ہشیار دل ہشیار دل

چار ابرو پر ترے اے بت کروان قربان ابھی
ایک کے بدلے جو دے اللہ مجھکو چار دل

اے خیالات جہان کیسی خرابی لائے تم
کنج خلوت پہلے تھا اب ہوگیا بازار دل

حسرتین تھین جسقدر وہ ساری مردہ ہوگئین
بیٹھے کس کس کے لیے بن بنکے ماتمدار دل

منزل دنیا نہین ہے یہ مقام امتحان
بیت لے میدان مشقت سے نہ ہمت ہار دل

جان مدت سے ہی ہونٹون پر مگر مرتا نہین
کس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آئینوالی گر نہین ہے آفت تازہ امیر
کیون الجھتا ہے مرے سینے مین پھر ہر بار دل

گل سنتے ہین کب صدا ے بلبل
اپنی سی ہزار گا ے بلبل

رنگ اپنا اگر جما ے بلبل
ہو خندۂ گل صدا ے بلبل

گلچین رہِ صحنِ باغ بھولا
مقبول ہوئی دعائے بلبل

توڑا گلچین نے جب کوئی پھول
آئی آواز ہائے بلبل

گلزار مین آگ سی لگی ہے
کیا گرم ہین نالہائے بلبل

ہے حسن سے قدرِ عشق بالا
گل سے ہے بلند جائے بلبل

آیا ہے نہانے کو جو وہ گل
ہے بلبلون مین صدائے بلبل

آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان
دیکھی لے گل وفائے بلبل

پھولون سے بھرا ہوا ہے گلشن
خالی ہے امیر جائے بلبل

باتین حکمت کی کہین سب کو ملی پھول سی پھول
آج کچھ ہمنے سوا پی تھی جو معمول سے پھول

کی ہے جب غور سے ہمنے چمنِ علم کی سیر
خار معقول سے ہاتھ آئے ہین منقول سے پھول

داغ سینے مین نہین ہین یہ ملے ہین ہمکو
چمنِ الفتِ پیغمبرِ مقبول سے پھول

کون آیا یہ چمن مین کہ خجالت سے ہوئے
بڑ کے زردی مین رخِ عاملِ معزول سے پھول

باغ امراض کا گھر بنگیا جاتے ہی بہار
سرد و مدقوق سے بدتر ہوئے مسلول سے پھول

کہین کوتاہ بھی ہو جا صفتِ عمرِ بہار
تنگ اے قصۂ بلبل ہین تری طول سے پھول

آگ ہے گرد کدورت دلِ بلبل کی نہین
کہو دامن کو بچائے رہین اس دھول سے پھول

وہ کیا بات صبا دیدۂ آخر بین کی
روئی شبنم جو گلستان مین ہنسے پھول سے پھول

مہربان کچھ تو ہوا روز کی ہٹ کام آئی
آج ساقی نے سوا دی مجھے معمول سے پھول

اپنے سر بارگنہ اس کا لیا قاتل نے
کیون جنازہ نہو بے جرمیِ مقتول سے پھول

کیا ترے عاشقِ رخسار کو بہکائین گے
ہین سوا آنکھون مین یان مشعلۂ غول سے پھول

شرم کی جا ہے بشر کچھ جو بشر سے مانگے
کسی گلشن مین نہین طالبِ زر پھول سے پھول

وہ خوشی اقبال اگر ہاتھ مین لیکر داغے
سونے چاندی کی نکلنے لگین مٹھ پھول سے پھول

واہ رے فیض کہ بالے مین جو ڈالے اُسنے — قیمتی ہو گئے سونے کے کرن پھول سے پھول

گردِ عصیان سے بری دامنِ بلبل ہے امیر
رسیان ایسی تو ناحق نہ بٹین دھول سے پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل — کھائے نہ چوٹ یاس کی اُمید وار دل
دکھلا رہا ہے سیر مرا داغدار دل — پایا خزان سے مین نے یہ باغ و بہار دل
اُس گلبدن کے عشق مین ہے داغدار دل — کیا شوخ رنگ پھولون کا پہنے ہے ہار دل
ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی — اے ترک اس ادا سے نہو گا شکار دل
گرمِ خرامِ ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو — کس کا پڑا ہوا ہے سرِ رہگزار دل
بزمِ وصال ہے کہ کوئی صید گاہ ہے — میرا شکار تم ہو تمہارا شکار دل
جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر — رویا لپٹ کے تیر سے بے اختیار دل
ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان — پتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل
کام آئے گا ضرور کسی دن حضور کے — پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل
بجلی جو کوہِ طور پہ چمکی تھی ایک دن — عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل
گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور — لائے ہین پیشکش کے لیے جان نثار دل
موسیٰ کو برقِ طور کا جلوہ دکھا دیا — پہنچا تڑپ کے دور مرا بیقرار دل
دیکھی وہ چشمِ مست تو آنکھین سی کھل گئین — جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل
ایفائے عہدِ وصل نہ ایفائے عہدِ قتل — کس بات کا تمہاری کرے اعتبار دل
عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیئے — ہو دل کا قدردان تو ستر ہزار دل
تسکین دے تصورِ جانان کسے کسے — بیتاب اِدھر ہے جان اُدھر بیقرار دل
آیا خیال کشتۂ سیماب دیکھ کر — یہ خاک ہو گیا ہے کوئی بیقرار دل
آتے ہین فاتحے کے لیے روز درد و غم — ہے آرزوے مردہ کا گویا مزار دل

خاک آرزوے وصل کرون اب تک اے امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
ہے عاشقِ بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کر الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اسپہ اٹھاتا ہے کڑی دل

جھپکے کی تو تیغ نگہ کیا پلک اس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہے بڑی دل

اڑوائی ہے تجھ چشم کو پرتت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہوا ہے تنگ اس عجرتِ گلشن سے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی چھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آتا ہے کہین دیکھ کے مسی کی دھڑی دل

ردیف ب

کرین پھولون کی کیون کر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جو خورشید
ٹھہر سکتے ہین اسکے رو برو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پائین دل بے آرزو ہم

ملاعب وہ کھلا تب یہ معمّا
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوئی کچھ کرتا ہو باتین
سنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہدینگے خدا کے رو برو ہم

مرے منہ پہ یہ کہتے ہین مرے اشک
مٹا دین گے تمہاری آبرو ہم

وہ میکش ہین کہ مرکر میکدے سے
چلین گے دوش پر مثلِ سبو ہم

امیر اس بے نشان کو دل مین پایا
جسے ڈھونڈا کیے تھے چار سو ہم

یہ روئے وصل مین منہ رکھ کے روی یار پہ ہم
کہ لیگئے سبقت ابر نوبہار پہ ہم

چمن مین دھوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی
کہ دو ہی نالون مین غالب رہے ہزار پہ ہم

جو اُنکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ
اُدھر بہار پہ وہ ہین اِدھر بہار پہ ہم

جنون مین ہاتھ یہ پائی ضعیف کا ہے
کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاؤن خار پہ ہم

وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہی جان کا خوف
کہین گے کلمۂ حق مُنہ سے چڑھکے دار پہ ہم

نہین جہان مین محسن کُشی سے بدکو ئی کام
لگائین سنگ نہ اشجارِ سایہ دار پہ ہم

یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین
وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار پہ ہم

یہ کس کے گھنگروون کی کان مین صدا آئی
کہ وجد کرنے لگے شورِ آبشار پہ ہم

ہوئی ہے رات جو تکیے مین فرش کیا درکار
امیر لیٹ رہین گے کسی مزار پہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگر جا بجا کریم
حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم

لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین یہ دوسرا
بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم

بے مانگے دے رہے ہو زمانے کو گالیان
تمسا کہان جہان مین کوئی دوسرا کریم

دُر ریز سائلون پہ دو رُو یہ ہین مٹھیان
چھٹتا مری طرف بھی کوئی زرکا یا کریم

نیرنگیان ہین کیا چمنِ روزگار کی
خوشبو تو گل نے دی ہے نبی ہے صبا کریم

اے پیرِ میفروش کوئی جامِ خم کی خیر
حاتم ہے تو کہان کوئی تجھ سے سوا کریم

ہے شوق شرط ذکرِ خدا ہو کسیطرح
یکسان ہے یا کریل کہے کوئی یا کریم

دو بو سے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو
تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نام خدا کریم

بحرِ جہان مین دیکھ دُر افشانیان امیر
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا رو رہے پامالِ خط ہم
صرصرِ غم سے ورقہا کی ساری ورق ہین برہم و درہم

شاد ہو ایسا دل جو کسی دن زاغ سے پائین اُسکی خبر ہم
چیر کے پہلو سامنے رکھدین نذر کو اُسکی اپنا جگر ہم

ساری جوانی رنج مین گزری ہوگئی راحت آئی جو پیری
شام کو آئے جانبِ زندان باغ مین پہنچے وقتِ سحر ہم

ہجر مین ہین ہم موت کے خواہان زیست سے ہی بیزار دل اپنا
درد کو ہے کیا کام دوا سے داغ کو ہی کب خواہشِ مرہم

چرخ مخالف بخت ہی دارون کوئی نہین اُمید کی صورت
ہاتھ اُٹھائین خاک دعا کو بند جو پائین بابِ اثر ہم

باغ جہان مین سیر کو آئے ساتھ ہی لیکن قسمتِ بدہی
ہاتھ ہی کوتہ شاخ ہی اونچی پائین گے کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سے نکالا رنج مین ڈالا ظلم کیا غواص فلک نے
چین سے کیسے بحرِ جہان مین گوشہ نشین تھی مثلِ گہر ہم

دہر مین تھی وہ طائرِ قدسی کچھہ بھی نہ گزرا وقفہ ہستی
کھولتے ہی پرواز کی شہپر نیست ہوی مانندِ شرر ہم

دل کی صفائے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئنہ سان ہین بزمِ جہان مین ہر کہ دمسر کی دست نگر ہم

وقتِ سحر ہے شورِ سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھہ بیٹھے ہین ابتک کھولے کمر ہم

غیر ہے حالت ضعف ہے طاری ہو وہی گردش اب بھی ہماری
زار ہین مثلِ سوزنِ ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھہ پہر ہم

شوقِ شہادت لیہ ہی غالب ڈھونڈ رہی ہین کوچۂ قاتل
دور سے دیکھین اُسکو جو آتے دوڑ کے رکھدین پاؤن پہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشقِ کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئے لاغر
سبکی نظر سے ابتو ہین غائب بنگئے گویا تارِ نظر ہم

تسکر کی جا ہے شکر کی جا ہے یار امیر آیا سر بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اِسوقت کدھر ہم

ردیف نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
دو ہنستے ہین چار رو رہے ہین

دنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین مزے سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا نہ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

اربابِ کمال چل بسے سب
سو مین کہین ایک دو رہے ہین

پلکون کی جھپک دکھا کے یہ بت
دل مین نشتر چبھو رہے ہین

مجھ داغ نصیب کی لحد پر
لالے کا وہ بیج بو رہے ہین

پیری مین بھی ہم ہزار افسوس
بچپن کی نیند سو رہے ہین

دامن سے ہم اپنے داغ ہستی
آب خنجر سے دھو رہے ہین

مین جاگ رہا ہون اے شب غم
پر میرے نصیب سو رہے ہین

روئین گے ہمین رلانے والے
ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین

اے حشر مدینے مین نہ کر شور
چپ چپ سرکار سو رہے ہین

آئینے پہ بھی کڑی نگاہین
کیسہ یہ عتاب ہو رہے ہین

بھاری ہے جو موتیون کا مالا
آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین

دل چھین کے ہو گئے ہین غافل
فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین

ہے غیر کے گھر جو اُن کی دعوت
ہم جان سے ہاتھ دھو رہے ہین

صدشکر خیال ہے اُسی کا
ہم جس سے لپٹ کے سو رہے ہین

ہو جائین نہ خشک داغ کی پھول
آنسو انکو بھگو رہے ہین

پوچھے کوئی دیدہاے تر سے
کیون نام و نشان ڈبو رہے ہین

آئیگی نہ پھر کے عمر رفتہ
ہم مفت مین جان کھو رہے ہین

کیا گریۂ بے اثر سے حاصل
اس رونے پہ ہم تو رو رہے ہین

فریاد کہ ناخداے کشتی
کشتی کو مری ڈبو رہے ہین

کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف
آنسو مرے مُنہ کو دھو رہے ہین

محفل برخاست ہے پتنگے
رخصت شمعون سے ہو رہے ہین

ہے کوچ کا وقت آسمان پر
تارے کہین نام کو رہے ہین

انکی بھی نمود ہے کوئی دم
وہ بھی نہ رہین کے جو رہے ہین

قطعہ چار بیتی

دنیا کا یہ رنگ اور ہمکو — کچھ ہوش نہین ہے سو رہے ہین
ٹھہرو دمِ نزع دو گھڑی اور — دو چار نفس ہی تو رہے ہین
پھول اُن کو چڑھا چڑھا کے اغیار — کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین

زانو پہ اُسے سر کو رکھے
پہرون گزرے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون — ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون
کون مانع ہے کہ در پر ترے آ بھی نہ سکون — کیا قدم نقشِ قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون
آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین — کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون
اُنکے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین — لاگ کی آگ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون
چٹکیان لینے سے دل مین وہ کرین تو انکار — داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون
دل مرا دزدِ حنا مجھ سے چھپا کر بولا — کیا یہ جوبن ہے کسی کا کہ چرا بھی نہ سکون
مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہی اُداس — کیا دمِ بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون
وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوقِ وصال — کہ وہ روٹھے تو کسی طرح منا بھی نہ سکون
ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا — کچھ یہ مہندی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون
ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین — پر یہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون
ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے — کہ اُسے حال سناؤن تو سُنا بھی نہ سکون
کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف — وہ مجھے دل سے بھلا دین مین بھلا بھی نہ سکون
مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدہ وصل — رازِ الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون
ہائے کیا سحر ہے یہ حُسن کہ مانگین جو حسین — دل بچا بھی نہ سکون جان چرا بھی نہ سکون
ٹھکرائے تو شوق سے کر وصل مین لیکن اے دل — بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون
نقشِ ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون — خطِ تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کر دون
کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون

رعب کو ساتھ لگا لائے ہین اپنے شب وصل
کہ جو آنکھین تو خوشامد سے جٹھا بھی نہ سکون

مُنہ پہ قاضی کے مین کہدون گا کہ ہون حسن پرست
عشق کچھ کفر نہین ہے کہ جتا بھی نہ سکون

انکے پہلو مین جو لیجا کے سُلا دون دل کو
نیند ایسی اسے آئے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل ہے کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑھا بھی نہ سکون

ہائے وہ دن کہ گزر جاتی تھی شب باتون مین
اب نہ باتون مین مزا ہے نہ ملاقاتون مین

لطف کیا آئے تکلف کی ملاقاتون مین
کچھ رُکھائی کے سوا بات نہین باتون مین

آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین
اور کچھ ہو گئے تم بیٹھ کے بدذاتون مین

گھر کیا جب سے کھنچاوٹ نے ملاقاتون مین
بیٹھنا تیری رکاوٹ کا ہوا باتون مین

جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے
بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین

چار ہی دن مین وہ چُست دیکھیے کیا چل نکلا
کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین

مسجدون مین ہین یہ مرحق کے کہان ہنگامے
زنگِ توحید اچھلتا ہے خرابا تون مین

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی
لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی ان سا تون مین

دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم پھوٹی ہے
دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین

عمر رفتہ کو عبث شیخ حرم روتا ہے
ڈھونڈ لے آکے جوانی کو خرابا تون مین

یہ سمجھ کر کبھی ناصح کی بھی سُن لیتا ہون
اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین

التجا ٹوٹے ہوئے دل کی وہان ہے مقبول
درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین

انجمن ہو کہ چمن سب مین اسی کے سرمست
ایک ساقی ہے ہزارون ہی خرابا تون مین

کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا
تم رہا کرتے ہو دن رات انہین گھاتون مین

مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے
آج کی رات بھی کیا ٹالیے گا باتون مین

چار اِدھر لوٹتے ہین چار اُدھر لے ساقی
سے کھینچی یا کوئی شمشیر خرا با تون مین

داعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتے ہین
کچھ مزا ملنے لگا ہے انہین صلوا تون مین

وصل مین زلفِ سیہ نے جو کیا ہے اندھیر
یہ اندھیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی را تون مین

بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے مُنہ ظالم نے
کہ زبان کٹتی ہی انسان کی انہین با تون مین

دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفون کی لٹین
دیکھیو ون پھرتے ہین چورونکی انہین را تون مین

بُت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے امیر
اپنے اللہ سے باتین ہین سنا جا تون مین

یہ تو مین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون
تو سراپا ناز ہے مین ناز برداروں مین ہون

وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون
واہ ری قسمت کہ اسپر بھی گنہگارون مین ہون

حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محرومِ وصل
پاکدامن تو ہے مین کیونکر گنہگارون مین ہون

ناتوانی سے ہے طاقت ناز اُٹھانے کی کہان
کہہ سکون کیونکر کہ تیرے ناز برداروں مین ہون

جان پر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار
گھر کا گھر ہمارا کس کسکے پرستارون مین ہون

ہاے ری غفلت نہین ہی آج تک اتنی خبر
کون ہے مطلوب مین کسکی طلبگارون مین ہون

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھاے روزِ حشر
چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون

وہ مجھے روتا ہے مین روتا ہون اُسکی جان کو
دل مرے ماتم مین ہین دل کی عزاداروں مین ہون

صبح سے مطلب گل سے کام کیا جانون انہین
مین تمہاری سینہ چاکون مین دل افگارون مین ہون

دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین ہین سامنے
مین کبھی اسکے کبھی اسکے عزاداروں مین ہون

مین کسی قالب مین ہون خالی اُداسی ہی نہین
رنگ ہون یا بو ہون مرجھائی ہوئی ہاروں مین ہون

چھیڑو دیکھو میری میت پر جو آئے یہ کہا
تم وفاداروں مین ہو یا مین وفاداروں مین ہون

زاہد کو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیے
اُسکو شوقِ مغفرت ہی مین گنہگارون مین ہون

سطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس مین نو گرفتارون مین ہون

حالِ زار اپنا دکھا کر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی مُنہ پر یہ کہتے تھے مین دلدار و نمین ہون

بیگنا ہون مین چلا زاہد جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدھر آ مین گنہگار و نمین ہون

خال کہتا ہے دکھا کر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اس سرکار کے ادنیٰ نمکخوار و نمین ہون

اُونچے اُونچے مجرمون کی ہوگی پرسش حشر مین
کون پوچھے گا مجھے مین کون گنہگار و نمین ہون

وقتِ آرایش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتار و نمین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین اب مریضِ درد و غم
کہتے ہین عیسیٰ کہ مین بھی اُنکے بیمار و نمین ہون

بیگنا ہی کا تو دعویٰ اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگار و نمین ہون

پوچھتا ہون وجہ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِ موزون کی گرفتار و نمین ہون

آ چکا تھا رحم اُسکو سُن کے میری بیکسی
درِ ظالم بول اُٹھا مین اُسکی غمخوار و نمین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر نا سورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزار و نمین ہون

شرم و شوخی دونون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنس بے حقیقت دو خریدار و نمین ہون

پھول مین پھولون مین ہون کانٹا ہون کانٹون مین اسیر
یار مین یارون مین ہون عیار عیارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حور رین لپٹی ہین نزع مین مجھ سے
دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھ سُن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہائے کچھ وقت واپسین نہ کہین

دل ہی شے لے کے اب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

میرے تیور کے دل مین کچھ جائے
انگہ وقتِ واپسین نہ کہین
چین مردن کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تہِ زمین نہ کہین

آگ ہو جائے گا وہ شوخ اگر میں
کھینچنا آہِ آتشین نہ کہین

اس شان سے ہم آئے تری جلوہ گاہ مین
مشعل دکھائی برقِ تجلی نے راہ مین
مذہیر کر رہی ہے یہ چشمِ سیاہ مین
شوخی کو قید کیجیے نیچی نگاہ مین
کیا دخل جا سکے کوئی اس جلوہ گاہ مین
غمزہ چھری لیے ہوئے بیٹھا ہے راہ مین
خنجر کچھ اس ادا سے کھنچا قتلگاہ مین
لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ مین
توبہ بھی کچھ بھروسے کے قابل ہے زاہدو
پہنچی ہے ہم سے ٹوٹ کے اب خانقاہ مین
وہ دشمنی سے دیکھتے ہین دیکھتے تو ہین
مین شاد ہون کہ ہون تو کسی کی نگاہ مین
گھر سے مرے بلائے شبِ غم گئی کہان
بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روزِ سیاہ مین
ہم مست مے بھی پیتے ہین تو کانپتے ہوئے
توبہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ مین
قالب مین دل ہے دل مین ہی وہ قدردانِ دل
یوسف گرا ہے لیکے زلیخا کو چاہ مین
افتادگی مین بھی مجھے معراج ہے نصیب
ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ مین
پھونکا اِدھر عدو کو اُدھر آسمان کو
دو ظالمون کی لی ہے خبر ایک آہ مین
وہ دیکھتے ہین خونِ تمنا جما کے آنکھ
مہندی لگائی جاتی ہے پائے نگاہ مین
اہلِ نظر کو وسعتِ امکان بہت ہے تنگ
گردون نہین گرہ ہے یہ نازِ نگاہ مین
جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے آفتاب
ڈرتا ہون جذبِ شیخ کا سن سن کے غلغلہ
آنکھ اپنی فتنہ ہائے قیامت پہ کیا پڑی
جس کے یہ فتنے ہین وہ ہے اپنی نگاہ مین
دل مین صمد صمد ہو زبان پر صنم صنم
حسنِ عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ مین

بیتابیان جو مانگیں تو دیوانہ تو ہمیں
اے صبر اب ہم آئے ہیں تیری پناہ میں

اٹھتا نہیں ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑ کے لے مجکو راہ میں

قدرت خدا کی ہے کہ ملیں خاک میں تو ہم
اور سر منہ گھر کرے تری چشم سیاہ میں

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر امیر
سو بوتلوں کا نشہ ہے اس واہ واہ میں

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ میں
بس بس گیا ہوں دب کے میں گرد نگاہ میں

ہے اس غضب کی آگ دل داد خواہ میں
اف کر کے بھاگے آئے جو تاثیر آہ میں

دل ہے سیاہ و نالۂ بیتاب واہ میں
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ میں

آفت کی شوخیاں ہیں تمہاری نگاہ میں
محشر کے فتنے کھیلتے ہیں جاہ و گاہ میں

بھاگا خیال یار یہ کہکر شب فراق
دشمن مرے شریک ہوں حال تباہ میں

محشر خرام تم جو نہیں ہو تو کون ہے
فتنوں کے پھر رہے کسنے بٹھائے ہیں راہ میں

تیرے جلال میں بھی مزہ ہے جمال کا
چشم کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ میں

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ میں یوسف ہوں چاہ میں

افتادگی میں بال برابر نہیں ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ میں

تیری نکیلی پلکوں سے اللہ کی پناہ
کیا دل میں پیر جاتی ہیں چبھ کر نگاہ میں

قالب کو بھی قیام نہیں روح کی طرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ میں

مانند شمع تاج ہی سے ہے بقائے شاہ
ہے اس کلاہ پوش کی جان اس کلاہ میں

ہم ہیں سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہیں تو سایۂ ابر سیاہ میں

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہاں
آئے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ میں

غمزے کا بانکپن صف مژگان میں دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ میں

اللہ رے رشک جمع نہیں ہوتا دو حسین
روز ازل سے پھوٹ ہے خورشید و ماہ میں

آنسو ہمارے دیکھ کے خوش ہو رہے ہین وہ
یا زیب موتیون کی ہے پائے نگاہ مین

اے تیغ ناز ہاتھ جو تو نے اٹھا لیا
لیتا نہین کوئی مجھے اپنی پناہ مین

چشم سیہ کے عشق مین یاد مژہ جو کی
ماتم کی صف بچھی مرے روز سیاہ مین

قاصد کو اُس نے قتل کیا نامہ دیکھ کر
مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین

آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا
یوسف مرا ابھر نہ سکا گر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس اہ ون نہین ہے کوئی میری غمگسار و نمین
فقط اک دل ہے تو وہ بھی تمہاری جان نثار و نمین

توسے کی بوند بدلی ہی نہین ان دنون کہ بار و نمین
شرار مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرار و نمین

کہو زاہد پیے مے رنگ نو برسات کا دیکھے
تماشا اودی اودی بدلیان ہین سبزہ زار و نمین

حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزار و نمین

نگاہ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی
وہ دشمن جان کی ہین تھی جو آگے جان نثار و نمین

اڑا پارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی
ہمین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرار و نمین

شب وصلت تمہاری شرم سے کس کس کو شرم آئی
لجا لو بن کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہار و نمین

فرشتون سے کہو اتنی قیامت مین خبر رکھین
کہین چھپ چھپ کے زاہد نجائین یا وہ خوار و نمین

جدا ہے دخت رز کا نام ہر صحبت مین اے ساقی
پری ہے میکشون مین حور ہے پر ہیزگار و نمین

بہت تھے جلوہ گاہ یار مین دیدار کے طالب
کلیم اللہ آگے بڑھ گئے امیدوار و نمین

ہوئے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بٹایہ خون ناحق چلو چلو گلعذار و نمین

خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہو اپنی
بظاہر تربت بنے بیٹھے ہین ہم ہر چند یار و نمین

سو گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتے کی تربت کونسی ہے ان مزار و نمین

ترا ابھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین ناری ہنسی کے پھول ہار و نمین

قبا کے بند کھولو پردہ الٹو کچھ ہنسو بولو
جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کے یارون مین

ادھر بھی اک نگاہِ ناز اپنے حسن کا صدقہ
کہ روزِ حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

امیران سے نہ بچتی دخترِ رز آنکھون مین پی جائے
جوانی کا گزرنا شاید نہین پرہیزگارون مین

چلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی ہے یارون مین
دلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خوارون مین

بہار آئی لنڈھائی خم کے خم ہم بادہ خوارون مین
کہو توبہ سے چندے جا رہے پرہیزگارون مین

رہے ہم زخمیون کی قبر پر یارب کوئی روزن
مرے مر کر بھی اٹھین چاندنی آئے مزارون مین

بہار آئی گھٹا چھائی کھلے بوتل چلے ساغر
نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین

شبِ فرقت کمٹ کر میرے گھر مین آ رہی شاید
سیاہی جسقدر تھی گبر و ترسا کے مزارون مین

اٹھے پرزے میری دلکے خوش چشمون کی بیون بلکر
تبرک جیسے ہو دستارِ قاضی بادہ خوارون مین

ہماری کشتی مے جا لگی جنت مین کوثر پر
ہوائے بادہ خواری لے اڑی پرہیزگارون مین

جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین

یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے
مرے پھولون کی چرچے ہو رہی ہین گلعذارون مین

نہ نکلے آرزوے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو
یہی سن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین

بہار آتے ہی کھولا منہ جنون نے کیا در رحمت
قدح لٹتے ہین بیلا بٹ رہا ہی لالہ زارون مین

ادھر دل لوٹتا ہے اسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارون مین

اسی کا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ
ہمارا خونِ ناحق رنگ لایا گلعذارون مین

نظر ہے آستینہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے درِ دولت پہ ہین امیدوارون مین

عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرے ناز کے کشتے
کہ حورین دنکو پریان شب کو آتی ہین مزارون مین

دو رنگیت یہ ہے وسواس انکو بدگمانی سے
کسی کی روح مثلِ بو نہو پھولون کے ہارون مین

کھلائے گل یہ ساقی زاہدون کی رو سیاہی نے
انہین کی داغ یہ پھیلے ہوے ہین لالہ زارون مین

تنگوفہ کوئی پھولے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہیں ہے بیٹھنا ان گلعذاروں میں

اُٹھ بیٹھ دامن سے میں وہ خار نہیں
وہ پھول ہوں جو کسی کے گلے کا ہار نہیں

کسی شہید کا ہے رنگِ خون ہمار نہیں
کسی لحد پہ چراغاں ہیں لالہ زار نہیں

نصیب دولتِ دنیا جو ہو تو اور جلوں
شرارہ ہے مجھے یاقوت آبدار نہیں

نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی اُلفت کا
زمین شور سزاوارِ لالہ زار نہیں

ہماری خاک بھی کرتی تھی کایت اُس بُت کی
خدا کا شکر ہے گویا لبِ مزار نہیں

زمینِ شعر میں ہم دفن ہوں تو بہتر ہے
یہاں سوالِ ملائک نہیں فشار نہیں

امیر وصل میں اُس شوخ نے تلوّن سے
ہزار بار کہی ہاں ہزار بار نہیں

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہیں
ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہیں

غم سے چھوٹوں تو میں کچھ عیش کا سامان کروں
اتنی اس عکدۂ دہر میں فرصت ہی نہیں

اب کس امید پہ ہم یار کا در بار کریں
پیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہیں

طلبِ جام عبث کرتے ہو منہ پھوڑ کے تم
میکشو آنکھ میں ساقی کی مروت ہی نہیں

دھوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین
کون روکے گا انھیں گھر میں مری چھت ہی نہیں

ہاتھ میں شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام
اُن سے اُلفت ہی تھیں جن میں محبت ہی نہیں

دین کی فکر کروں ہائے میں کس وقت امیر
کبھی دنیا کے بکھیڑوں سے فراغت ہی نہیں

مثل تارِ نظر نظر میں نہیں
اس طرح گھر میں ہوں کہ گھر میں نہیں

جلوہ خالق کا کس بشر میں نہیں
غیرِ عکسِ آئینے کے گھر میں نہیں

ہوش تک رازِ بیخودی میں ہیں گم
کوئی ساتھی مرا سفر میں نہیں

ورقِ گل کو لے اُڑی ہے نسیم — خطِ مرا دستِ نامہ بر میں نہیں
دیکھ لی آج آنکھ اُس گل کی — اب تو نرگس بھی کچھ نظر میں نہیں
عجز بندوں کا کیوں پسند نہو — کہ یہی تو خدا کے گھر میں نہیں
کسکے سر مار ہے یہ بارِ سفر — راہزن کوئی رہگزر میں نہیں
دیکھئے تو اسی میں ہے سب کچھ — کون کہتا ہے کچھ بشر میں نہیں
اس قدر بھر گیا ہے داغوں سے — کہ جگہ درد کی جگر میں نہیں
دیکھ کر اُن کو سب یہ کہتے ہیں — کیا پری میں ہے جو بشر میں نہیں
سارے عالم کے داغ بھر لیتا — کیا کروں میں جگہ جگر میں نہیں
قربِ منعم میں پیچ و تاب کہاں — کہ گرہ رشتۂ گہر میں نہیں
کون لیجائے نامہ قاتل تک — خوف سے جان نامہ بر میں نہیں
رہزنِ راہِ عشق ہوں جز درد — کوئی توشہ مری کمر میں نہیں
ہو سکے خاک میہمانیِ غم — ایک قطرہ لہو جگر میں نہیں
کیجیے تر زبانِ نشتر کو — خون اتنا بھی اب جگر میں نہیں
مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے — کونسی شے خدا کے گھر میں نہیں
رشتۂ کہکشاں میں بجلی ہے — تیغ اُس ترک کی کمر میں نہیں

عیش کا نام ہی سُنا ہے امیر
ڈھونڈھا مارا جہان بھر میں نہیں

غضب کی آنکھ سے یہ کجکلاہ دیکھتے ہیں — کہ عاشق آنکھ سے پہلے نگاہ دیکھتے ہیں
بُت اِس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہیں — کہ ٹوٹ جاتے ہیں جو وہ نگاہ دیکھتے ہیں
کھڑے ہیں ہاتھ میں ساغر لیے چمن میں جو گل — یہ کسکی نرگسی آنکھوں کی راہ دیکھتے ہیں
چلو بھی گورِ غریبان میں ہو چکے غم سے — شہیدِ نازِ قیامت کی راہ دیکھتے ہیں

اب آپ ہین مجھے آنے دے بیخودی للہ
وہ دیر سے مری منزل مین راہ دیکھتے ہین

سفر مین اہلِ وطن یاد آتے ہین ہمکو
کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے ہین

وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ ہین ہو
ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین

وہ اس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر
کہ جیسے سوے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانبِ میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتیِ مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین
ہاے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجراں مین نہین

میرے پہلو مین نہ دل ہے نہ تری مٹھی مین
پھر ہوا کیا جو تری زلفِ پریشان مین نہین

بیکسی دیر سے چلاتی ہے دے کون جواب
کہدے عبرت ہی کوئی گورِ غریباں مین نہین

ہے حیاتِ ابدی دونون مین لیکن اے خضر
آبِ خنجر کا مزہ چشمۂ حیواں مین نہین

غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گزرتی ہے بہار
مسکرانے کی فرصت بھی گلستاں مین نہین

بڑھکے بجلی سے تڑپ مین بھی پر کیا حاصل
شوخیِ جنبشِ مژگانِ تو رگ جاں مین نہین

اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے
کانٹے اُن پھولون سے اچھے جو گریباں مین نہین

پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا
رنگ پھولون مین نہین پھول گلستاں مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آئے ہین امیر
ایک توبہ ہے کہ وہ صحبتِ رندان مین نہین

دھوم ہے چرخِ برین کی کس قدر افواہ مین
ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین

جوشِ وحشت نے دکھایا اسمِ اعظم کا اثر
سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین

بے نیازی اُس طرف ہے اس طرف بالکل نیاز
حدِ فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین

حکمِ رب سے جب ملا اسبابِ راحت خلق کو
تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین

تتمع کی مانند مٹے کی راہِ ہستی اسطرح
پائمال اپنے ہوئے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

تیرے زخمی کے جو کام آیا یہ پایا مرتبہ
مور کے پرنے جگہ پائی کلام اللہ مین

کہتے ہین وہ کیا چلین ہم خارِ مژگان چبھ نہ جائین
آنکھین جب عاشق بچھا دیتے ہین انکی راہ مین

جب چلے ہم منزلِ الفت مین مثلِ اشک میر
ہر قدم پر لغزش پانے گرا یا راہ مین

کلیان یہ سُرخ سُرخ نہین لالہ زار مین
مہندی لگی ہے دستِ عروسِ بہار مین

لوٹین گے اب کے سال مزے ہم بہار مین
مشک و نمک بھرین گے دلِ داغدار مین

جو آبلہ ہے اپنے دلِ داغدار مین
گنبد کسی شہید کا ہے لالہ زار مین

اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُسکی شکل
مُنہ دیکھتا ہون آئنہ روئے یار مین

آئینہ دیکھ دیکھ کے اُس نے بنائی زلف
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار مین

آئے وے آپ مین مجھے اکدم تو بیخودی
بیٹھے ہین کب سے لوگ مرے انتظار مین

گردِ نگاہِ یار سے دل ہے مرا تباہ
رہرو کو سوجھتی نہین منزل غبار مین

آئے گا کون اِدھر کا تصدق کیواسطے
موتی ہین اشک دامنِ شمعِ مزار مین

بدلی ہے رُت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
کیا کیا بھرے ہین گال گلون کے بہار مین

جو شوخ طبع ہین وہ چمکتے نہین کہین
بجلی کٹار کھینچ کے آئی ہزار مین

کس پردے مین کدورتِ دل کا اشارہ ہے
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خطِ غبار مین

جالی کے پردے مین رُخِ گلگون نہین ترا
ہین جالیان نقابِ عروسِ بہار مین

کس گل کا سوے گورِ غریبان گزر ہوا
پھولے نہین سماتے ہین مُردے مزار مین

کیا بے ثبات باغ تھا گل ہو گئے ہوا
جب تک کروں مین چاک گریبان بہار مین

دنیا ہی مین جوابات نہین پوچھتا کوئی
روزِ حساب آئین گے ہم کس شمار مین

جی لوٹ ہے تڑپنے پر اب تک مگر اے میر
اب جان ہی نہین ہے دلِ بیقرار مین

شرم آتی ہے کہ یار کو مین بیوفا کہون
اچھا کہا ہے جسکو اُسے کیا بُرا کہون

ہر بار اُسکی تیغ کے کھینچنے کو کیا کہون
اُس شوخ کی ادا کہ مین اپنی قضا کہون

کیونکر بیان کرون جو مزہ خامشی مین ہے
کہنے کی ہو نہ بات تو مین اُسکو کیا کہون

ممکن نہین ہے عمر دو روزہ مین وصفِ زلف
تھوڑی سی شب دراز فسانہ ہے کیا کہون

مین قصہ گو نہین کہ کہے جاؤن داستان
دل سے جو تُو سُنے تو کچھ اے دلربا کہون

مجھ سے تو ایک نے بھی نباہی نہ دوستی
جُز آشنا کسے کہے نا آشنا کہون

یہ کہہ کے وہ چلے گئے ہم کل پھر آئین گے
آج اُن سے کچھ بھی کہہ نہ سکا ہائے کیا کہون

وہ خوش رہین مجھے حق و باطل سے کام کیا
بیجا بھی وہ کہین تو مین اُسکو بجا کہون

دونون طرف تھا ایک سا عالم وصال کا
اپنا کہون لحاظ کہ اُسکی حیا کہون

ایسا ہون عشقِ عارض و گیسو مین بیحواس
بجلی چمک کے آئے تو اُسکو گھٹا کہون

وہ خوب جانتا ہے جو ہے میری آرزو
مُنہ سے امیر کچھ نہ مین وقتِ دعا کہون

لچک ہے شاخون مین جنبش ہوا سے پھولون مین
بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولون مین

وہ گلعذار کہ تلتے تھے روز پھولون مین
اُنھین کی خاک شریک آج ہے بگولون مین

رقیب ساتھ ہے اُن کے یہ خوف ہے ہمکو
کوئی شگوفہ نہ چھوڑے ہمارے پھولون مین

نظر جو آئے ترے بال بال مین موتی
گمان ہوا کہ حسین جھولتے ہین جھولون مین

محمدِ عربی سا کہان ہے کوئی امیر
خدا کے فضل سے سرتاج ہین رسولون مین

کیا عارف مجھے پیرِ مغان نے اِک پیالے مین
کرامت یہ نہین دیکھی کسی اللہ والے مین

نئی شاید نکلوائی ہے اُسنے گوجہ بالے مین
کھٹک ہر روز سی بڑھکر ہی میرے دل کے چھالے مین

لگاؤن مُنہ نہ پھر یارب مین واعظ کے سر مارون
جو لائے حور بھی بھر کر مئے کوثر پیالے مین

مزے جتنے تھے باغِ دہر مین سب چن لئے دل نے
نہ ایسا زخم ہے گل مین نہ ایسا داغ لالے مین

خطِ اُس عارض کا جب سے چھپ گیا ہی میری نظرون سے
نگہ یون آنکھ مین چبھتی ہے کانٹا جیسے چھالے مین

یہی ہے شرم تو وہ آچکے آغوش مین میرے
جھکا لیتے ہین آنکھین چاند ہوتا ہے جو ہالے مین

ہزارون خار پیاسے وادیِ اُلفت مین ہین یارب
پلاؤن کسکو کسکو بوند بھر پانی ہے چھالے مین

اِدھر بھی اک نگاہِ لطف خُم کی خیر اے ساقی
ہمین بھی ایک چُلّو مے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گزری یار آئے یا اجل آئے
خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین

چمن سے خانۂ صیاد تک زندہ نہ پہنچون گا
کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہے لالے مین

امیر اُس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پرو کر پھول جوہی کے وہ بالی مین

پستیِ بخت سے یہ خاک برابر مین ہون
سایہ بستر نہین سائی کا بھی بستر مین ہون

زینتِ گوشِ حسینان ہون وہ گوہر مین ہون
جامہ زیبون ہی کا زیور ہون اگر زر مین ہون

کوئی کہتا ہے بُرا کوئی بھلا کہتا ہے
بختِ منعم ہون کہ مفلس کا مقدر مین ہون

گر کے رُتبے سے بھی نظرون سے کسیکی نہ گرون
ظلِ سلطان ہون اگر خاک برابر مین ہون

سب ہین حیرت مین نہین کوئی شناسا میرا
مقتلِ دہر مین گویا تنِ بے سر مین ہون

لوگ ہر شہر سے آتے ہین زیارت کے لیے
ناتوانی سے مگر موئے پیمبر مین ہون

رنج ہوتا جو کوئی میرے برابر ہوتا
شکر کرتا ہون کہ ہر ایک سے کمتر مین ہون

سایہ پروردۂ توحید ہے عزلت میری
پردہ اُٹھ جاے اگر حجلے سے باہر مین ہون

نہین وحدت کے سوا رنگِ دوئی مجکو پسند
بیت کونین مین مصراع مکرر مین ہون

دے صدا دل جو مرا ہو مرے سینے مین دونیم
کہ تشنگافِ قلمِ قدرتِ داور مین ہون

بوسہ لینے کا نہ مجرم نہ گنہگارِ وصال
پھر سزاوارِ سزاوارے مقدر مین ہون

بیخودی مین بھی مری رنگ ہے نیرنگی کا
کبھی صہبا کبھی مینا کبھی ساغر مین ہون

مین کہان ربطِ گل و لالہ کہان مثلِ نسیم
اور گلزارِ جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑ جائے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھ
اس عنایت کا مزا وارِ ستمگر مین ہون

آبروِ اشک کی مانند جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچونگا وہ گوہر مین ہون

جلوۂ حسن یہ اُس شوخ کا کہتا ہے امیر
بزم مین شمع ہون گلشن مین گل تر مین ہون

دلِ جدا مال جدا جان جدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو میرے تلوار
اپنی چالین اُسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دمبدم ہے یہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتۂ شمشیرِ ادا لیتے ہین

مجلسِ وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دخترِ رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

درد آگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُلٹو تو حقیقت کھلجائے
دُون کی شمس و قمر صبح و مسا لیتے ہین

جی اکیلے شبِ فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دھیان مین لاکے ترا سلسلۂ زلفِ دراز
ہم شبِ ہجر کو کچھ اور بڑھا لیتے ہین

خانۂ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مُردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغِ قاتل رہے آباد کہ کشتے اُس کے
دہنِ زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہو ہی رہتا ہے کسی بُت کا نظارہ تا شام
صبح کو اُٹھ کے جو ہم نامِ خدا لیتے ہین

تم تو انسان ہو آدمی نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریونکو لگا لیتے ہین

عیدِ قربان کی حقیقت مین انہین کو ہے خوشی
تیغِ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جا چکا قافلۂ ملکِ عدم دور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب

دیر مین شیخ کو کعبے سے بُلا لیتے ہین
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

چھوتے ہین مصحفِ رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اٹھاتے ہین عبث ہمکو حضور
چپکے بیٹھے ہین آگ آپکا کیا لیتے ہین

بت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخِ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین امیر
کبھی انگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اسکی صبح نہین ہے تو اسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کر کے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین تشکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمال تواضع وہان کمال غرور
ادھر ہین سجدے پہ سجدے اُدھر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے درباری
کسی امیر کا مجرا نہین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا ہے جسنے کہ حاتم کو اُس کا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رخ سے کبھی نقاب اُلٹو
تو ہنسکے بولے کہ منظورِ تستلِ عام نہین

یہ داغ کیون ہے رخِ ماہتاب پر اے چرخ
جو میرے یار کا بھاگا ہوا غلام نہین

کریم جان کے تجکو خطا کین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو میکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زلف کی کالی ناگن
واہ کیا حسن فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
کنڈلی مارے ہوے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑھے زلف کی جانب تو کہا
دیکھنا نازک ہے بہت نازونکی پالی ناگن

یا دِ گیسو مین مرے داغِ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

اپنے دیوانون سے پریون کی طرح اڑتی ہے
ناگنون مین ہے یہ دنیا بھی نرالی ناگن

آگیا پیار تری زلف کے دھوکے مین مجھے
جب نظر آگئی بے خوف اٹھالی ناگن

عشقِ گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین
جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین

قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میز پر
روغن کی جا ہے خونِ کبوتر چراغ مین

بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیاے بزم
گویا ہے برّشِ دمِ خنجر چراغ مین

لالے مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم
جلوہ تمہارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین

عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم
پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین

کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز سے ہے ساز
پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین

زائل شباب ہو تو کہان حسن مین نمک
روغن نہو تو نور ہو کیون کر چراغ مین

ہے جلوہ گاہ یار چمن ہو کہ بزم ہو
ہر پھول مین وہ بو ہے ضیا ہر چراغ مین

پروانے ایسے نشۂ اُلفت سے ہین جو مست
کیا مے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین

دل عاشقون کے کیون نہون قربانِ روے یار
پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین

اے دل وہ میز رانش آتا ہے بزم مین
روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین

ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے
ہو ہر فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعل شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین
ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدّ نظر نہین

آہِ شرر فشان مین ہماری اثر نہین
پھولا ہوا درخت ہے لیکن ثمر نہین

ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے
میری خبر کہان اُنہین اپنی خبر نہین

ہم بیقرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تمھین کچھ خبر نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پر ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اُٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ میرے درد دل کی چمک ہی سحر نہین

شیخ حرم حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسی کی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل دلوطنی کی زباندانی کیا
ہم تو دونون کو اُڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑھین آپ نماز
کہ چھری بن کے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دامن کے اُڑینگے پرزے
کھنچگئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر باڑھ جو رکھوائی ہے قاتل نے امیر
عید قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑ گئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

بجلیان بھر دی ہین میرے نالۂ و فریاد مین
بشو خیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین

رہگئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین
بال و پر اپنے کہان اس گلشنِ ایجاد مین

یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین
ہوگئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین

ہائے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین
دیکھ کر تصویر شیرین نے یہ حسرت سے کہا

زاہد و بت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین
دیر مین غافل نہین اُس صنم بھی ایک دم

ایسی آندھی آئے یارب خانۂ صیاد مین
پر مرے ٹوٹے ہوے اُڑجائین سب کے چمن

سُن کے حال دل ہمارا کیا کسیکا دل دُکھے
جل گیا ہے سوزشِ دل سے اثر فریاد مین

چوکھٹا بنوانے کی مطلق نہین ہے احتیاج
آپ کی تصویر کا گھر ہے دلِ بہزاد مین

بلبلو خوشیان کر آئی ہے گھر بیٹھے مراد
پھول والون کا ہے میلا کوچۂ صیاد مین

جرم کیا نکلا انا الحق کر لبِ منصور سے
تھی اُسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

واے قسمت کنگھی قیدِ قفس مین اپنی عمر
نکلے بھی گر بھی گئے پر خانۂ صیاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسمِ زار
خون کیا لکھتے فرشتے نامۂ جلاد مین

ہیچ مدان اس قدر تڑپا نہ مجکو زیرِ تیغ
دیکھ ظالم دل نہ اُچھلے سینۂ جلاد مین

اپنے اپنے ہین نصیب اے ہمصفیران چمن
پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوِ صیاد مین

بلبلین بھی آئین گی جلنے کو پروانون کے ساتھ
روغنِ گل ہے چراغِ خانۂ صیاد مین

ایک دن برباد ہوگا تند بادِ مرگ سے
جلتی ہین اس غم سے شمعین خانۂ آباد مین

فی الحقیقت دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر
ہم ہین اُن کی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بوے گل چمن مین ڈھونڈتے ہین
مسافر کو وطن مین ڈھونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہِ نیستی ہم
کمر مین یاد ہن مین ڈھونڈتے ہین

مین زار ایسا بڑے نادان ہین فصّاد
لہو میرے بدن مین ڈھونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے پانی
ترے چاہِ ذقن مین ڈھونڈتے ہین

بتاتا ہے ہین یوسف کا وہی لوگ
جو اپنے پیرہن مین ڈھونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل
فرشتے آکے رن مین ڈھونڈتے ہین

رہین اے باغبان غنچون سے کیا کام
ہم اپنا دل چمن مین ڈھونڈتے ہین

امیر اہلِ حسد کب ہین ہنر مین
عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین

فرق بعدِ مرگ کچھ دلکی جلن مین کیون نہین
چین یارب سایۂ ابرِ کفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوشِ بدن مین کیون نہین
یا خدا اخلاص اس دولھا دلھن مین کیون نہین

مرگیا جب مین تو کس پردی مین اُس بُت نے کہا
آج وہ کل کی ہی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑ گئین روحین شہادت گاہِ اُلفت سے کہان
آشیانے ان غریبونکے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولھا بناتی ہے اُنہین اے تیغِ ناز
بدّھیان زخمون کی کشتون کی بدنین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوزا کو آتا ہے خیال
ہائے یہ بھی چاک میرے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گورمین
کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدنمین کیون نہین

صورتین ظاہر ہین صورت آفرین پوشیدہ ہے
انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کسکے دلِ پرداغ کا اے گلبدن
وہ بہارافشان کی زلفِ پرشکن مین کیون نہین

ہاتھ ہین تیرے تو دینے کو ہزارون اے کریم
سیکڑون دامن ہماری پیرہن مین کیون نہین

جامہ زیبودہ نمایش بعدِ مُردن کیا ہوئی
پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ
پھر جو خلوت مین مزہ ہے انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو راتدن
میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لوٹتی ہے ساری دنیا بزمِ جانان کے مزے
میرا حصہ اس بھلی پھولے چمن مین کیون نہین

اس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین امیر
ہو اگر فرصت تو گنجائش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کی یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہون مین

غریب چاہنے والون مین تیری یار ہون مین
دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو
مرا قصور ہے جھوٹا اُمیدوار ہون مین

پڑا ہے دستِ اجل مجھپہ لاکھ بار مگر
نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

کچھ آج مین نے نئی پی ہے حضرتِ واعظ
ازل کا مست پرانا شراب خوار ہون مین

نگاہِ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ
خبر نہین تجھے کس کا گناہگار ہون مین

زمینِ قصرِ سلاطین سے آرہی ہے صدا
کہ آج منزلِ عشرت ہون کل مزار ہون مین

پھر اُسکی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے
گنا ہگار یہ کہدے گنا ہگار ہون مین

جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے
پکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین

وہ کشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری
زمین پکار اُٹھی قابلِ مزار ہون مین

حضورِ وصل کی حسرت ازل سے ہے مجکو
خیال کیجیے کب سے اُمیدوار ہون مین

خبر نہین اُسے روتا ہون حال پر جس کے
اُداس صورتِ شمع سرِ مزار ہون مین

شبِ فراق مری جان دل سے کہتی ہے
تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین

بلائین لیتی ہے پھر پھر کے گرد نو میدی
یہ کس کے در پر الٰہی اُمیدوار ہون مین

وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری
قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین

پکارتا ہے یہ ہو باف اُسکی چوٹی کا
کہ سب سے پیچھے ہون پر چوٹی کا شنگار ہون مین

بڑے مزے سے گزرتی ہے بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہوا شکبار ہون مین
کسی کے دل مین اُٹھے درد بیقرار ہون مین

گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جان پر مجھ سے
کہ وقت آخر آیامِ روزگار ہون مین

کسی کا دل نہین دکھتا مرنے تڑپنے پر
سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین

پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پس مرگ
سرِ مزار مرا دل تہِ مزار ہون مین

شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہے عیان
شرارِ سنگ لحد ہون اگر شرار ہون مین

نہ محتسب کا تجھے خوف ہے نہ ساقی کا
گدائے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین

فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو
تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین

وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون
عزیزگین نہون بے فصل کی بہار ہون مین

کفن کا پاس نہ مجکو مزار کا ہے لحاظ
برا طپش کا ہو دونون سے شرمسار ہون مین

کسی سے کھوٹ نہین میری دل مین دوست تو کیا
عدو بھی یار بنا ہے مجھے تو یار ہون مین

شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا
شریکِ قسمتِ گیسوے تابدار ہون مین

شراب غیب سے میرے لیے اترتی ہے
خدا کے گھر مین ہی حرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگے نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جسکا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین
غمزہ چھری لیے ہے وہ چین جبین نہین

خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین
کیا سیر ہے وہان کہ ہین ہین ہمین نہین

مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حسن
تکیہ بنے فقیر کا یہ روے زمین نہین

کیا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر
افشان چنی ہوئی یہ کسی کی جبین نہین

سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ
جو آئے چھک کے جاے کسی کی نہین نہین

حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ
دشمن مری کوئی نگہِ واپسین نہین

کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون
مین نازنین ہون دل تو مرا نازنین نہین

عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہی روزِ وصل
چھو جاے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین

غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دھوپ چھاؤن
مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین

روتا ہے دردِ عشق مین اُس دلنواز کے
کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین

بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز
اس وقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین

پیکانِ تیرِ یار سے کہتی ہین حسرتین
تو دلنواز تو ہے مگر دل نشین نہین

نزدیک جاکے انکو جو دیکھا تو بول اُٹھے
چل دور ہو نگاہ تری دوربین نہین

دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گزر
اے آہ ہوشیار یہ عرشِ برین نہین

ہون مستِ شوق وہ تو کہون اُن سے چھیڑ کر
کیون میری جان اب نہین کہتی نہین نہین

شبو کا پھول دیکھ کے بولا وہ جامہ زیب
واہ ایک آستین تو ہے ایک آستین نہیں

جس بے نشان کو ڈھونڈتے ہیں ہم جہان میں
کہتا ہے دل کہ تجھ میں نہیں تو کہیں نہیں

بولے جو عذرِ ضعف سے اُن کو طلب کیا
کیا آپ ناتوان ہیں تو میں نازنین نہیں

یہ پچھلا کلام بھی ہے جو اس میں شریک میر
دیوان میں اب کا رنگ کہیں ہے کہیں نہیں

مشتاقِ وصل کون ترا نازنین نہیں
کرتی پھنسی کہ لپٹی ہوئی آستین نہیں

شکوہ جفا کا تم سے کچھ اے نازنین نہیں
ایسے ہی تم میں ہوتے ہیں سب تھیں نہیں

عالم سے اُن کی انجمنِ ناز ہے الگ
چھت جسکی آسمان ہے یہ وہ زمین نہیں

گزرا ہوا زمانہ پھر آتا نہیں کبھی
وہ کونسا ہے دم جو دمِ واپسیں نہیں

بوسہ لپٹ کے لے ہی لیا ہم نے بزم میں
ہاں ہاں سُنی کسی کی نہ اُن کی نہیں نہیں

نقشِ سجود سے درِ دلدار ہے چمن
اک پھول اسی چمن کا ہو داغِ جبیں نہیں

دیکھے تجھے زمانہ مجھے دیکھتا ہے کیا
اے جان ناتوان ہوں میں نازنین نہیں

مقتل میں ہاتھ اُٹھاتے وہ شرمائے جاتے ہیں
نکلی ہوئی تو دیکھو کہیں آستین نہیں

غش میں پڑے ہیں جلوہ گہِ ناز میں کلیم
تحسین نہیں سپاس نہیں آفرین نہیں

کہتے ہیں بیوفائی کا رونا نہ رو یہاں
سارے جہان میں ہے یہی کچھ یہیں نہیں

تڑپا رہا ہے اٹھکے مرے دل کو دردِ عشق
تجھ سے ملا ہوا تو مرا ہمنشیں نہیں

گھبراتے کیوں ہو دم مری آنکھوں میں ہے ابھی
پھیرو نہ آنکھ یہ نگہِ واپسیں نہیں

اللہ رے ناز دیکھکے کہتے ہیں آئنہ
ہم نازنین نہیں تو کوئی نازنین نہیں

کہتے ہیں سنگِ در پہ مرے سجدے تا کجا
کچھ زیرِ مشق یہ پئے خطِ جبیں نہیں

اک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار
خیر آج تیری اے فلکِ ہفتمیں نہیں

نسبت ہی ایک عاشق و معشوق سے اسے
نازآفرین ہے کیا وہ نیازآفرین نہیں

شادی کی انجمن مین بھی روتا ہون مثلِ شمع
مجھسا جہان مین کوئی اندوھگین نہین ؂

سے
چوکھٹ سے تیری سر نہ ہٹے گا امیر کا
سجدے سے گر کے اُٹھے یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دخترِ زرسا حسین نہین
شیشے مین اک پری ہے مے آتشین نہین

وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین
اور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین

یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تھا اُن کی بزم مین
یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین

اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا
بیدرد تیرے دل پہ یہ چھرےان چلین نہین

ایسا ہی جوش گریہ ہے تو ہجرِ یار مین
یا ہم نہین زمین پہ یا یہ زمین نہین

پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان
یہ بجلیان ابھی کسی دل پر گرین نہین

تو قابلِ سجود ہے اے میرے بے نیاز
پر قابلِ سجود کسی کی جبین نہین

فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس
ہم اُن کی توبہ توڑنے کو نازنین نہین

شوخی کا ہاتھ اُٹھکے پکڑ لے شبِ وصال
اتنی بھی کام کی نگہِ شرمگین نہین

اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ
پہلی نظر ہے یہ نگہِ واپسین نہین

تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین
اس بوجھ اُٹھانے کے لیے تم نازنین نہین

رویا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ
آنسو کسی کے پوچھے یہ وہ آستین نہین

رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہونگا مین
بندون مین تیرے کیا مین جہان آفرین نہین

آنسو سے آشنا نہین شمعِ مزار بھی
اب کوئی میرے حال پر اندوھگین نہین

دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑہین
ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

سے
واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو ان بزرگ کی تم نے سنین نہین

یاد قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین
بنگئین طائرِ مذبوح کی شہپر پلکین

کھینچتی ہین دلِ بیمار پہ خنجر پلکین
ناتوان پاکے چڑہا لاتی ہین لشکر پلکین

مویسے اس سے ہے انسان کی شرافت ثابت
مردمک آنکھ مین ہے آنکھ کے باہر پلکین

گور مین بھی خلشِ خارِ محبت ہے وہی
آج تک دل مین کھٹکتی ہین برابر پلکین

نرگسی آنکھین دکھاتے نہین یہ لالہ عذار
کھینچتے ہین مجھے کانٹون مین دکھاکر پلکین

اخرِ سوزِ محبت نے دکھایا اعجاز
یہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئین تر پلکین

اہلِ بینش کو بہت سیرِ جہان خوب نہین
مردمِ چشم سے کہتی ہین یہ جھک کر پلکین

قتلِ عشاق سے باز آنیکی کھاتی ہین قسم
طاقِ ابرو کی طرف ہاتھ اٹھاکر پلکین

چشمِ بد دور رہے کیا ظلم کی رسی بھی دراز
صاف بڑہکر ہوئین گیسو کے برابر پلکین

چشمِ مخمور سے ٹوٹے کہین انکا بھی خمار
ہین اذیت کشِ خمیازہ برابر پلکین

عیبِ بینون کا نہین ہے سببِ کلفتِ دل
لاکھ اڑے گردِ نظر ہون نہ مکدر پلکین

کیا ہی ہمسائے کو ہمسائے کی ایذا ہے وبال
آنکھین روئین جو کھنچین بال برابر پلکین

ناتوانون کو ترے دیکھا فلک کیا گردش
گردشِ چشم سے کھاتی نہین چکر پلکین

آج آنکھون کو جوانی مین یہ زیور ہین امیر
گر کے ہو جائین گی کل خس کے برابر پلکین

عالم شگفتہ ہو جو مین آفتہ رسیدہ ہون
صبح بہار ہون جو گریبان دریدہ ہون

مطلب کی سمت رخ ہے مراد رسیدہ ہون
گویا قصیدے مین مین گریزِ قصیدہ ہون

راغب مری طرف ہے کوئی دل نہ کوئی گوش
بزمِ جہان مین حرفِ مکرر شنیدہ ہون

میرے صفاے دل نے جو کھولے ہین میری عیب
شرمندہ مثلِ زنگیِ آئینہ دیدہ ہون

ماہی کی طرح ہے مجھے مرہم وہ آبِ تیغ
کیا مبتلاے دردِ گلوے بریدہ ہون

ضبطِ فغان سکھاؤن مین اورونکو ہون جو خاک
سرمہ پے صداے گلوے بریدہ ہون

چہرے پہ اُسکے مطلعِ ابرو کا ہے یہ قول
دیوانِ انوری کا مین مضمونِ چیدہ ہون

ظلمِ جہان نہ دورِ فلک کا مجھے خیال
دریا کے جوش مین تہ پُل آرمیدہ ہون

اے اہلِ بزم مجھکو اُٹھاؤ نہ بزم سے
شمعِ سحر ہون عمرِ بیایان رسیدہ ہون

مین اور جم مین پیرِ مغان دو ترے مُرید
لیکن وہ بدعقیدہ ہے مین خوش عقیدہ ہون

مجروحِ تیغِ حسن ہوا کب خبر نہین
یوسف کی جلوہ گاہ مین دستِ بریدہ ہون

مارا ہے اہلِ کبر نے پردے مین عجز کے
مین بیخبر تو کشتۂ تیغِ خمیدہ ہون

اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کھلی
حرفِ نگفتہ ہون سخنِ ناشنیدہ ہون

پیدا کیے کی شرم الٰہی ضرور ہے
تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون

صحرا کو پھاڑے پھاڑ کے چلتا ہون اے جنون
یا ہے شکستہ ہون نہ مین دستِ بریدہ ہون

ہون دشمنون مین پر نہین فریاد کی مجال
بتیس دانتون مین ہون زبانِ بریدہ ہون

بہتا ہے یادِ رخ مین تو کہتا ہے طفلِ اشک
یوسف کے خاندان کا ہون نورِ دیدہ ہون

مطلب خزان سے کچھ نہ غرض ہے بہار سے
دونون سے مثلِ سرو ہون دامن کشیدہ ہون

دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہ سکون
ہان غم سے آئنے کی طرح آبدیدہ ہون

کہتا ہے مرغِ روح اجل سے ڈرا ہوا
صیاد میرے پیچھے مین صیدِ رمیدہ ہون

بلبل ہون مین نہ گل ہون گلستانِ دہر مین
ہان اک پرِ شکستۂ و رنگِ پریدہ ہون

شبنم کے اے امیر ملے ہین مجھے نصیب
گل ہنس پڑین چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کسکے چمکے چاند سے رخسار قیصر باغ مین
چاندنی ہے سایۂ دیوارِ قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ کیسا آگیا جو خفتہ بخت
اُسکے طالع ہوگئے بیدار قیصر باغ مین

فی الحقیقت یہ بھی کم گلزارِ جنت سے نہین
حورین پھرتی ہین سرِ بازارِ قیصر باغ مین

ہر روش پر چل رہی ہے ایسی صحت کی ہوا
چشمِ نرگس تک نہین بیمارِ قیصر باغ مین

پاؤن کا یان ذکر کیسا صاف ہے ایسی زمین
دل پھسلتے ہین دمِ رفتارِ قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکستِ توبہ کی آئے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

ٹوٹا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کے صبح و شام
وجد مین ہے سایۂ دیوار قیصر باغ مین

یہ اشارہ نہر مین کرتی ہے ہر انگشتِ موج
سب کا ہو جائیگا بیڑا پار قیصر باغ مین

چار نسخون مین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
بلبلین کھولین اگر منقار قیصر باغ مین

زیرِ شاخِ گل اگر سبزہ کبھی سونے لگا
شور بلبل نے کیا بیدار قیصر باغ مین

اتنے پتے بھی نہ ہونگے گلشنِ فردوس مین
جس قدر پھولون کے ہین انبار قیصر باغ مین

تشنگانِ شوق ہین شیرین لبونکے میہمان
بٹ رہا ہے شربتِ دیدار قیصر باغ مین

قطرے شبنم کے رگِ گل پر دکھاتے ہین بہار
گندہ رہے ہین موتیونکے ہار قیصر باغ مین

کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آؤ بھی بہرِ علمبردار قیصر باغ مین

آتے آتے لب تلک بجائے بوسہ نور کا
کھینچیے گر آہِ آتشبار قیصر باغ مین

نخلِ گل ہے ہر تماشائی زہے فیضِ بہار
پھول جھڑتے ہین دمِ گفتار قیصر باغ مین

موجۂ مے کی نسیمِ صبح مین تاثیر ہے
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین

ایدل مایوس بے برگی سے افسردہ نہو
لائے گا نخلِ تمنا بار قیصر باغ مین

دور ہونگی کلفتین مٹ جائین گی سب کاہشین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بالِ ہما کیا ڈھونڈتا ہے اے امیر
بیٹھ زیرِ سایۂ دیوار قیصر باغ مین

داغ ہے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
اس رنگ و بو کے پھول بھی تھے چمن مین ہین

نالہ ذرا کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین

شیخ حرم سے ملکے ہوا سخت انفعال
کتنے ذلیل سم نگہ برہمن مین ہین

سینون مین عاشقون کے کہان عاشقون کے دل
کچھ زلف مین ہین کچھ تری چاہِ ذقن مین ہین

اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہو گئی
کیا جانے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین

یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

تھوڑا سا لطف اور بھی اے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیراہن مین ہین

آئے ہین سب سمٹ کے تری صید گاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سن کے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آب خنجر قاتل کی دیر سے
جتنی رگین آپ ہمارے بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھی دم کے ہین پھر چھوٹ جاتی ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتی ہین
قدیمی ساتھ یارون کے یہین تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ حب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمون کے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اے شہ خوبی
ترے کشور مین ہے اندھیر لوٹا لوٹ جاتے ہین

عجب کانٹا ہے ساقی محتسب جب آ نکلتا ہے
تو سب جام و سبو چھالونکی صورت پھوٹ جاتے ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوان یوسف کا
طمع دنیا کی وہ ہے جس سے یارون روٹھ جاتے ہین

امیر زار کی تربت کو چھت سمجھے ہین کیا گھر کی
یہ ماتم دار آکر چھاتیان کیون کوٹ جاتے ہین

منگا کر آبنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اترتے ہین

شہید عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدایہ موت دے سبکو ہم اس مرنے پہ مرتے ہین

مقام شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سے ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھون مین دم ہے اب کوئی ساعت مین مرتے ہین
قضا کہتی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرہ و خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اسپر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اے جراح کیا جانین
اگر بھرتے ہین تو دم خنجر قاتل کا بھرتے ہین

رہے بیدار دل جو عمر بھر مردہ نہ جان انکو
برابر رات دن جاگے تو اب آرام کرتے ہین

دلِ پُرآرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزمِ اُمید کے کس گھاٹ اُترتے ہین

پھر کنعان سے بسمل کا کبھی دیکھا نہین جاتا
چھری دیتے ہین جبکو پہلے اُسکی پُرکترتے ہین

خزان غافل نہین ہے ای جوانانِ چمن تم سے
نہین اُڑتے ہین پتے یُہی پر پیچ کرتے ہین

کسے ہے ہوش فصلِ گل مین رشتِ نو بدلنے کا
بدن سے مثلِ گل پھٹکر یہان کپڑے اُترتے ہین

نہین چلتی ہے قینچی یہ چھری پھرتی ہے گلچین پر
پرِ بلبل نہین صیاد برگِ گل کترتے ہین

تفاوت اس قدر ہے زاہد و مین اور رندون مین
کہ وہ کچھ دل مین لاتے ہین یہ سب کچھ کرگزرتے ہین

نہ اتنی چاہ کر آبِ دمِ شمشیرِ قاتل کی
کڑا پانی ہے دو گھوٹ اسکے مشکل سے اُترتے ہین

نئے گل پھولتے ہین اپنی آہِ سرد سے ہر دم
جگر کے داغ دلکی چوٹ بن بنکر اُبھرتے ہین

یہان نہلا کے ہمکو دفن بھی احباب کر آئے
وہان حمام سے فرصت نہین اب تک نکھرتے ہین

شمیمِ گل ہین ہم بھی تم اگر بادِ بہاری ہو
جدھر چلتے ہو چلتے ہین جہان تھہرو ٹھہرتے ہین

خضر کو ڈھونڈتا پھرتا ہے کیا مجنون بیابان مین
اِدھر آئے کہ ہم نے یہ طریقے خوب برتے ہین

غضب ہے سامنا غصے مین اُن خونخوار آنکھون کا
شکارِ شیر کرتے ہین جو یہ آہو بھیرتے ہین

کہان انگورِ شیرازی کہان یہ میکشِ ہندی
پہنچ رہتے ہین وہ دانے جو قسمت مین اُترتے ہین

برنگِ طائرِ تصویر اے بسمل اُڑنا کہان ممکن
ہم اپنے آشیانے سے چمن مین کب اُترتے ہین

پھڑک کر مرغِ بسمل کی طرح عاشق جو مرتے ہین
یہ مقتل مین عروسِ تیغ کے صدقے اُترتے ہین

نکلجاتے ہین وہ جس راہ سے بچکر نہین کرتے ہین
ہزارون چٹکیان لیتے ہین جس دم نہین گزرتے ہین

لبون پر آکے ہجرِ یار مین دم ضبط سے بولا
سلامت بیقراری ہم کہین گھٹ گھٹکے مرتے ہین

لیا تو مین نے بوسہ خنجرِ قاتل کا مقتل مین
اجل شرما گئی سمجھی کہ مجھسے پیار کرتے ہین

مین اس شوخی پہ صدقے ہون کہ مجھسے بزم مین پوچھا
یہ سب تو غش ہین مجھپر آپ کہیے کیسے مرتے ہین

تسلی خاک ہو وعدون سے اُنکی چتونین ظالم
اشارون سے یہ کہتی ہین کہ دیکھو اب مکرتے ہین

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہین ہم اسلیئے دشمن سے ڈرتے ہین

مین کہتا ہون تمھین نے دل لیا میرا تو کہتے ہین
کہان ہان لے لیا اچھا کیا ہم کب مکرتے ہین

حسینون کی تعلی ہے سبب محبوب ہونے کا
جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اترتے ہین

بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے
نہ خنجر سے جھپکتے ہین نہ وہ قاتل سے ڈرتے ہین

بتون کے چاہنے والون مین بھی ہے شان محبوبی
قضا مرتی ہے ان پر جو ادا پر ان کی مرتے ہین

نہ رحم آجائے قاتل کو نہ رک جائے کہین خنجر
نگاہ حسرت آگین ہم اثر سے تیرے ڈرتے ہین

خبر ہم سخت جانون کی وہ سنکر طنز سے بولے
کوئی مرنے کی حد بھی ہے نہین ہلکے ہین مرتے ہین

سلیمان ہمکو یاد چشم دگیسو نے بنایا ہے
ہمارے گھر مین شب بھر تخت پریون کے اترتے ہین

ہمین بتیا بیان خط یار کو سے نہین دیتین
جگر سے جب اٹھاتے ہین تو دلبر ہاتھ دھرتے ہین

شباب ان کا غضب ہے ہاتھ پڑتا ہے جو سینے پر
نکلجاتا ہے منہ سے ہائے مارڈالا مرتے ہین

شب وصلت بھی یہ عالم ہے میری بیقراری کا
تڑپ جاتے ہین وہ دلبر جو میرے ہاتھ دھرتے ہین

کبھی مد نظر گر عاشقون کا قتل ہو تمکو
ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تم پر جان کرتے ہین

برنگ نبض چلنے سے ہین اپنے دست دبا چلتے
ٹھہر جاتا ہے سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین

بری ہین یا کہ بازان محبت رشک سے دیکھو
جو تمکو پیار کرتے ہین ہم انکو پیار کرتے ہین

امیر اس جان کے دشمن سے تمکو ڈر نہین لگتا
دھڑکے سے تم اسکے منہ پہ کہتے ہو کہ مرتی ہین

دبایا یا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین
ہماری قبر کے تختے بھی اب ہم سر کرتے ہین

عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتی ہین
جہان یہ نکلے گھر سے جا کے منزل پر اترتے ہین

پھرون مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتی ہین
مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اترتے ہین

عجب پردہ ہے پردہ شرم عصیان کا دم آخر
اسی پردے مین ساری عمر کی بگڑے سنورتے ہین

مریض عشق سے پہلو تہی طرفہ تماشا ہے
ہوئے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین

خیالِ یادِ ابرو مین جو یادِ چشمِ ساقی سے
حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

لڑی ہین اُنکی آنکھین آئنے مین خطِ عارض سے
غزالانِ حرم فردوس کے سبزے مین چرتے ہین

مراخط پھینک کر قاصد کے مُنہ پر تانکر سے بولے
خلاصہ سارے اِس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابرو دن پر بل یہ کیون تم نے نظر کیا ہے
یہ دہرے دہرے خنجر آپ کے سپر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیفِ چشمِ ساقی سے
شرابِ حسن لیکر عشق کے ساغر مین بھرتے ہین

مدد اے آبِ خنجر رحم کر ان تشنہ کامون پر
نہ انکی پیاس مرقی ہے نہ پیاسا تو ہی مرتے ہین

نہ مہر اُس گل کا ہمسر ہے نہ ماہ اُسکے برابر ہے
ہین دونون ایک ہی کچھ ذرا چڑھتے اُترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین پیکِ نفس اک عمر گزری ہے
نہ منزل ہے کہین انکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

مین کسکی دید کا طالب ہون کس کی وصل کا خواہان
یہ کسکی حسرتین ہین آپ جن کا خون کرتے ہین

نہ اِتنا محتسب کا خوف ہے ہمکو نہ قاضی کا
کہین توبہ نہ میخانے مین آئی اُس سے ڈرتے ہین

اُنھین کا مال تھا اچھا کیا دل لے لیا میرا
کوئی چھینے نہین لیتا ہے اُنسے کیون مکرتے ہین

بھرا ہے حسرتون سے دل کہان داغونکی گنجایش
یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر اُبھرتے ہین

نعتی کی نہ میخانے مین حاجت ہے نہ مطرب کی
شکستِ توبہ کی آواز بدہم وجد کرتے ہین

ابھی اے جان تونے مرنیوالون کو نہین دیکھا
جسے ہم تو دکھادین گے کہ دیکھا اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جن کا ایک عالم ہے
ستارے ڈوبتے ہین دنکو راتو نکو اُبھرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی
سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑنے سے سنورتے ہین

دمِ آرائشِ آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے
اُدھر یہ کون میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دُور تنہائی کا عالم رُوح پر صدمہ
ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکھدیتی ہے شانہ آئنہ تنگ آکے مشاطہ
ادائین بول اُٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال آتا ہی پیری مین جوانی خواب تھی گویا
پلک پیچھے جھپکتی ہے یہ دن پہلے گزرتے ہین

کیا ہے نام کیا اُستاد کا روشن خدا رکھے
امیر اُستاد زادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

حباب آسا محیطِ عشق سے جو پار اُترتے ہین
گزر جاتے ہین پہلے سر سے پیچھے پاؤن دھرتی ہین

لگاتے ہین جو سرمہ آئنے کو دور دھرتے ہین
ستم دیکھو وہ اپنی چتونون سے آپ ڈرتے ہین

تصور مین اُڑا کر رنگِ رُخ یہ رنگ کرتے ہین
کہ تصویرِ خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین

بتوں اہلِ حرم ہیجا نہین تم کو بُرا کہتے
برہمن ہی کا گھر پھرتے ہو جب صدقے اُترتے ہین

نہین ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہے دھوپ کا سُنہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین

پسند آیا اُنہین مجکو اسیکا شکر کیا کم ہے
کہ شکوہ لیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین

مرے سینے پہ مقناطیس تیرا ہاتھ ہے ای بُت
کہ جتنے دل مین پیکان جمع ہین وہ سب اُبھرتے ہین

شبِ غم مین ہے جیتے بُرا ہو سخت جانی کا
نہ آئی موت اس غیرت کو مارے ہم تو مرتے ہین

جوابِ اعضا ہین دیتے ہین کیون ای ضعفِ پیری مین
جوانی کی تو ہم ان سے نہین درخواست کرتے ہین

چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل
گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین

چلا اے بادِ بہاری اِک ذرا آہستہ آہستہ
کہ وہ مجھ سے اُلجھتے ہین جو بال اُنکے بکھرتے ہین

لبِ ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اس قہر کی آنکھین
مسیح و خضر و عزرائیل تینون تم پہ مرتے ہین

تصور مین بھی منہ چومون تو آڑ جاتا ہے رنگ اُنکا
بلا ئین خواب مین بھی لون تو بال اُنکے بکھرتے ہین

قیام اس بحرِ طوفان خیز دنیا مین کہان ہمدم
حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین

جھجک جاتے ہین وہ سایہ سے اپنے روزِ روشن مین
اندھیری رات مین زلفون کے لہرانے سے ڈرتے ہین

دکھایا انقلابِ تازہ عالم کے حوادث نے
جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین

بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے
کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اول سرِ لشکر ہدف ہے تیرِ آفت کا
شکار انداز پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین

بحث ایسے کہان ہین جو کرون یار سے باتین
کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین

کیا سمجھین ہم اس آنکھ کا ایما سوئے نرگس
بیمار نے کین راز کی بیمار سے باتین

اقبالِ سکندر سے مرے لڑ گئے طالع
جسدن ہوئین اُس آئنہ رخسار سے باتین

ٹھیک اُنکے نہ وعدی ہین نہ ٹھیک اُنکی مدارات
دو چار سے گھاتین ہین تو دو چار سے باتین

ڈرتا ہے یہ وحشی ابھی آواز سے تیری
صیاد نہ کر مرغِ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیر آیا کہ وہ ہٹ گئے پیچھے
جھک جھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سے باتین

شوخی تھی قیامت تری مستانہ ادا مین
فتنون نے قدم چوم لیے لغزشِ پا مین

چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا مین
اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین

سرمائی ہوئی چتونون پر اُسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلو سے حیا مین

بیمارِ محبت نے کبھی مُنہ نہ لگایا
تاثیر کھلی جاتی ہے اِس غم سے دوا مین

اس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجکو
ملجائے نہ دل پس کے کہین رنگِ حنا مین

کہتی ہے شبِ وصل یہ چتون کی شرارت
آج آگ لگا دون گی مین دامانِ حیا مین

جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوئے تقسیم
کچھ میری قضا مین گئے کچھ تیری ادا مین

دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب
چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین

کہتا ہے جوانی مین یہ اُس سرو کا جوبن
ہمسے نہ رہا جاے گا اس تنگ قبا مین

مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا
نکلی ہے قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین

کسطرح نہو ناز مجھے عجز پر اپنے
وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہِ خدا مین

آنے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا
کیا حورون کے جھرمٹ ہین مزارِ شہدا مین

احباب کے ماتم مین کٹی عمر ہماری
ہم ساتھیون کے رونے کو اُترے تھے سرا مین

عکس آئنے مین اُن سے یہ کہتا ہے کہ اے شوخ
پورا ترا شاگرد ہوا مین جور و جفا مین

شرماتے ہین جب وصل مین وہ مجھ سے تو شوخی
لے لیتی ہے چٹکی دہن پہلوئے حیا مین

مانگی جو دعا مین نے دعاءِ عرش سے آئی
تاثیر نہ گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

کیونکر نہ امیر اس سے ترو تازہ ہون روحین
پھولون کی ہے دامن گلچین کی ہوا مین

قابلِ عفو مین آلودۂ عصیان ہولون
اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیمان ہولون

پھر وہی مین ہون وہی جامہ دری وحشت مین
پہلے واعظ سے ذرا دست و گریبان ہولون

پھر کے پتلی نے دمِ نزع کہا قاتل سے
مرتے مرتے ترے ہاتھون پہ مین قربان ہولون

آنے دیگی مجھے پھر کاہیکو وحشت سوئے شہر
رخصت احباب ہی اے شوقِ بیابان ہولون

ابھی لیچل نہ گلستان سے پھنسا کر صیاد
ہمصفیرون مین ذرا رہ کے خوش الحان ہولون

مرہم زخم جو لائی وہ زبانِ شیرین
لبِ خندان نے کہا مین نمک افشان ہولون

نیمجان کر کے مجھے چھوڑ دے دم بھر قاتل
خاک مین خون مین جی کھول کے غلطان ہولون

قدر راحت کی پسِ رنج ہے دنیا مین امیر
تب چلون باغ کو جب قیدیِ زندان ہولون

باعث تڑپ کا شوخ ستمگر سے کیا کہین
دل تو ہی کچھ بتا دے کہ دلبر سے کیا کہین

اُس بُت کے جور خالقِ اکبر سے کیا کہین
آپس کی چھیڑ داورِ محشر سے کیا کہین

غم نے ترے نچوڑ لیا سر سے پاؤن تک
رگ رگ پکارتی ہے کہ نشتر سے کیا کہین

شرم آتی ہے گناہون سے اے پردہ پوشِ خلق
محشر مین جا کے شافعِ محشر سے کیا کہین

خالق ہی جب نہ دے تو گدا آسمان سے کیا
ساقی نہ مُنہ لگائے تو ساغر سے کیا کہین

واقف دلون کے بھید سے ہے آفریدگار
آئینے اپنا حال سکندر سے کیا کہین

بگڑا ہوا وہ آپ ہے اس کا تصور کیا
بگڑین بھی ہم اگر تو مقدر سے کیا کہین

سارے بدن مین اب تو لہو بوند بھر نہین
سوکھی زبان دکھائے تو خنجر سے کیا کہین

ٹھہرا ہے روزِ حشر پہ دیدار یار کا
اللہ حشر تک دلِ مضطر سے کیا کہین

دل پیچ و تاب مین ہے تو قسمت کے پیچ سے
وہ بے خطا ہے زلفِ معنبر سے کیا کہین

ملتا نہین مکان سے تا لامکان پتا
ہم کیا ہوے نکل کے تری گھر سے کیا کہین

کہنے کی بات ہو تو کسی سے کہے کوئی
دل تم نے لیلیا ہے یہ دلبر سے کیا کہین

کعبہ نشین سُنے تو کہین اُس سے در دِ دل
کعبے مین اینٹ چونے سے پتھر سے کیا کہین

قسمت سے سامنا کبھی ہوتا بھی ہے اگر
پہروں ہی سوچتے ہین کہ دلبر سے کیا کہین

پیا ہے شرابِ وصل کے ہین ہمتولے امیر
شرم آتی ہے کہ ساقیِ کوثر سے کیا کہین

محبت کے جو داغ ڈالے ہوے ہین
ابھر کر وہی دل مین چھالے ہوے ہین

یہ بُت سب مرے دیکھے بھالے ہوے ہین
تصور کے سانچے مین ڈھالے ہوے ہین

خوشامد جو کی مین نے جوبن کی بولا
ارے یار ہم بھی نکالے ہوے ہین

نہ کر بے نیازی سے تو خونِ ارمان
کہ سب تیرے نازونکے پالے ہوے ہین

کبھی خون سودائیون کا گرا تھا
اُچھل کر وہی قطرے لالے ہوے ہین

ہرن کب ہین غصے مین آنکھین تمہاری
یہ دو شیر آنکھین نکالے ہوے ہین

بلا کا بلانوش ہے دل ہمارا
غمِ دو جہان دو نوالے ہوے ہین

زمانہ قضا کے حوالے ہے اور ہم
تمہاری ادا کے حوالے ہوے ہین

بتون کا تصور جو انکو نہین ہے
تو بُت کیون یہ اللہ والے ہوے ہین

گراتے ہین کیا بجلیان بھر کے سسکی
تڑپ کر وہ تڑپانے والے ہوے ہین

یہ ہین توڑنیوالے کے ہاتھ ٹوٹین
بہت دل شکستہ پیالے ہوے ہین

لپیٹے ہین چوٹی مین ہار اُس پری نے
جو کالے تھے اب کوڑیالے ہوے ہین

جو آنا ہے تو نزع مین جلد آؤ
سنبھالے ابھی کچھ سنبھالے ہوے ہین

نہ تھی کوچہ گردی نہ صحرا نوردی
یہ رستے ہمارے نکالے ہوے ہین

پیالے کہان وصل کے میکدے مین
کفِ دستِ ساقی پیالے ہوے ہین

یہ لیٹے ہین گیسو کہ اے بُت کنہیا
کمر مین تری ہاتھ ڈالے ہوئے ہین
چلی ہے دُلہن بنکے کیا تیغِ قاتل
عروسِ اجل کے یہ چالے ہوئے ہین

امیر ایسے روئے ہین ہم میکدے مین
لہو سے لبالب پیالے ہوئے ہین

ستارے مرے دیکھے بھالے ہوئے ہین
یہ سب گیند اُنکے اُچھالے ہوئے ہین
یہ موے مژہ بھی ہین جادو کے پُتلے
کہ جب دلمین آئے ہین بھالے ہوئے ہین
مرا ضبط کہتا ہے مجھ سے کہ کہدو
اُٹھے درد ہم دل سنبھالے ہوئے ہین
یہ تلوارین کس کے گلے پر چلین گی
کہ بل تیوریون پر وہ ڈالے ہوئے ہین
اِدھر ضعف اُدھر ضبط تڑپون مین کیونکر
یہ شہ زور دونون سنبھالے ہوئے ہین
اِدھر یار سے ہم اُدھر آسمان پر
اثر سے ہم آغوش نالے ہوئے ہین
رہے ضبط سینے مین دم گھٹ رہا ہے
مگر دل ہم اب تک سنبھالے ہوئے ہین
ہرن چوٹ کرتے ہین شیرون پہ دیکھو
حسین ہمپر آنکھین نکالے ہوئے ہین
عجب بیخودی صحبتِ وصل مین ہے
وہ ہم کو ہم اُن کو سنبھالے ہوئے ہین
چمن مین یہ پھولون نے کیا گل کھلایا
کہ بلبل کو جینے کے لالے ہوئے ہین
الٰہی یہ کس کے لہو کے ہین پیاسے
کہ خنجر زبانین نکالے ہوئے ہین
کوئی کیچلی مین ہے ناگن کہ یارب
وہ لچکے کا موباف ڈالے ہوئے ہین
سُنا ہے جو بے آب دشتِ جنون کو
تو چھاگل لیے ساتھ چھالے ہوئے ہین
جگر دل کو دل روکتا ہے جگر کو
یہ بسمل کو بسمل سنبھالے ہوئے ہین
پئین شیخ جی بیدھڑک اِن مین پانی
یہ سب جام مے سے کھنگالے ہوئے ہین
ہوا مین عجب حسن ہے گیسوون کا
پری اُڑکے پردار کالے ہوئے ہین

امیر ان سے کیا کیا لپٹتے ہین شب بھر

رقابت مین یکتا دوستانے ہوے ہین

ذرا چلمن تک آئین گھر مین وہ کیا بنکے بیٹھے ہین
ہزارون سر بکف مشتاق اک چتون کے بیٹھے ہین

اُٹھین وہ مجمع اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہین
وہان دشمن ہی سب اُٹھتی ہوی جو بنکے بیٹھے ہین

عجب برسات ہی کیا کیا نئے گھر بنکے بیٹھے ہین
کہین بھادون کی فریادی کہین ساون کی بیٹھے ہین

ملا کر خاک مین بھی ہائے شرم اُن کی نہین جاتی
نگہ نیچی کیئے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

ہمارے دوست کے پہلو مین جب بیٹھا ہی وہ جمکر
تو خنجر کی طرح پہلو مین ہم دشمن کے بیٹھے ہین

نمود حسن دُونی ہوگئی ہے خود نمائی سے
ابھر آیا ہے جوبن اور جب وہ تنکے بیٹھے ہین

بگاڑینگے ہزارون گھر بناوٹ کی اداؤن سے
بنالین گے بہت کچھ آج وہ پھر بنکے بیٹھے ہین

وہ میرا مال لیکر کیا مرے دشمن کو دینگے
مرا دل لیکے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

کسیکو تو نے تاکا چوٹ آئی میرے ہی دل پر
نشانے ہی پہ سب ناوک تری چتون کے بیٹھے ہین

اُڑا لیجاتے ہین عاشق کے دل کو سینہ زوری سے
غضب ہے دو اُچکے بھیس مین جو بنکے بیٹھے ہین

نگاہ شوق ایسی پردہ در ہے کچھ نہین کھلتا
کہ چلمن کے اِدھر یا وہ اُدھر چلمن کی بیٹھے ہین

تری دھن مین جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ سایہ مین تری دامن کی بیٹھے ہین

علاقہ میرے دشمن سے نہین جاتا نہین جاتا
نہین دشمن تو اب وہ سوگ مین دشمن کی بیٹھے ہین

یہ کہتے آئنہ خانے سے اُٹھ بھاگے وہ گھبرا کر
یہان سب لوٹنے والی مری جو بنکے بیٹھے ہین

رہے ہین وصل مین کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھ کر اُٹھے کبھی وہ من کی بیٹھے ہین

دکھاتے ہین عدم کی راہ اُن کے مردم دیدہ
حقیقت مین ہین رہبر بھیس مین رہزن کی بیٹھے ہین

بگڑ کر جب وہ اُٹھے ہین تو دل بیٹھے ہین لاکھون کے
ہزارون فتنے اُٹھے ہین جہان وہ بنکے بیٹھے ہین

بڑے ہی قدردان کانٹے ہین صحرای محبت کے
کہین گاہک گریبان کی کہین دامن کی بیٹھے ہین

ترے دروازے پر غنچہ نہین نظارہ بازونکا
یہ گلچین پھول چننے کو تری گلشن کے بیٹھے ہین

چھڑانا جان کا مشکل ہے کانٹون سے علائق کے
یہان سب کھینچنے والی مری دامن کے بیٹھے ہین

کہی ابھرے ہوے اُن جوبنون پر یہ نئی پھبتی
کہ دو بالی یہ دو غنچے لیے سوسن کے بیٹھے ہین

ع
امیر آتی ہے مجکو شرم اِس محفل مین کچھ پڑھتے
کہ مین ناقص ہون اور کامل یہان ہر فن کے بیٹھے ہین

وہ دل کی تاک مین جب شوق سے بن ٹھن کے بیٹھے ہین
تو سو عمزون سے دلبر تیر اُس جیتون کے بیٹھے ہین

اُدھر یہ عکس اِدھر وہ دونون باہم بنکے بیٹھے ہین
غضب جوبن ہے دو دو گرز تولی تنکے بیٹھے ہین

یہ آہو چشم جتنے کھڑکیون مین بن کے بیٹھے ہین
وہ سب ماری ہوئے ظالم تری چتونکے بیٹھے ہین

وہ آمادہ ستمگر نے پر ہم آمادہ ہین مرنے پر
اُدھر وہ بنکے بیٹھے ہین اِدھر ہم تنکے بیٹھے ہین

عداوت ہم سے کیجاتی ہے پردے مین محبت کے
اُٹھا کر ہمکو خود وہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

اذیت سے نہین خالی کوئی فعل اپنا فرقت مین
اُٹھے ہین در و بنکر نقش حسرت بنکے بیٹھے ہین

یہ کیا بیہودہ فرمایش ہے اُس ہرجائی دل نادان
بھلا پردہ نشین باہر کہین چلمن کے بیٹھے ہین

اشارہ کر کے آئینے کی جانب کہتے ہین مجھ سے
وہ دیکھو دیکھنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہین

جو میرا دل دکھانا ہے مرے پہلو مین آ بیٹھین
الگ پھر مجھ سے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

وہ کہتے ہین اِدھر عاشق اُدھر عاشق کدھر جاؤن
دو طرفہ کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہین

پڑی ہے آنکھ تیری بھی تو رونا تجکو آیا ہے
تری محفل مین ہم تصویر حسرت بنکے بیٹھے ہین

وہی انصاف سے کہدین کہ ہے کسکی جگہ اچھی
بغل مین اُنکی ہم پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا بے پردہ کوئی جلوہ اُس کا دیکھ سکتا ہے
یہ کیا کم ہے کہ ہم نزدیک اُس چلمن کے بیٹھے ہین

وہ آئینے مین پیاری شکل اپنی دیکھ کر بولے
کہ یہ ہین کون میرے گھر مین جوبن ٹھن کے بیٹھے ہین

دل آغاز شباب عمر کے بھولے مزے کیونکر
جوانی کے وہ سکے نقش بچپن کے بیٹھے ہین

وہ رخ غارتگر جان ہے تو خط سبز پھر کیسا
تماشا ہے کہ خضر آغوش مین زہر بنکے بیٹھے ہین

لگے چہکانہ آہ آتشین کا دل دہلتا ہے
وہ رکھکر ہاتھ پتھر پر مرے مدفن کے بیٹھے ہین

نکال اِنکو جو غیرت ہو کہ اے قاتل ترے ارمان
تری کشتے کی تربت پر مجاور بن کے بیٹھے ہین

نہیں اے ماہ وش یہ آسمان پر جا بجا تارے
تنکے کچھ تری شمعِ رخِ روشن کے بیٹھے ہیں

یہ کیا بے وقت کی اے حضرتِ دل آپکو سوجھی
اُٹھے ہیں روٹھکر اب آپ جب وہ منکے بیٹھے ہیں

کرمی منزل ہے بوڑھوں کی جو موت آئی تو یہ ٹھیرے ہو
تھکے ماندے مسافر منتظر رہزن کے بیٹھے ہیں

امیر اچھی غزل ہے داغ کی جسکا یہ مصرع ہے
بھویں تنتی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تنکے بیٹھے ہیں

مُفت وہ کس کی جان لیتے ہیں
دے کے مُنہ میں زبان لیتے ہیں

آزمایش میں جان لیتے ہیں
خوب آپ امتحان لیتے ہیں

ناتوانی سے ہم حسینوں میں
چھانٹ کر دھان پان لیتے ہیں

فقرے فقرے میں دل پہ ہیں چوٹیں
باتوں باتوں میں جان لیتے ہیں

وصل میں کچھ نہیں نہیں ہی نہیں
مانتے ہیں تو مان لیتے ہیں

پیر ہوتے ہیں جو شباب کے بعد
تیر دے کر کمان لیتے ہیں

طعنے دیتے ہیں عشق میں بے مہر
چٹکیاں مہربان لیتے ہیں

سوزِ دل اُس پری سے کہنے کو
شمع سے ہم زبان لیتے ہیں

دخترِ رز کی جو بات آتی ہے
منھ پہ خوب چھان لیتے ہیں

کس سے سیکھے ہیں ظلم پوچھو تو
کس کا نام آسمان لیتے ہیں

ساتھ مستوں کے مُفت میں قاضی
دخترِ رز کو مان لیتے ہیں

لبِ میگوں و خطِ سبز کے مست
مے میں سبزی بھی چھان لیتے ہیں

ہر قدم پر برنگِ نقشِ قدم
دم ترے ناتوان لیتے ہیں

وصل میں بھی جھجک نہیں جاتی
پھیر کر مُنہ وہ پان لیتے ہیں

کیوں سراپا نہ جان ہوں شوق
سارے عالم کی جان لیتے ہیں

میکشوں کو عروجِ مستی میں
ہاتھوں ہاتھ آسمان لیتے ہیں

ہم سند کے لئے لعنت ہین امیر
فصحا کی زبان لیتے ہین

وصل مین یون وہ جان لیتے ہین — ضبط کا امتحان لیتے ہین
دل تو لیتے ہین جان بوجھ کے پھر — بنکے انجان جان لیتے ہین
دل بچے کس طرح حسینون سے — ملکے سب بھیس چھان لیتے ہین
نہین ساقی یہ قلقلِ مینا — ہچکیان نیمجان لیتے ہین
میری ہر بات پر ہین سو سو عذر — غیر کی خوب مان لیتے ہین
ہو کے برباد تیرے خانہ خراب — لامکان مین مکان لیتے ہین
ہاے کیا دلبری کی ہین گھاتین — دم دلاسے مین جان لیتے ہین
یہ ملا اوج خاکساری سے — کہ قدم آسمان لیتے ہین
نقدِ دل دیکے مصرِ حسن سے ہم — کیا عجب مول جان لیتے ہین
چھوڑتے ہین وہ سینے مین پیکان — دلدہی کرکے جان لیتے ہین
ہر گلوری پہ چھیڑ ہے شبِ وصل — ہم یہ لعنت کا پان لیتے ہین
دہن زخم چوستے ہین وہ تیغ — کیا مزے سے زبان لیتے ہین
پھیر دین دل نہین جوان کو پسند — کیون غریبون کی جان لیتے ہین
چوم کر خط و رخ کو اس گل سے — اُلٹے ہم پھول پان لیتے ہین
مردمِ دیدہ پہلے گرد نظر — ق — سات پردون مین چھان لیتے ہین
تب مزہ دیکھ بھال کا تیری — دور سے میری جان لیتے ہین

تاک کر دل مرا کہا کہ امیر
ہم تو ایسا جوان لیتے ہین

عشق ہین گر کلوخ زلف سنگھاتے بھی نہین — جایئے جایئے ہم آپ ہین آتے بھی نہین

بُت بنے بیٹھے ہین کچھ بات بتاتے بھی نہین
اور یہ غصہ کہ مین روٹھا تو مناتے بھی نہین

کچھ وفا کچھ ہے حیا جان ہے کس مشکل مین
دل سے جاتے بھی نہین آنکھون مین آتے بھی نہین

نیمجان کر کے مجھے سر پہ کھڑے ہین چُپکے
ہاتھ اُٹھاتے بھی نہین ہاتھ لگاتے بھی نہین

روٹھنا روز کا ٹھہرا ہے تو یہ سُن رکھیے
روز کے روٹھنے والے کو مناتے بھی نہین

آگے آئینے کے بیٹھے ہین جُھکائے آنکھین
چوٹ کھاتے بھی نہین چوٹ لگاتے بھی نہین

اپنے پہلو مین بٹھاتے نہین عاشق کو مگر
بیٹھ جائے تو مروت سے اُٹھاتے بھی نہین

اُن نگاہون سے جوانی مین حیا کہتی ہے
جاؤ اب پردے مین ہم تمکو بُلاتے بھی نہین

نکلے ہی پڑتے ہین محرم سے اُچکے دیکھو
شرم کی بات ہے تم ان کو دباتے بھی نہین

جی دھڑکتا ہے کہ چوری نہ ہو دل کی ثابت
منھ سے انکار بھی ہے آنکھ مِلاتے بھی نہین

پرسش حشر مین چوکے تو وہ مجھ سے بولے
تم کھڑے دیکھتے ہو اور بتاتے بھی نہین

ہیچ ہین حور و پری لیلی و شیرین کیسی
ایسے ویسونکو تو وہ دھیا نہین لاتے بھی نہین

ہنس ہی دین دیکھ کے رونا نہ کرین ہمدردی
مجکو رونا تو یہی ہے کہ رُلاتے بھی نہین

آکے تربت پہ مری کہتے ہین لو اُٹھ بیٹھو
اتو مدت ہوئی ہم تمکو ستاتے بھی نہین

پھیر دو دل جو نہین دیتے ہو بوسہ یہ کیا
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہین

ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اُٹھے
مارے اس ڈر کے جنازے پہ وہ آتے بھی نہین

زاہد حق تو یہ ہے تم ہو بڑے بے توفیق
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہین

جب سے عاشق کے ہوے پھول پہنا کیسا
کپڑے وسواس سے پھولون نہین بساتے بھی نہین

لطف مرنے کا دکھائین کسے فرقت مین امیر
نہین آتے وہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہین

اے خوشا غم ہوئی اُلجھن جو سرِ مو دل مین
بڑھتے بڑھتے وہی آخر ہوئی گیسو دل مین

انکھڑیان تیری ہین نظرون مین مری تو دل مین
سیر ہے آنکھون مین پریان ہین پری رو دل مین

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہ ابرو دل مین
جال لائے ہین بچھانے کو وہ گیسو دل مین

ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا
کوئی پہلو کے بدلنے کا بھی پہلو دل مین

گر میان کر کے رُلاتے ہو مجھے یاد رہے
چھالے ڈالینگے یہ جلتے ہوئے آنسو دل مین

جوڑ پورا دلِ صد چاک کا ہوا چھا ہے
ساتھ شانے کو بھی لے آئین وہ گیسو دل مین

ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین
اُٹھ بھی اے دردِ دل اب کیون ہے پڑا تو دل مین

کرتی ہے آنکھ تری داغِ محبت پیدا
گل کھلاتی ہے تری نرگسِ جادو دل مین

طرفہ سانچا ہے غم و دردِ محبت جس سے
ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین

ہو گئے مست سب اُٹھی جو تری رُخ سے نقاب
رنگ اس پھول کا آنکھون مین گیا بو دل مین

ہے نگہ تیر ادا تیرِ بلا تیر قضا
دل ہے پہلو مین مرے تیر سے پہلو دل مین

ناوکِ ناز ہے آواز تری چھاگل کی
اے پری بنگئے پیکان تری گھنگرو دل مین

کرتے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت
دو دو آئینے لیے آئے ہین زانو دل مین

دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو مانگا پانی
ضبطِ اُلفت نے کہا قید ہین آنسو دل مین

کھینچکر سرمے کا دنبالہ دکھائی مجھے آنکھ
پھر گئی کوکبِ دُمدار کی جھاڑو دل مین

ناز انداز ادا غمزہ کرشمہ شوخی
لیکے آیا ہے پریخانہ پری رو دل مین

کہتے ہین تیر و کمان دونون ہین میرے مرے پاس
جھوٹی باتین ہین نہ مژگان ہے نہ ابرو دل مین

اب خدا حافظ و ناصر مرے ارمانون کا
پھانسیان لیتے ہوئے آئے ہین گیسو دل مین

پڑ گئی جان جو آیا تری افشان کا خیال
سارے آہون کی شرر بنگئے جگنو دل مین

ناوکِ ناز و ادا کا ترے اللہ رے ادب
حسرتین جتنی ہین بیٹھی ہین دوزانو دل مین

کونسی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز
مژہ دل مین ہے نگہ دل مین ہے ابرو دل مین

آنکھ اس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہو امیر
اسی کھڑکی سے اُتر آتا ہے جادو دل مین

مرغ ایما ہے پہنچنے کا یہ سلسلہ دل مین
تیر جاتے ہین چھری بن کے وہ ابرو دل مین

ہوسلے ہوتی جو سمجھتا ہے نہین تو دل مین
ہر اس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دل مین

عمر اس شوخ سے کہتا ہے ادا سے اسکی
چٹکیان لون مین کلیجے مین تو لے تو دل مین

لکھ رہے ضبط محبت کا کہ ہر آرزو خواہش
آکے آنکھون مین پلٹ جاتی ہین آنسو دل مین

شوخی اس شوخ کی آنکھون کے تصور مین بھی ہے
بھرتے ہین چٹکیان آکے یہ آہو دل مین

ڈیوڑھی سے شاہ نشین تک جو مہک پھولونکی
آنکھون مین وہ گل رخسار ہون خوشبو دل مین

سلسلہ دیکھنے آنکھون کا یہ سان آبیٹھو
خوب آتی ہے نظر سیر لب جو دل مین

خانہ مشوق سے عشاق کہین رہتے ہین
دھیان تیرا ہے جو لے یار نہین تو دل مین

سرو گلزار سے فردوس سے خوبی اکھڑے
پر جما ہی رہے روخامت دلجو دل مین

طفل اشک اٹھ کے جو دامن مین نہ لے آنکو
اب تو اتنا بھی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے بسمل
کھنچے اب کھنچے مین چھریان ترے ابرو دل مین

نکل لے یاس کہ ہے دل مین ارمان کا ہجوم
اب جگہ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دل مین

ایک ایک ان مین شرارہ تھا جہنم کا اسیر
آگ لگجاتی جو رہجاتے یہ آنسو دل مین

وہ نہ آنے پر لگا نہ آنے پائین یہ ممکن ہی نہین
ہائے راتین بھی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین
پھولنے پھلنے کے اب دن ہی نہین سن ہی نہین

دیکھیے کھلکر سخن سے کیونکر ہو نجات
مجرم عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذب دل ان سے یہ کہتا ہے کہ اب کیون آئے
تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین

یون تو سلجھے گا نہ الجھا ہوا یہ سون کا حساب
سہل سا گر مین بتا دون تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین مرے محبوب کی ہے لاکھ بناؤ
سرمے مسی سے سنورنیکے بھی دن ہی نہین

ان سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے
بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

دارِ فانی مین پتا اُس کا مین کس سے پوچھون
سب ہین پردیسی یہان کا کوئی ساکن ہی نہین

میرے آغوش مین آنیکو جو وہ اُٹھتے ہین
نازکی کہتی ہے بیٹھو بھی یہ ممکن ہی نہین

نالہ کش دلکو نہ دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہان کوئی مؤذن ہی نہین

جب کہا مین نے کہ اب رحم ہے واجب بولے
آپ واجب کہین یا فرض یہ ممکن ہی نہین

لے صنم وصل مین کیا قید کہ ٹھہرے کہ نہ ٹھہر
سب دن اللہ کے ہین کوئی بُرا دن ہی نہین

وہ جفا کو بھی جفا مین نہ وفا کو سمجھین
بارہوین سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہین

تیغ قاتل ہے کچھ مجھ سے اجل روٹھی ہے
کس کا احسان اُٹھاؤن کوئی محسن ہی نہین

غیر کے پاس سے اٹھکر جو ہین اُن سے لپٹا
بولے پریان بھی ہی آگ کی ہین جن ہی نہین

اُن سے ہے وصل کی درخواست جو چاہین کہین
غمزہ کیون بیچ مین بول اُٹھتا ہے ممکن ہی نہین

صنعت کاتب قدرت ہین رخ و خط دونون
رہی اس فن کا شاخ بھی ہے باغ ہی نہین

بے جگر شام ہوئی جاتی ہے جنگل مین اسیر
ہائے کیا پہنچین گے منزل پہ کہ راہی نہین

ردیف واو

الفت مین برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو

ہم تم ہون شب وصل ہو کیلے تو غرا ہو
ہم سے ہو اب دور حیا تم سے جدا ہو

آئے جو مری لاش پہ وہ ٹھوکر سے بولے
اب مین ہون خفا تم سے کہ تم مجھ سے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہے کہتا ہے مرا دل
اس پردے مین اللہ کرے میری قضا ہو

مہمان چمن آج ہے میرا گل نازک
کہدو کہ دبے پاؤن روان باد صبا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سنا شور قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دم نزع کہا سنکے سدا رو
پریون کو تو چاہا بہت اب حور و نکو چاہو

کیا شوق تھا مرقد سے قیامت مین مین پہنچا
اُٹھنا ہوا اب وعدہ دیدار وفا ہو

جھنجلا کے سزا دین وہ مجھے ہاتھ سے اپنے
ایسی کوئی لے دل جو خطا ہو تو مزا ہو

ہر رنگ مین ہے یار نیا رنگ تمہارا
بے پردہ جو شوخی ہو تو در پردہ حیا ہو

وحشت کو مری ساتھ مرے دفن نہ کرنا
گھر خانہ خرابی کا مرے گھر سے جدا ہو

تو صورتِ دریا ہے حبابِ اہلِ جہان ہین
تیرا ہے تری راہ مین سر جس کا فدا ہو

ہنس ہنسکے چھری پھیر گلے پر مرے قاتل
آخر کی تڑپ ہے یہ کچھ اس مین تو مزا ہو

نیرنگیِ حسن اُن کی یہ کہتی ہے شبِ وصل
چتون مین شرارت ہو تو آنکھون مین حیا ہو

رحم اس دلِ پرداغ پر اے اُلفتِ مژگان
کانٹون مین نہ کھینچ اُسکو جو پھولون مین تُلا ہو

اس دہم سے گندھوائے نہین چوٹی کی وہ جھپکے
مشاطہ کا بہروپ نہ عاشق نے بھرا ہو

اُٹھ جاتے ہین محفل سے جو ہو جاتی ہے گل شمع
ڈرتے ہین کہ مجھ سے نہ ملی بادِ صبا ہو

کیا ربط ہے سینے سے کھنچے تیر تو پیکان
ناوک سے جُدا ہو مرے دل سے نہ جدا ہو

لایا مہِ نو بدر کا آئینہ بغل مین
اتنا بھی نہ اپنا کوئی مشتاقِ لقا ہو

کیا ہاتھ مین در کار امیر انکو ہے مہندی
چھولین گلِ عارض تو وہی رنگِ حنا ہو

بولے وہ آئے جو ناصح مرے سمجھانے کو
کون ہو تم نہ ستاؤ مرے دیوانے کو

گھر سے ہم نکلے تھے مسجد کی طرف جانیکو
رند بہکا کے ہمین لیگئے میخانے کو

تو نے کمبخت کبھی پی ہی نہین کیا تجھے قدر
محتسب دیکھ مری آنکھ سے پیمانے کو

زلفین اتنی نہ بڑہا ہے وہ بہت زار و نحیف
بیڑیان چاہیے ہلکی ترے دیوانے کو

یہ زبان چلتی ہے ناصح کہ چھری چلتی ہے
ذبح کرنے مجھے آیا ہے کہ سمجھانے کو

ہٹ گئی عارضِ روشن سے تمہاری جو نقاب
شمع دولت ہے جہان آپ ہی رہتی ہین لوگ
بزم مین کون طلب کرتا ہے پروانے کو

چشمِ ساقی کی ادا نے مجھے مے نوش کیا
دخترِ رز آکے لگا لیگئی میخانے کو

مے کہان فرقتِ ساقی مین میسر ہم کو
رکھ کے ہم سینے پہ سو رہتے ہین پیمانے کو

گور مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
ناصح آ پہنچے یہان بھی مرا سر کھانے کو

شورِ ہُو حق ہے یہان بڑھ کے وہان سے زاہد
اپنی مسجد سے لڑا لے مرے میخانے کو

آج کچھ اور بھی پی لون کہ سُنا ہے مین نے
آتے ہین حضرتِ واعظ مرے سمجھانے کو

باغبان ہاتھ لگاتا نہین پھولون کو ترے
آنکلتا ہون کبھی دل کے مین بہلانے کو

وہ کہان دن کہ رہا کرتا تھا دَورِ ساغر
آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھ کے پیمانے کو

رات دن خال و خط و زلف کا رہتا ہے خیال
گھیرے رہتی ہین بلائین ترے دیوانے کو

جا بجا گل نہین چھلّے کے بدن پر یہ امیر
کیا ریان پھولون کی ہین جی مرا بہلانے کو

بولے وہ مین نے کہا جی کے جو بہلانے کو
مُنہ لگاتے نہین دشمن مرے دیوانے کو

ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رُتبہ ہے
بے وضو مین کبھی چھوتا نہین پیمانے کو

موئے مژگان یہ نہین گردِ تری آنکھون کے
غول پریون کے ہین گھیرے ہوئے میخانے کو

چھیڑ ہر بات مین اچھی نہین یہ اے ناصح
چٹکیان لینے کو آیا ہے کہ سمجھانے کو

دل مین تیرا جو تصور ہے تو اے رشکِ پری
دیکھنے آتی ہین پریان ترے دیوانے کو

بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا بھی پائی
آگ مین پھونک دیا شمع نے پروانے کو

مے پلانے کو جو ہوتی ہے رقیبون کی طلب
زہر تھوڑا سا عنایت ہو مجھے کھانے کو

آ گئے نزع مین تم راہِ سفر کی کھوٹی
رُک رہے تھم گئے تیار تھے ہم جانے کو

بختِ وارون کو کرا اے ساقیِ دوراں سیدھا
کیا کرون لیکے مین اُلٹے ہوئے پیمانے کو

خوانِ اُلفت مین وہ ہے کون سی نعمت جو نہین
خونِ دل پینے کو ہے لختِ جگر کھانے کو

میری آتش قدمی سے نہین واقف حدّاد
بھون ڈالے گی یہ زنجیر کے ہر دانے کو

بجلیان جان پہ توبہ کی گرانے کے لیے
بدلیان گھیرے ہوئے ہین مری میخانے کو

اب خدا چاہے تو مقتل مین اٹھین خوب مزے
برق دم تیغ ہوئی ہے مرے تڑپانے کو

واعظو تم جسے سمجھے ہو سحابِ رحمت
لے اڑی ہے یہ صبا دوشہ میخانے کو

یار کو محفلِ خوبان سے اڑا لائے امیر
بیٹھیے لوٹ کے ہم آج پریخانے کو

صدقے مین مرغِ دل کو ہمارے رہا کرو
تم بادشاہِ حسن ہو اسکو ہما کرو

عصمت یہ اُن سے کہتی ہے اب تم چھپا کرو
نامِ خدا جوان ہوے ہو حیا کرو

چلتے ہو ساتھ میرے جنازے کے ہے یہ خوف
ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو

شوخی یہ ہے کہ دیکھے وہ عاشق کو گالیان
کہتے ہین شاہ جی مرے حق مین دعا کرو

لو ہم تو آگے جاتے ہین صحراے عشق مین
یارو تم اپنے پانوٗن سے کانٹے چُنا کرو

جب پوچھتا ہون مین کوئی تدبیرِ وصل کی
کہتے ہین بُت کہ اپنے خدا سے دعا کرو

پردے مین تم ہو اُسپہ یہ عالم ہے حُسن کا
پردے سے باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو

ہم مانگتے ہین بوسہ تو جھنجلا کے بد زبان
کہتا ہے اپنے مُنہ سے جو چاہو بکا کرو

کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر
اپنی طرف خیال تم اے مہ لقا کرو

جب پوچھتا ہون اُن سے دوا دردِ عشق کی
کہتے ہین پہلے ہوش کی اپنے دوا کرو

مشکل ہے اُس سے حضرتِ دل یون نورسم وراہ
پہلے تم اپنے درد سے دل آشنا کرو

کہتے ہین بزم مین تو تمہارا یہ رنگ ہے
تنہا جو مجکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ اُلفت کی وان امیر
کہتے ہین ہم سنین نہ سُنین تم کہا کرو

اے تیغِ یار ملکے گلے سے جدا نہو
اب روٹھنے کا وقت نہین ہے خفا نہو

وہ کیا حرامِ نار ہے جو فتنہ زا نہو
وہ فتنہ کیا ہے جس سے قیامت بپا نہو

حسن و وفا کا ساتھ تو اے دل ہوا نہو
معشوق نام اُسیکا ہے جس مین وفا نہو

میری نگاہِ یاس کی اک چوٹ کھا تو لے
بیدرد پھر مین دیکھون کہ درد آشنا نہو

چٹکا چمن مین غنچہ تو بولا جھجک کے یار
ٹوٹا کہین مرا ہی یہ بندِ قبا نہو

سوئی پڑے ہین عشق مین تڑپتی ہے برقِ طور
پردہ تمہارے رُخ سے کہین ہٹ گیا نہو

سنتے ہین اوچھے زخم تو خوش ہو کے تو بھی ہنس
یہ تو ہنسی کی بات ہے ظالم خفا نہو

اے ضعف اس قدر تو گھلا میرے جسم کو
آئینے مین بھی شکل مری رُونما نہو

ہر وار مین نمک کی بھی چٹکی چلی ہی جائے
کس کام کی تڑپ ہے وہ جس مین مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہون جوانی کی طرف امیر
کہتے ہین دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکمِ دربان کا ہے عشاق سے سر کو سر کو
ہائے جائین یہ کہان چھوڑ کے تیرے در کو

بدشگونی دمِ رخصت نہ کرو گرم نہو
ٹھنڈے ٹھنڈے مری جان جاؤ سدھارو گھر کو

ہند مین آ کے ہے آئینہ مصاحب اُن کا
مژدہ دے روم مین جا کر کوئی اسکندر کو

تھا وہ پیاسا جو گیا خلد مین دل نے پوچھا
پہلے تسنیم کو پی جاؤن کہ مین کوثر کو

معتکف حجرون مین بن بنکے جو بت بیٹھے ہین
کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو

کون میخوار ہے ذی رتبہ جہان مین مجھسا
تاک دیتا ہے کنیزی مین مجھے دختر کو

ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا
پھینک دے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو

محتسب نے تو کیا دونون کا خون اے ساقی
روئین میخوار ترے شیشے کو یا ساغر کو

ملکے بیٹھا مین شبِ وصل تو جھنجھلا کے کہا
دم گھٹا جاتا ہے گرمی سے ذرا تو سرکو

پھیر کر گردنِ بسمل پہ جو رک جاتے ہین
ذبح کرنے کا سکھاتے ہین چلن خنجر کو

میری ایذا کا ہے کب وادیِ وحشت خواہان
پاؤن سے کہتی ہین کانٹون کی زبانین سرکو

پھیر نا آنکھ کا اچھا نہین مجھ سے قاتل
پھیر دے اس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اس قدر ہے ادب پیرِ مغان محبوا میر

بے وضو ہاتھ لگاتا نہین مین ساغر کو

آج وہ چھاؤن مین تارونکی سدہارے گھر کو
لگ گئی آگ دھندکے مین ہمارے گھر کو

ہائے برسات کی رت مین وہ سدہارے گھر کو
پھونکدے پھونکدے اے برق ہمارے گھر کو

کوے قاتل کو چلین ہم تو عدم کو پہنچین
راہ جاتی ہے اُدھر ہو کے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دل خانہ خراب
پوچھتا تم سے ہے رستے مین تمہارے گھر کو

راہ میخانے کی ہم بھول گئے ہین زاہد
لے ثواب اُٹھکے جو پہنچا دے ہمارے گھر کو

دل جو پھنک جاے تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا
خوش ہون مین آگ لگادی کوئی سارے گھر کو

دیکھون اب خانہ خرابی مجھے لیجاے کہان
گھرا کر کے تو ہین آپ سدہارے گھر کو

گھر سے ہم وادی وحشت کی طرف چل نکلے
چھوڑ کر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

ڈوبنا دل کا جو اشکون مین ہمین یاد آیا
رو دیے دیکھ کے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہے یاد وطن مجھ سے نہ روٹھ اب من جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

مین نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑ کر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بردوش ہین ایسے کہ بگولے کی طرح
بادِ صرصر لیے پھرتی ہے ہمارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جو ایسی دو بھر
کیا ہوئی ہم سے محبت تھی جو سارے گھر کو

جب اُترتی ہین فلک سے تو یہین آتی ہین
ناک رکھا ہے بلاؤن نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گران ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

خیر دل کی نہین افشان کے تصور مین امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

س

مسجدون مین نہ بے محل بیٹھو
زاہدو میکدے مین چل بیٹھو

یارو پڑھتا ہون مین غزل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر مین ستو نہ آج کل بیٹھو
فصل گل ہے چمن مین چل بیٹھو

دیکھو نکلی شہیدِ ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو

کہہ رہی ہے یہ سوزنِ ساعت
چلنے والو نہ ایک پل بیٹھو

جب مین اُٹھتا ہون کوے قاتل سے
روک کر کہتی ہے اجل بیٹھو

شوقِ دیدار کا تقاضا ہے
حشر مین سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھ سے رہ رہ کر
دیکھو اُٹھتا ہون مین سنبھل بیٹھو

وہ جو اُٹھتے ہین فتنے کہتے ہین
ہے تمھین سے چہل پہل بیٹھو

بزمِ ماتم کسی کی سوتی ہے
دو قدم پر تو گھر ہے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئنہ آیا
چوٹ پڑ جائے گی سنبھل بیٹھو

یادِ احبابِ رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے مین اب تو چل بیٹھو

دونون ہاتھون سے تھام لو دلکو
آہ کرتا ہون مین سنبھل بیٹھو

بیقراروں کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی چلمن سے تم نکل بیٹھو

کشتۂ ناز کے ہین پھول ای جان
جی مین آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد مین دل گرفتہ امیر
کسی بھٹی پہ کیون نہ چل بیٹھو

راز توحید کا جو ظاہر ہو
ایک منظور اور ناظر ہو

کوسِ رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شبِ فرقت دراز ہے دیکھین
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو

سخت منزل ہے امتحان کی جگہ
ٹھہرے ایوب سا جو صابر ہو

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
پائے قاتل پہ لوٹتا سر ہو

اتنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر بیگانہ تم مسافر ہو

اولِ عشق مین یہ حال امیر

تم تو آ غنا زہی مین آخر ہو

نہ آؤ تم تو مزاجِ چمن بحال نہو
شجر نہال نہو گل کا چہرہ لال نہو

ہے ایک عمر سے مہمان اسے ملال نہو
شبِ فراق مین ذکرِ شبِ وصال نہو

نکل چلی ہے بہت تیغ ناز و یکدا سے یار
کوئی غریب کہین بے چھری حلال نہو

یہ غیر سے ہے بحبت کہ مین جو ہون بیمار
وہ دیکھنے کو نہ آئین جو غیر حال نہو

جو اوچھے زخم بھی ہنستے ہین مین ڈرتا ہون
ہنسی ہنسی مین کسیکو کہین ملال نہو

یہ چاہتا ہے تحیر کہ دونون ہون تصویر
اُدھر جواب نہو کچھ اور ادھر سوال نہو

دمِ خرام یہ کہتی ہے پاؤن کی چھاگل
وہ سرفراز نہین ہے جو پائمال نہو

خوشی کی دل مین تمنا بھی کر نہین سکتا
خیال ہے ترے غم کو کہین ملال نہو

کرو بناؤ سنوارو تم اپنے گیسو کو
پر اس قدر کہ پریشان کسی کا حال نہو

عروسِ مرگ سے بھی مین لپٹ نہین سکتا
خیال ہے کہ اُنہین اور کچھ خیال نہو

ہٹی جو زلف یہ چہرے کی روشنی پھیلی
مین ڈر گیا کہین صبحِ شبِ وصال نہو

ترے مریضِ محبت کو کوئی کیا جانے
وہی بتائے گا یہ حال جسمین حال نہو

یہ ہمکو رہتا ہے اظہارِ دوستی مین بھی خوف
کہ دشمنون کو تمہارے کہین ملال نہو

بہت ہوئے ہین زمانے مین لوگ شادیِ مرگ
شبِ وصال ہے اپنا کہین وصال نہو

نمودِ خطِ رخِ یار سے ہے خوف امیر
کہ خضر کو بھی کہین زندگی وبال نہو

مار ہی ڈالتے ہین گیسوؤن والے دل کو
بیچ پر بیچ ہین اللہ بچالے دل کو

کیسے اُلفت مین پڑے جان کے لالے دل کو
اس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو

ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا
ورد ہی اُٹھکے سنبھالے تو سنبھالے دل کو

تاک کر تیر ہی سینے پہ لگائے ظالم
یون ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری
تجھ سے روٹھا ہے مری جان منالے دل کو

ناوک ناز یہ ایسا ہے بھروسا مجکو
سفت بھی لے تو کروں اُسکے حوالے دل کو

تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو
کس توقع پہ کوئی بیچ مین ڈالے دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہین
ہاے چھلنی کیئے دیتے ہین یہ چھالے دل کو

اُنکے گیسو تو بلا ہو کے پڑے ہین پیچھے
بے ڈسے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دل کو

کوئی پامال بھی کرنے کو نہین لیتا ہے
مجکو دو بھر ہے کروں کس کے حوالے دل کو

تیری خلخال کی آواز سے چیخ اُٹھتا ہے
تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتی ہین نالے دل کو

دل کیا نذر جو مین نے تو کہا ٹھکرا کر
جان اپنی جسے دو بھر ہو وہ پالے دل کو

بھیجے دختر رز سے ہین لگاوٹ مین سوا
تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو

تم جو پوچھو تو کرے کون تمنا ے اجل
جان بھی دین نہ قضا کو جو ادا لے دل کو

ہو گیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہے ہے
کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو

اسکو زنجیر مین جکڑے گی گلے کی زنجیر
طوق پہنائین گے وہ کان کی بالے دل کو

اپنے مطلب کی اِنہین آتی ہین کیا کیا گھاتین
ناز سے مانگتے ہین ناز و نکے پالے دل کو

چکھ چکا خوب محبت کے مزے دل دے کر
لاؤ جاؤن مین کر دو میرے حوالے دل کو

سخت نادان ہے کہ مٹتا ہے وہ پاؤن کی تلے
کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگالے دل کو

وہ دمِ رقص جو ٹھہرا بار لگائین ٹھوکر
پھر کہان تک کوئی سینے مین سنبھالے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حُسن کس کام کا جو آن نہو
کیا وہ معشوق جس مین شان نہو

اے جنون لیچل اب وہان کہ جہان
یہ زمین اور یہ آسمان نہو

اُسکی تصویر نیکے سوتا ہون
کہین وہ شوخ بد گمان نہو

یون مٹا الفتِ خدا مین خودی
نام باقی رہے نشان نہو

ہم رہین تم رہو وصال رہے
غم نہین ہے جو یہ جہان نہو

ہو رہین ہم تو اے صنم تیرے
تو ہمارا خدا کی شان نہو

وہ بھی معشوق ہے کوئی عشوق
جسمین جوبن ہو آن بان نہو

زلف مجھ زار کو دکھائی واہ
اُسپہ سو دل سے جسمین جان نہو

مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ
میفروشی کی یہ دکان نہو

وہ اُٹھاتے نہین مرا مردہ
کہتے ہین دیکھو امین جان نہو

مسیحون کا عروج کیا جب تک
پاؤن کے نیچے آسمان نہو

ہین جو آیا کہا یہ اُس نے امیر
دیکھنا یہ وہی جوان نہو

مُنہ دکھا دو جو ہم ندیدون کو
تو جلا لو اجل رسیدون کو

ملتے ہین تربتون مین عید و فکو
کیا خوشی ہے ترے شہیدون کو

کہتے ہین رشک سے کہ لپٹی ہین
حسرتین کیون مرے شہیدون کو

تو وہ بُت ہے جو کعبے جا نکلے
بُت بنا دے خدا رسیدون کو

ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین
کیا مزے ہین ستم کشیدون کو

نامہ بر لا مرے خطون کا جواب
پھاڑ کر پھینکدے رسیدون کو

اِس ادا سے کیا شہید اُس نے
خونبہا ملگیا شہیدون کو

دیکھ لے حالِ شمع و پروانہ
گھر جہنم ہے زن مریدون کو

سیرِ فردوس و سایۂ طوبیٰ
ہو مبارک ترے شہیدون کو

اور تو آسرا نہین کوئی
یاس ہے آس نا اُمیدون کو

آئنہ خانے مین وہ کہتے ہین
کوئی دیکھے تو اِن ندیدون کو

چشمِ بد دُور اب تو حورین بھی
گھورتی ہین ترے شہیدون کو
جتنے بُت ہین یہان وہ جنت مین
سب ملین گے خدا رسیدون کو

قفلِ خاطر تو کیا کھلے گا امیر
آزماتے ہین ہم کلیدون کو

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائین مجکو
پہلے لے لینے دو جی بھر کے بلائین مجکو
دیکھے اُن زلفون کو دل جان مصیبت مین پڑی
پیٹی جاتی ہین زمانے کی بلائین مجکو
حکم دے عفو کو یارب کہ کرے مطلع صاف
مرگ کے بعد بھی گھیرے ہین خطائین مجکو
ہائے وہ لوگ جو رکھتے تھے مدام آنکھو مین
اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نپائین مجکو
دلکو بند ہجا تا ہے جس شب ترے گیسو کا خیال
نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جانان مین امیر
کیا نگہبانون کی طاقت کہ اُٹھائین مجکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو
جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو
عکسِ آئینہ سے وہ کہتے ہین
تم بھی کیا مجکو پیار کرتے ہو
ہے جو نفرت اُمیدوارون سے
کیون پھر اُمیدوار کرتے ہو
دلکے دو ٹکڑے اک نگہ مین کیے
اور پھر آنکھ چار کرتے ہو
بنکے انجان مجھ سے کہتے ہین
سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو
ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی
سنتین تم ہزار کرتے ہو
روز آنے کو جب کہا بولے
اِک تمھین مجکو پیار کرتے ہو
تم ہو خنجر ہے مین ہون قتل کرو
کس کا اب انتظار کرتے ہو
مین نے تعریفِ حسن کی تو کہا
کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کس کو دل دیا ہے امیر

جان کسیز نثار کرتے ہو

میکشو الجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
سُنہ کی کھائیگا جو آئے تمپہ مُنہ آنے بھی دو

آنسو ونکے ایک چھینٹے مین بجھا دونگا مین آگ
آتش افروز انکو بھڑکانین تو بھڑکانے بھی دو

خوف کیا تنہا ہے وہ مجمع یہان سے میکشو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو

وہ خطِ عارض وہ گیسو دیکھکر آیا خیال
غول پریون کا ہے اسکے ساتھ دیوانے بھی دو

تخت دل میرے جو دیکھے ہنسکے اُس گل نے کہا
پھول یہ بے فصل کے ہین انکو مرجھانے بھی دو

آؤ ہم تم میکشو مسجد سے میخانے چلین
یہ جو سر سجدون مین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو

کون پوچھیگا تمہاری نغمہ سنجی کے حضور
زہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو

ابرو ونکو اور آنکھون کو تو اُن کی دیکھیے
ساتھ ہی دو مسجدون کے ہین یہ میخانے بھی دو

حضرتِ دل ہو چندے ربط پریون سے رہے
حورین جنت مین جو گھبراتی ہین گھبرانے بھی دو

تنگ ہو کر کہتی ہے شاطہ اُن سے بار بار
اس قدر اُلجھو نہ صاحب بال سلجھانے بھی دو

بوسۂ لب لیکے خود ہی بن گیا ہے بت اسیر
بات کیا ہے تم بھی چپکے ہو رہو جانے بھی دو

دیکھ سکتے نہین پیاسے مرے آنسو مجکو
روز دیجاتے ہین پانی کوئی چلّو مجکو

پھولون کی سیج سے آتی ہے تری بو مجکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجکو

آبرو سے نگہِ لطف سے گر تو مجکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورتِ ابرو مجکو

سرگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
گھورتے ہین یہ جگائے ہوئے جادو مجکو

کشتہ ہون وحشتِ طرزِ نگہِ قاتل کا
خطِ شمشیر ہے موجِ رمِ آہو مجکو

بون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
پھولون مین چھوڑ دیا توڑ کے بازو مجکو

چتونین چلتی ہین لیکے نکیلی چھریان
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجکو

گھر سے کیون مجلسِ منعم مین لیے جاتی ہے حرص
چار زانو سے بٹھاے گی دو زانو مجکو

لوٹتا ہے دل دیوانہ لپٹنے کے لیے
ساتونے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

چوم کر آنکھون مین رکھ لون انہین پتلی کیطرح
یاد دلواتے ہین جگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کہا ہے مجھے حاجت دریائے عرق
آپ سے ڈوبے گا میرا عرق رو مجکو

آرسی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
دیدے پھوٹین ترے کیون گھورتی ہو تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ جمکر بیٹھے
درد دل ایسا بتا دے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمد پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنا دے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھ کے روتا ہون ہنسی ہوتی ہے
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سمجھے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھ کے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شرم عصیان نے بنایا ہے لجا لو مجکو

میکش راز ہون بستر ہے مجھے چادر آب
ہے حباب لب جو تکیہ پہلو مجکو

کون پہنچائے مجھے کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش ہوا کر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اے درد نہ دے تو مجکو

عالم عشق مین بھی ہے الفت گیسو مجکو
چاہیے لخلخۂ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہے ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دبا کر تہ زانو مجکو

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اسکی
شیر کے منہ پہ لگا لے گئے آہو مجکو

نگہ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اسکی
کہ اچھوتا مرا پنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہر دندان کی تلین
طبع سنجیدہ کی ہاتھ آئی ترازو مجکو

عاشق چشم ہون دل لوٹ کے رہجاتا ہے
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہوجاتا ہے اچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکت جم
ٹاٹ مسند ہے سبو تکیۂ پہلو مجکو

چشم و ابرو کے اشارون سے ہوا یہ ثابت
زیرِ شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجکو

بار بار اُس گلِ خوبی کا سمٹنا شبِ وصل
یاد دلواتے ہین شرما کے سجا لو مجکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ ختن سے احباب
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہ ہوا سنجیدہ
طابعِ بد نے کیا سنگِ ترازو مجکو

آبرو جان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبو کر مرے آنسو مجکو

اِس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آئے تہی بو مجکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کے مارے
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھ کے آہو مجکو

روح ہوتی ہے جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اِسیدن کے لیئے لائی تھی یہان تو مجکو

پھونک ہی دیتی مجھے گرمیِ رخسارِ امیر
اپنے سائے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجکو

حسرت آئی یہ انھین دیکھ کے بسمل مجکو
چلبلا ایسا ہی ملجائے کوئی دل مجکو

دیکھ سانیند جو آئی دمِ بسمل مجکو
اپنے زانو پہ سُلا رکھے گا قاتل مجکو

تو نہ کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا مجکو ملے اور ترا دل مجکو

لو سے پر لو سے دمِ ذبح اشارون مین لیے
اچھی سوجھی یہ تہِ خنجرِ قاتل مجکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمیِ محفل مجکو

پھر مزہ مجکو چکھادون مین دل آزاری کا
چار دن کو بھی جو ملجائے ترا دل مجکو

کچھ اس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہِ خنجرِ قاتل مجکو

شبِ غم کون ترس کھا کے ہے رونیوالا
کبھی رو لیتا ہون مین دل کو کبھی دل مجکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقشِ قدم
پاؤن رکھتا ہون جہان ملتی ہے منزل مجکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنے گھر مین
گھر تلک آ کے مرے لے گئی منزل مجکو

بن سنور کر جو نکلتے ہین ادھر سے وہ کبھی
گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو

دست و بازو کی ہو خیر اور لگا دے اک ہاتھ
میرے بیدرد نہ جا چھوڑ کے بسمل مجکو

اُسکی رحمت سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
پھر ہے سب سہل کڑی ہے یہی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سے قاتل مجکو
پھیر دو پھیر دوا سے جان مرا دل مجکو

غنچے حوروں کے جو فردوس برین مین دیکھے
یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو

سانس کے ساتھ رگ جان سے لہو آتا ہے
نیشتر بن کے نہ چبھیڑ اے خلش دل مجکو

اُسکے خنجر نے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون
وجد مین آتے ہین کیون دیکھ کے بسمل مجکو

ہون وہ مجنون کہ جو لیلیٰ کی طرف جاتا ہون
اُٹھکے تعظیم کو لے پردۂ محمل مجکو

اس تمنا مین کہ للچائین مجھے اُٹھ نہ سکا
ہوے اترے ہوے ہارا نکے سلاسل مجکو

دشت وحشت مین یہ آنکھون مین بسی ہے لیلےٰ
ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو

وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ
نکلی ہین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو

دونزاکت سے یہ کہتے ہین نہ پہنونگا مین ہار
عکس دانتون کا پہنا دے گا حمائل مجکو

تشنہ لب دیکھکے کھینچا مجھے خنجر کی طرف
لیگیا پیاس مین قاتل لب ساحل مجکو

شوق نظارۂ لیلےٰ جو بنائے اندھا
سرمہ دے دوڑکے گردیس محمل مجکو

شوق پابوس کسی کا ہے مجھے وحشت مین
پاؤن چومے گی جو پائے گی سلاسل مجکو

گڑگڑا کر کچھ اس انداز سے بوسہ مانگا
بھیک دینے وہ بڑھے جانکے سائل مجکو

ساری دنیا مجھے اس پردے مین اللہ نے دی
کہ دیے آنکھون مین رکھ لینے کے دو تل مجکو

یاد اُس شوخ کی تڑپاتی ہے اسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

کم نہین ہوے کم سے جسمِ لاغر دیکھ لو
فرق کیا ہے ہو گئے ہم تم برابر دیکھ لو

میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
اک ذرا آئینہ اپنے آگے رکھ کر دیکھ لو

دیدۂ بلبل سے نظارہ رخِ گل کا کرو
فاختہ کی آنکھ سے قدِ صنوبر دیکھ لو

نزع مین ہچکی جو آئی اُس نے کوٹھے سے کہا
سر اُٹھا کر ایک ذرا نیچے سے اُوپر دیکھ لو

باغ مین تم نے کیا طاؤس کو تو پائمال
کوہ پر ہے کبک اب اسکو بھی چلکر دیکھ لو

حسن مین بیجا ہے یکتائی کا دعویٰ جانِ من
اک حسین ہے اور آئینے کے اندر دیکھ لو

نزع مین جاتے تو ہو بالین سے مجھ بیمار کے
اک نظر آنکھون کا صدقہ اور پھر کر دیکھ لو

سوچ کیا نظارۂ برقِ تجلی مین امیر
کھولدو آنکھین دکھائے جو مقدر دیکھ لو

ہو وصل پر دوئی کی کہین اُس مین بو نہو
تو ہو تو مین نہون مین اگر ہون تو تو نہو

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو
قابل نماز پڑھنے کے مسجد مین تو نہو

پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہین مجھے
اے دردِ دل جدا مرے پہلو سے تو نہو

وہ گم شدہ ہون مین کہ اگر چاہون دیکھنا
آئینے مین بھی شکل مری روبرو نہو

قاتل لگا رہا ہے جو تیغِ نگہ سے زخم
منظور ہے کہ چاکِ جگر مین رفو نہو

ملنا تو کیا حنا کو لگائین نہ ہاتھ وہ
جب تک شریکِ خونِ ہزار آرزو نہو

مسجد مین مین نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج
مے لاؤن میکدے سے جو آبِ وضو نہو

مہندی لگاتے ڈرتے ہین کہتے ہین بار بار
شامل کسی شہید کا اس مین لہو نہو

غش آگیا ہے مجکو گمان اور کچھ نکر
اچھا ہون مین اُداس مری جان تو نہو

شیاطین اسی کی ہین یہی جڑ ہے فساد کی
تو ہو بتکدہ مجھے کعبے سے کم نہین

کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے مین تو نہو
مین اُن کو دیکھتے ہی جو کل لوٹنے لگا
بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم
دوڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحن چمن ہوا بر ہو شیشہ ہو جام ہو
یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہائے مین نے جو محفل مین تو کہا
دیکھا اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو

کہتے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر
یہ شرط ہے کہ آگے کوئی آرزو نہو

ساری چمک دمک تو انھین موتیون سی ہے
آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئنے کے یہ دل ہے امیر کا
پہچان لے جو وہ تو کبھی رو برو نہو

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہے دم لیلو
نہ چھیڑو نگاہین جیسی چھا ہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہ لطف ہی پر دل صنم لیلو
تمہارا مال ہے تم دیکے قیمت ہیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے
کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مرے جاتے ہو دم لیلو

سوئے میخانہ آنکلے جو قاضی وقت زر بولی
بڑے مرشد ہین حضرت میکشو اٹھو قدم لیلو

زمین گور ہر مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے
اتر جائے تھکن آگے گڑی منزل ہے دم لیلو

خدا نے دن یہ دکھلایا کہ وہ بت مہمان آیا
ملے تو شیخ سے کہہ سنکے دو دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرت مجنون کہ آئی نجد مین لیلے
نہ پہنچے ہاتھ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراق یار کا دن کم نہین عاشور سے نالو
اٹھاؤ تعزیہ مین اپنے دل کا تم علم لیلو

دکھاتا ہے جو زور نشہ بسم اللہ میخوارو
فلاطون سے نہ ہاتھ آئے اگر خم جام جم لیلو

نہ ملنے تک یہ اے شیخ حرم سارا تقدس ہے
برہمن بنے تو سجدے کرکے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسمانو خاک مین گڑ جاؤ تم سا تون
جو میرے سر سے اپنے سر پہ میرا بار غم لیلو

چمن مے پینے کو ہے میکشو برسات مین لازم
نہ بیچے تو کرایہ دیکے رضوان سے ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اس ترک کے کشتون کی عیسی
کہان تک قم کہو گے سنہ سے تھک جاؤ گے دم لیلو

غرض تو میکشو مستی سے ہے تکرار سے حاصل
ملے پیر مغان سے جسقدر ہیش و کم لیلو

ہم اُسکے ہو کے ہیں عاشق ہمیں کیا غیر سے مطلب
عبث کہتی ہے یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امیر اک عیسیِ دوراں کو خط لکھنا جو ہو تمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سے قلم لیلو

جو وقتِ بوسہ آیا ہو ذرا بھی لعلِ جانان کو
گہر کی طرح پیسوں توڑ کر میں اپنے دندان کو

آتا ہوں جس میں آنکھیں دیکھکر اُس شاہِ خوبان کو
جگہ پیدا ہو میں دی پریوں کے لاکھ سے سلیمان کو

گلوں سے جا کے میں نے داغِ دل اپنے دکھائے تھے
نہیں شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو

خدا نے حسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے
یہ لعنت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہے حیران کو

ہو ور وکے ان آنکھوں سے ایسے گل کھلاتی ہیں
چمن سے دیکھنے آتے ہیں گلچیں میرِ بستان کو

بغل سے کہیں پیری میں ہم اس در سے چھوٹیں
شکستہ حال جب دیکھا نہیں جاتا ہے دندان کو

میں اُٹھتا ہوں تو کانٹے پاؤں پڑ پڑ کر یہ کہتے ہیں
اجی بیٹھو بھی کیوں ویران کرتے ہو بیابان کو

جب گلی صحبتیں یاد آتی ہیں یارانِ رفتہ کی
نکل گھر سے دیکھ آتا ہوں میں کوئے غریبان کو

تیری یادِ رخ میں جب کسی صورت نہیں ملتی
تو بوسہ دیکے آنکھوں سے لگا لیتا ہوں قرآن کو

وداعِ آنکھیں ماتی ہیں اوٹ ہے مژگان کی دامیرا
کریبان جھانکتی ہیں ان حجر کو ہے سلیمان کو

اگر یوں بیٹھکے جیسے دل میں وہ مژگان کھٹکتی ہے
مژہ کی طرح رکھ لوں آنکھ پہ نثارِ فیلبان کو

سوا اب تک ہو نیکے نہیں حسرت کوئی باقی
کہ سیر ہو گیا جی دیکھکر کوئے غریبان کو

قیامت ہے نہ دوں تسبیح اُسکی چال کو کیونکر
اُٹھا کر راہ میں رکھتے ہیں جسکے دامان کو

تڑپنا جانتا ہوں لذتِ نارک سے اے قاتل
نہ میں سوفار کو جانوں نہ پیچانوں میں پیکان کو

گیا میں بزمِ جانان تک تو بولے وہ سکندر سے
اُٹھا دو آئنے کو بیٹھنے دو میرے حیران کو

میں اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہوں دیوانہ
چھپائے رکھتی ہے پردے میں عصمت جسکے دامان کو

عبث ترکش میں قاتل رکھے رکھے زنگ لگتا ہے
مجھے دے پھیر کر پہلو میں کھولوں تیرے پیکان کو

تصویر قید میں ہے اے امیر اک بت کی آنکھوں کا

پریخانہ بنا رکھا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنے عیبون کا خیال آئے نہ انسان کو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھ سے محبت مین تو بھوکا ہون محبت کا
اُٹھا رکھین یہ نعمت ہائے الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تھا مین بھی آتا ہون
مبارک باد دے آئے کوئی گور غریبان کو

نہ جلنے دین نگہبان مجکو زندان سے نہین پروا
مری زنجیر کے نالے تو جاتے ہین بیابان کو

مین اے بت مصحف رخ کو ترے چھو کر ہوا مجرم
مسلمان راتدن بوسے دیا کرتے ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقت صید یاد آئی
دیا رحم نے چوسا مزے لے لے کے پیکان کو

خیال آسودگان خاک کا دل سے نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گور غریبان کو

پری کو بھی آتے یون نہین دیکھا ہے شیشے مین
عجب انداز سے تو نے اتارا دل مین مہمان کو

اُن آنکھون کی فتنہ بازی مین دل کھویا گیا میرا
لگا ہون مین اُلٹا کرنے یہ پیمان سلیمان کو

جو ملتا ہے یہ مہندی مین تو مہندی رنگ لاتی ہے
پسند اسواسطے کرتے ہین وہ خون شہیدان کو

جگر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تیغ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ مین ہی اسکو پہچان کو

دبا رکھا ہے اُسنے ایک مدت سے گلا میرا
کوئی جھٹکا تو شہ دے اے دم وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہے وصل کی شب کچھ تو بڑھ جا
مری خاطر سے دم بھر کھول دے زلف پریشان کو

بہار گل مین کام آئے نہ اے بخیہ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اسلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر بے وحشی نے
ہلایا نرمے نے صبح تک دیوار زندان کو

بہت ہی زور پر دست جنون ناصح الگ رہا
نہ دامن نہ پکڑے چھوڑ کر مرے گریبان کو

ہوائے گل سے کہتے ہین اولا کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہے ہر دم بس ساتھ اپنے گلستان کو

مین وہ بدمست وحشی ہون جو میرا دست جس جاتا
بنا تا بوتلون کی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

یہ تیر کہان سے کہ ہے جنون اڑکے پھولون تک
کبھی چھوٹ قفس سے جھانک لیتا ہون گلستان کو

گرد اغیار بیچ مین تو ہو
ہاے کیونکر قضا پہ قابو ہو

حمام ہو شیشہ ہو لبِ جو ہو
یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو

بوسہ کب چاندسی جبین کا لیا
کیا سبب ہے کہ چین با بَرو ہو

آمنہ اور وہ رخِ روشن
شانہ ہو اور اُس کا گیسو ہو

عشقِ ابرو ہے عاشقو مشکل
تیغ باندھو جو زورِ بازو ہو

بات کہتے زبان کٹتی ہے
کس سے تعریفِ تیغِ ابرو ہو

کیا تمہارا ملے چمن مین نشان
رنگ مین رنگ بو مین تم بو ہو

عاشقِ چشم بھی شراب پیین
جاے ساغر جو چشمِ آہو ہو

پاس سے تم اُٹھو تو دل بیٹھے
کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو

قد ہے طوبےٰ تو لبِ تر ہے کوثر
وہی فردوس ہے جہان تو ہو

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سربزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو
شام ہی سے ہے یہ دھمکی کہ سحر ہونے دو

ناوکِ ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو
کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو

دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین
یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو

وصل ہو قتل ہو جو مد نظر ہو ہو جاے
یا اِدھر ہونے دو یا مجکو اُدھر ہونے دو

جسنے یہ دردِ دیا ہے وہ دوا بھی دے گا
لا دوا ہے جو مرا دردِ جگر ہونے دو

مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے
ہونے دو ساری زمانے کو اُدھر ہونے دو

تلملانے مین تڑپنے مین کمی کی کس دن
ہے جو اسپر بھی خفا دردِ جگر ہونے دو

کبر سب خاک مین ملجائیگا مغرورون کا
اک ذرا گورِ غریبان مین گزر ہونے دو

ذکرِ رخصت کا ابھی سے نہ کرو بیٹھو بھی
جانِ من رات گزرنے دو سحر ہونے دو

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہو گا ہم سے
لاکھ نازک ہے حسینون کی کمر ہونے دو

تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر کھینچے
میرے دل تک تو ذرا اُسکا گزر ہونے دو

وصلِ دشمن کی خبر مجھ سے ابھی کچھ نہ کہو
ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو

ہاے وہ وصل کی شب اُنکا ادا سے کہنا
باندھنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو

جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین
رشکِ جگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو

شوق سے تم ہو در و بام پہ سرگرم خرام
دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو

آنے دو آنے دو زلفون کو ذرا گالون پر
شاہدِ شب کو ہم آغوشِ سحر ہونے دو

خواب مین آکے وہ بولے مرے ارمانون سے
بیخبر کو نہ خبردار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینون کو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیف ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دخترِ رز کی ادا تو دیکھ
واعظ ذرا سی پیکے تو اُس کا مزا تو دیکھ

اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہے گھر مین کیا
بلبل کا سُن نہ حال چمن کی فضا تو دیکھ

بُت سنگِ طور کے ہین ترے سنگ ہی نہین
زاہد کدھر خیال ہے نورِ خدا تو دیکھ

وہ رُخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن
کعبے کا دیکھنا نہ سہی کا لکا تو دیکھ

اب تو نہ بند کر رہِ میخانہ محتسب
نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھ

اُس آستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پہنچا کہان رسائیِ ذہنِ رسا تو دیکھ

چمن مین غیر بھی آے جو میرے یار کے ساتھ
ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھ

خزان مین کہیے نہ بلبل سے چہچہانے کو
کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھ

کیا وہ نالہ کہ دل سے مل گئین پھانسین
ہوا مین اُڑتے ہین جس طرح غبار کے ساتھ

مزار سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا
ہین تو روتے ہین شمع سر مزار کے ساتھ

چرائے رنج و مشقت سے جی نہ طالب عیش
کہ نوش نیش کے ہمراہ گل ہے خار کے ساتھ

شب وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے
مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ

بجا ہے آنکھ جو ہے جوش گریہ سے بے نور
نظر بھی بہ گئی ہے آنسو ونکے تار کے ساتھ

عدم کو روح گئی رہ گیا تن خاکی
پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

ذرا ہوے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر پھر گئین آنکھین نگارہ یار کے ساتھ

رکھتے ہو رقص مین جو کمر پر اٹھا کے ہاتھ
موے کمر سے باندھو گے زنار حنا کے ہاتھ

چھوٹین جو اپنے ہاتھ سے اس دلربا کے ہاتھ
سارے جہان ہی سے بیٹھ ہین ہم اٹھا کے ہاتھ

ڈھکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ
دے ڈال جام کھینچ نہ ساقی بڑھا کے ہاتھ

اب تک تو تیغ یار سے موڑا نہین ہے منہ
آیندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ

کچھ بھی ہوئی جو دست درازی شب وصال
چین جبین سے اسنے چھری لی بڑھا کے ہاتھ

ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھکر وہ جھیپ جائے
سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اٹھا کے ہاتھ

لیں اسنے ہاتھ اٹھا کے جو انگڑائیان کبھی
جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑھا کے ہاتھ

کب سعی سے اچھلتے ہین ڈوبے ہوئے نصیب
دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ

دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کردیا
کتنون کو تم نے ہاتھ سے کھویا دکھا کے ہاتھ

دیکھی جو اسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق
کیا چاندنی ہے توڑیے تاری بڑھا کے ہاتھ

وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسیکا بس
جلاد بیٹھ بیٹھ گئے سب تھکا کے ہاتھ

کہتا ہے قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار
بدنام ہاے صفت ہوئی ہم لگا کے ہاتھ

قاضی کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل
بنتا العنب پڑی ہے عجب پارسا کے ہاتھ

بس مین مرے نہ موت ہے میری نہ زیست ہے
یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

بے کار عشق مین نہ گئین میری ہڈیان
بھیجا سگ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ

خون اُسنے میرے دل کا کیا ہی یہ کون ہے
مہندی نے باندھی کیون مری دلربا کے ہاتھ

تارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے
سورج یہ لے رہا ہے بلائین بڑھا کے ہاتھ

یہ دل جُدا جُدا کے کسے اُسنے دیدیے
خالی ہین دیکھنے مین تو دزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اُڑا رہا ہے تو کچھ غم نہین امیر
خط لکھ کے بھیجدونگا مین بیکیف صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اُسے دھیان ہی کچھ
دل کہ سمجھا ہے کہ طرح یہ انسان سے ہے کچھ

کر کے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے
کون تعظیم کرے اسکی یہ قرآن سے ہے کچھ

نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے
لا اُبالی ہین ترے رند اہین ارمان سے ہے کچھ

سبز عمامہ بسنتی ہے عبا ریش سپید
نو بہار رنگ ہین داغون کی تیرے شان سے ہے کچھ

کر کے زخمی مجھے مقتل سے چلا ہے قاصد
دوڑ کر کرتی یہ کہدے کہ ابھی جان سے ہے کچھ

غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا
شیر کے منہ مین چلا ہے اری نادان سے ہے کچھ

ہو نہ ہو آئی ہے اُس کوچہ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہے امیر آج پریشان سے ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
طرفہ نکالا آپ نے جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

گل رُخ نازک زلف ہی سنبل آنکھ ہی نرگس سیب زنخدان
حُسن سے تم ہو غیرتِ گلشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ساقی بزمِ روزِ ازل نے بادہ حسن بھرا ہی اسمین
آنکھین ہین ساغر شیشہ ہی گردن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

قہر غضب ظاہر کی رکاوٹ آفتِ جان در پردہ لگاوٹ
چاہ کی چتون پیار کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ

غمزہ اچکا عشوہ ہی ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین
چور نگاہین تازہ رہزن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

نور کا تن ہے نور کے کپڑے اُسپر کیا زیور کی چمک ہے
چھلے کنگن اُسکے جوشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

جمع کیا ضدین کو تنے سختی ایسی نرمی ایسی
موم بدن ہے دل ہی آہن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر ہین یا معشوق کا گہنا
صاف ہے بندش مضمون روشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ردیف یاے تحتانی

کیون وصل کی چرخ کو خبر کی — آمد ہے جو شام سے سحر کی
کیسی آرزی دلنہ ترانی — تھی ایک صدا ادھر اُدھر کی
اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا — پھانسین نہ چھپین مرے جگر کی
خط لیتے ہی چار یار غمدم کو — اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی
نیرنگی چار باغ عالم — گڈری ہے ترے گدائے در کی
کچھ میری سنو کہو کچھ اپنی — باتین نہ کرو ادھر اُدھر کی
خط یار نے اُس طرف کیا چاک — یان اُڑ گئین دھجیان جگر کی
دن بھر مجھے رکھتی ہین پشیمان — شرمائی وہ چتونین سحر کی
ہر بات مین ہو زبان سے نکلا — جب ہمنے کہی کہی اُدھر کی
غفلت مین نہ کھو شباب اے دل — یہ رات ہے جان عمر بھر کی
سینے مین نہین ہے داغ ظالم — اُبھری ہین یہ چٹکیان جگر کی
چھاگل کا یہ شور ہو شب وصل — آواز سنون نہ مین گجر کی
عنقا جسے جانتا ہے عالم — پرچھائین ہے وہ تری کمر کی
آنکھین کھولین بھی بند بھی کین — وہ شکل نہ سامنے سے سرکی
ہنگامۂ حشر کو جو دیکھا — ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی

شام شب ہجر و عمر آخر
امید امیر کیا سحر کی

دوسرا کون ہے جہان تو ہے — کون جانے تجھے کہان تو ہے

لاکھ پردون مین تو ہے بے پردہ
سو نشانون مین بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت مین تو ہے جلوت مین
کہین پنہان کہین عیان تو ہے

نہین تیرے سوا یہان کوئی
میزبان تو ہے میہمان تو ہے

جسم کہتا ہے جان ہے تو ہی
جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے

نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھ
جلوہ فرما یہان وہان تو ہے

رنگ تیرا چمن مین بُو تیری
خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرمِ راز تو بہت ہین امیر
جسکو کہتے ہین رازدان تو ہے

جتنی نکی کہ نامہ سیاہی مین رہگئی
اتنی ہی دیر عفوِ الٰہی مین رہگئی

حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی
کچھ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی

صد شکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوئے
حرمت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی

آنکھ اُس نے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست
آدھی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی

تھی زار کوے یار مین کیا جاتی اپنی خاک
اتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی

دی بھی تو قدِ یار کو طوبے سے دی مثال
پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی

دیکھو تعلیان مری قندیلِ آہ کی
کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی

ڈوبے ہوئے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح
کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی

بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس سی ہوئین دوچار
چومک چمک کے سیاہی مین رہگئی

ساحل پر آکے تمنے دکھائین وہ شوخیان
بیتابی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی

ابلیس اُدھر تھکا تو مرا دل اِدھر تھکا
دوہا تھ چل کے رہزن و راہی مین رہگئی

منہ زورِ حشر موڑ گئی تیغِ یار بھی
چلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی

صد شکر منہ سے نامِ محمد نکل گیا
بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی اُمید بر آئے

آمد جو شبِ وصل کی سُن لے مرے گھر مین
اللہ رے صندشام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دمِ نزع
اچھی ہی الٰہی کوئی وقتِ سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودیِ عشق کے ہم پر
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدھر آئے

عاشق کی طرف خود نہین جاتے ہو تو کہدو
کچھ ناوکِ دلدوز ہی تسکین کر آئے

آئے وہ دمِ بازپسین یون مرے گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دلمین مرے کیونکر اُتر آئے

ہمسایہ ہی کے کوٹھے پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اور وہ نکلے گھر چاندنی ہی میرے گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری اُمید بر آئے

یاد آئے اگر مجکو چمن کنجِ قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیم سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخمِ جگر چھیڑ رہے ہین
قاتل وہ لگا ہا تھ کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیران سے نباہے کوئی الفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملائے چراغ محفل کے

شرم لیلےٰ تو مانعِ دیدار
صفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکھین جو طرزِ نالہ کشی
پھول مُنہ چوم لین عنادل کے

دل مین آکر نہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بن گئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیون مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین مجنون کا
بیچ مین پڑ کے پردے محمل کے

غم کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہے دل کے

اب تو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے — چھپا پہنے ہوئے دیکھے خونِ بسمل کے
ہوں جو واقف جزائے احسان سے — ہاتھ چومیں کریم سائل کے
کیسے مجنوں کے ننگے ہیں رقیب — پاکے لیلیٰ کو پردے محمل کے
حالِ دل درد و داغ سے پوچھو — یہ بڑے رازدار ہیں دل کے
موت سے وہ جھڑک کے کہتا ہے — ہٹ نہ آپاس میرے بسمل کے
پوچھتے ہیں وہ مجھ سے عید کے دن — کہو کیا مل گئے گلے مل کے
تیر آتے ہی دل کو لے نکلے — اے مجھے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے لگا کر آپ سے
آڑ سے آسیؔ کی دستِ مشکل کے

وہ بن سنور کے جو صحرا سے ہیں چھپا کے لیے — مزے ہیں آج دلِ درد آشنا کے لیے
خیال ہی میں مزے وصل و ربط کے لیے — ملا جو بوسے تو ہونٹوں کو بھی چھپا کے لیے
مجاز میں بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر — بتوں کی راہ میں پھرتے ہیں ہم خدا کے لیے
خدا کی شان ہو شوخی سے — ترس ہی ہیں وہی آنکھیں اب حیا کے لیے
دہانِ زخم میں خنجر دھار کر کے کہتے ہیں — کہ لے زبان تجھے دیتے ہیں مرحبا کے لیے
دکھاؤ بھگاتے ہو دل انکو پھول داغوں کے — نگار ہا ہوں یہ ڈالی اک آشنا کے لیے
یہ ہچکیاں نہیں آتی ہیں نزع میں پیہم — بٹھائی جاتی ہے ڈاک آپ قضا کے لیے
وہ آئیں نزع میں چلتی نہیں زبان مری — نگاہ پاس تو ہے عرضِ مدعا کے لیے
دمِ اخیر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو — مسافروں پہ ترس کھا ذرا خدا کے لیے
نگاہِ لطف بھی خالی نہیں ہے تو ہی سے — کسی کو تو نہ کبھی چھوڑ دے دیا کے لیے
یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاں ہر دم — دعائیں مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے
دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہیں — نشانہ خوب ہیں سینا و کف حنا کے لیے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت
یہ سب زبانیں ہیں اظہارِ مدعا کے لیے

درست کرتی ہے کیوں بار بار مسطر
شکستِ عیب نہیں گیسو دوتا کے لیے

امیر کعبے کو جاتا ہوں میں تو دیر سے بُت
پکارتے ہیں اِدھر بھی ذرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی

ٹھوکریں کھلوائے گی یہ چال اُٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پہ اترائی ہوئی

آئینے میں ہر ادا کو دیکھ کر کہتے ہیں وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جانِ بلب حسرت میں پاتی ہے جو مجھ ناشاد کو
کیا ہنسی پھرتی ہے ان ہونٹوں پہ ترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یہ کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونوں کی رسوائی ہوئی

کہہ تو اے گلچیں اسیرانِ قفس کے واسطے
توڑ لوں دو چار کلیاں میں بھی مرجھائی ہوئی

میں تو رازِ دل چھپاؤں پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیفِ مستی میں بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ
اُنکو انگڑائی بھی آئی ہے تو شرمائی ہوئی

موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام
اک نگاہِ واپسیں پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

کیوں ترے لب پر تبسم مجلسِ ماتم میں ہے
یہ ہنسی بھی کیا مرے پھولوں میں ہے آئی ہوئی

آنکھ اُٹھے پردہ ہٹے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ میں گھونگھٹ کی آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ ری بیتابیِ شوقِ وصال
شرم بھی نیچی نگاہوں سے تماشائی ہوئی

غمزہ ناز و ادا سب میں حیا کا ہے لگاؤ
ہائے رے بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

جو ادا کی جس حسیں نے میری آنکھوں نے کہا
ہیں یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکریں کھائی ہوئی

وصل میں خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم بھی جائے تو میں جانوں کہ تنہائی ہوئی

اُٹھ گیا پردہ تکلف کا اُٹھے جب اُنکے ہاتھ
آ کے حسن و عشق میں مسطر انگڑائی ہوئی

کیا پھلے پھولے گی امید دلِ پُر آرزو
یاس کے دامن میں ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اڑی عشق کی تربت سے تو جھنجلا کر کہا — واہ سر چڑھنے لگی پاؤں کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے ہیں مجھ افسردہ دل کے کیا ہیر
داہن گلچین ہیں کچھ کلیاں ہیں مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہوں ضبط نفس پاس ادب کے — پس پس گئی فریاد مری ہونٹھوں میں دب کے
وہ آ کے تصور میں جدا ہو گئے کب کے — ہم لے رہے ہیں بوسے ابھی تک لب لب کے
عمر سے رمضان ہیں ہیں وہی بنت عنب کے — شعبان کے کام آئے نہ اعمال عجب کے
ٹھہرے کہیں محشر میں بھی بے جرم نہ مجرم — کشتے تری آزردگی غیر سبب کے
جس خلد کے سائے کے تلے راہ میں ٹھہرے — ہم راہ ہزاروں ہیں رہ گئے دب کے
دیوانو گلستان کو چلو باد بہاری — پتے جو اڑا لائی ہے خط ہیں یہ طلب کے
اٹھیں تو وہ محشر میں ذرا چہرے سے پردہ — آگے ابھی ہو جائیں گی پیچھے ہیں جو سب کے
ایک ایک گھڑی روز قیامت سے بڑی ہے — کس طرح کٹیں چار پہر ہجر کی شب کے
لیں ساتھ مجھے [illegible] کیوں حضرت موسیٰ — طالب ہیں وہ خود دیدہ دیدار طلب کے
جھٹلائیں گے کیا مجھ کو در یار کا آئین — خود ہوش نہ کانپے نہیں خدام ادب کے
آئینہ حسینوں کا کہ [illegible] بھی نہ پاتے — افسوس یہ ہے ہم ہوئے حاکم نہ طلب کے
کس سے کہے میں حال دل بے تاب لب دریا — خالی ہے جو ایک ایک قواح ہاتھ میں سب کے
معشوق حقیقی [illegible] کی کہانی ہیں باتیں — قرآن میں بھی آئے ہیں آیات غضب کے
وا غلط کا کسے ڈر ہے جو سائی ہو سلامت — ہم مست تو ملتے نہیں گردو نسی بھی دب کے
گھر بیٹھے ہیں ہاتھ لگی منزل مقصود — جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤں طلب کے
جب تیغ تری آ کے لگے ہی ہے قاتل — آتے ہیں نہیں یاد مزے وصل کی شب کے
ہر راہ میں دیکھا کیے وہ مصحف رخسار — اس سال میں سب چاند ہوئے ہیں جو رجب کے
سنتے ہیں کہ آئینگے حسین فاتحہ پڑھنے — دن پھرتے نظر آتے ہیں کچھ گور کی شب کے

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین
مین گو نکا تمہاری ہون نہ تم ہو مری مذہب کے

وہ فتنہ ہے تو تن مین ترے چار عناصر
ہین قہر کے آفت کے قیامت کے غضب کے

باقی ہے اسیر اب تو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رند جو ملو حضرت قاضی سے تو ڈب کے
سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بہتو عنب کے

دیوانو پری بنکے بہار آئی ہے اب کے
غمزے ہین قیامت کے تو عشوے ہین غضب کے

کیا رعب جنون وادی وحشت مین ہی اسکے
کانٹے بھی مری چھالون سے ملتے ہین تو ڈب کے

بتخانے مین آؤ کبھی اے حضرت زاہد
دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرت رب کے

سو لینے سے بہتر ہم اٹھا لین تو دبا نا
آئے ہین بھری نیند مین جاگے ہوے شب کے

اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے ادب سے
جو بیٹھنے والے تھے تری بزم ادب کے

ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات
دو جام مرے پاس ہین یہ ایک ڈھب کے

افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا
نقشے یہ اڑائے ہین تری بزم طرب کے

دل ہی مین رہے جاتے ہین سب حوصلے افسوس
کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے

ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ
دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے

معلوم نہین خون شہیدان کی تمھین قدر
مہندی بھی ہے یان باندھی ہوی ہاتھ ادب کے

جی بھر کے تڑپنے انھین چھاتی سے لگاتے
دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے

جی چاہے جہان جائین حسین کون ہے مانع
ہمزاد نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے

ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو
سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے

ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خط شعاعی
لوگون کو خط آتے ہین ادھر ہی یہ طلب کے

زلف سیہ حور ہو یا تیرہ گی گور
دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے

زاہد انھین لوگو نکو وہان چاہین گی حورین
جو چاہنے والے ہین سیمان نہ عنب کے

شاخون پہ نہین پھول یہ تختون پہ ہین پریان
دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے اب کے

ماتم مین مرے خاک ہوانے یہ اڑائی
جو گارنے آئے تھے وہ خود رنگ دیے کے

قرآن مین امیر آئے ہین حور دنکی خواوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حسن طلب کے

نازکی کہتی ہے تسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ در د نہین ہے کہ چھپا رہنے دے

خلش نوک مژہ کانکرے دل شکوہ
کیا مزے کی ہے یہ پھانس اسکو چبھا رہنے دے

ایدل اس دور مین ایسی نہین سنتا کوئی
تہ کر اس قصے کو اب ذکر وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اڑنیکی صبا
اک ذرا شاخ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سر محشر نہ بلا دور حشر
مجکو تو خاک کے پردے مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چٹکی نہ رکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شب وصل
لے اڑین اور ادائین جو حیا رہنے دے

درد بیدرد مرے دل کو ستاتا کیون ہے
چپ پڑا ہے یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اٹھاتی ہے مجھے اس در سے
ضعف کہتا ہے یہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مرے اے دزد حنا رہنے دے

کثرت رنج سے رو رو کے نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کھا ای یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گور غریبان کو تو برباد نہ کر
اس نئے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہے مرے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامن گلچین پہ امیر

ذکر پھولون کا یہان باد صبا رہنے دے

لوٹ ہو جس پہ تبسم وہ دہن کس کا ہے
باتین منہ چومین وہ انداز سخن کس کا ہے

فتنے پستے ہین یہ بے ساختہ پن کس کا ہے
حشر کی کچھ نہین یہ چلتی یہ چلن کس کا ہے

پوچھ اے تیغ ادا تیغ قضا سے چل کر
تیرے چلتے ہوئے فقرہ نہین چلن کس کا ہے

تو اسے لائے گھر نہین باور آتا
یہ نیا شعبدہ اے چرخ کہن کس کا ہے

پھونک دیتی ہے دو عالم کو ہوائے دامن
تجھ مین اے گرمی رفتار چلن کس کا ہے

بات پھنس پھنس کے نکلتی ہے ہنسی پس پس کر
اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کس کا ہے

چبھ رہی ہین دل و داغ مین پلکین کس کی
تلتے ہین پھولون مین کانٹے یہ چمن کس کا ہے

گھر اجڑتے بھی ہین بستے بھی ہین لیکن اے روح
جو اجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کس کا ہے

دیر سے ہم گئے کعبے کو تو کعبے نے کہا
آئیے رہیے یہ گھر قبلۂ من کس کا ہے

تیر چٹکی مین کمان ہاتھ مین نخچیر قریب
انتظار اب تجھے اے تیر فگن کس کا ہے

مین تو ہون غش مین وہ کہتے ہین سنبھل کر مجھسے
بوجھ تو جاؤ کہ یہ سیب ذقن کس کا ہے

نظر آتی ہے کہین جب نئی چادر کوئی
دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کس کا ہے

دیکھکر خط ترے گالون پہ یہ کہتی ہے بہار
کانٹے پھولون سے ہین نازک یہ چمن کس کا ہے

بولے مجھ زار کی تربت مین نکیرین امیر
لاش تو ہے نہین خالی یہ کفن کس کا ہے

نہ سنے درد دل مرا نہ سنے
مین کہون گا سنے وہ یا نہ سنے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سنے
ایسی حسرت بھری صدا نہ سنے

یون وہان چل کہ پاؤن کی آہٹ
پاسبان کیا ہے نقش پا نہ سنے

کسی نا آشنا کا کیا شکوہ
آشنا کی جب آشنا نہ سنے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ
مگر اسنے کبھی سنا نہ سنے

جو کسیکو بُرا بھلا نہ کہے
وہ کسی سے بُرا بھلا نہ سُنے

دل وہان ٹھنڈی سانس بھی لیتا ہو
کوئی فقرہ جلا بھنا نہ سُنے

خواہش وصل پر وہ شوخی سے
بولے بس جانے دو حیا نہ سُنے

وائے قسمت جو سب کی سُنتا ہے
وہ بھی عاشق کی التجا نہ سُنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہے دوا
درد کہتا ہے چُپ دوا نہ سُنے

پھول آہستہ توڑ اے گلچین
دیکھ ظالم کہین صبا نہ سُنے

وعدۂ وصل چکے چکے ہو
غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سُنے

حال پھولوں کا جو خزان نے کہا
کہین بلبل وہ ماجرا نہ سُنے

میری فریاد رائگان تو نہو
بُت ہی سن لین اگر خدا نہ سُنے

درد پر دل نثار دل پر درد
ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سُنے

نالے میرے سُنے وہ اور تڑپے
مین سناؤن اگر تو کیا نہ سُنے

بہت اے دل وفا وفا نہ پکار
کہین وہ دشمن وفا نہ سُنے

مین تو سنتا ہون تو جو کہتا ہے
اے ستمگر مگر خدا نہ سُنے

رات تھوڑی سی حسرتین بیحد
کیا کرے کیا سُنے وہ کیا نہ سُنے

ناز اُٹھواتی ہے قضا مجھ سے
کہین اُس شوخ کی ادا نہ سُنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیر
ادھر آئے مرا فسانہ سُنے

مُنہ پہ کہدین گے ہم قیامت کے
ہین یہ فتنے کسی کے قامت کے

پھر وہ چرچے نصیب فرقت کے
تم چلے دن پھرے قیامت کے

چھپتی پھرتی ہین حسرتین پس مرگ
گوشے گوشے مین میری تربت کے

اس ادا سے چلے وہ خنجر کے دن
فتنے پس پس گئے قیامت کے

مچلے جاتے ہین روٹھکر بیٹھے ہین
کیا گلے ہین میری شکایت کے

عیش کر لو یہی جوانی ہے
یہی دو چار دن ہین فرصت کے

ہجر کی ایک شب نے دکھلائے
سیکڑون دن مجھے قیامت کے

جلوۂ بزم عیش و سیرِ چمن
ہین نثار اے سمندِ دولت کے

دیکھکر دختِ رز کو پگھلے شیخ
ابتو ٹھنڈے ہوئے ہین حضرت کے

رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا
کنگرے ہین قصورِ جنت کے

کیا کیا کوہکن سے شیرین نے
بھاگ سائے سے بے مروت کے

ناز کی طرح اُٹھے گا تابوت
ہم ہین کُشتے تری نزاکت کے

باغ لوگون کو ہم کو داغ ملے
تجھے یہی پھول اپنی قسمت کے

دل کی افسردگی ہے مرکے وہی
جھلملے ہین چراغ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے امیر
گرم فقرے تری شرارت کے

دل مین جو داغ ہین ندامت کے
پھول ہین سب یہ باغِ جنت کے

سوکھے جب پھول میری تربت کے
دوڑے سقے سحابِ رحمت کے

وصل کے دن قریب آتے ہی
جوڑ چلنے لگے نزاکت کے

کہتے ہین عاشقون سے اب اُٹھیے
مرے جاتے ہین پاؤن رخصت کے

دل مرا اور آرزو تیری
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

تیری صورت بنا کے بیٹھ رہے
کارکن کارگاہِ صنعت کے

کیون نہ ہو رنگ آنسوؤن کا سیاہ
ہین عزا دار دل کی حسرت کے

ہو گئے سرخ ہونٹھ باتون مین
واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے

دونون عالم ہوے تہ و بالا
تم تھے پردے مین کیا قیامت کے

تیرے کشتون کے حق مین ہین قاتل — رگڑے خنجر کے گھونٹ شربت کے
کہتے ہین تمکو دیکھکر یوسف — صدقے اِس پیاری پیاری صورت کے
جسکو دیکھا حسین لوٹ گئے — ہم تو عاشق ہین اس طبیعت کے
وصل کیونکر ہو دونون قیدی ہین — ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے
اُسکا نقشہ کھینچے تو اے نقاش — رنگ بھرنا مری طبیعت کے
اُسنے تلوون سے میرے دل کو ملا — آج ارمان نکلے حسرت کے
قتل کو دوڑ کر چلے آئے — وصل مین عذر تھے نزاکت کے
رکھ کے خنجر گلے پہ کہتے ہین — کیون چکھا دون مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی جو اے دلربا بک رہی ہے — دعا دی تھی اُسکی سزا مل رہی ہے
لگا چاہتی ہے کوئی آگ تازہ — شرارت سے اُنکی جیا جل رہی ہے
بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین — مریضون کو اچھی دوا مل رہی ہے
گلے پر جو رُک رُک کے چلتا ہے خنجر — یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے
الٰہی اُنہین راس آئے یہ زینت — لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے
مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن — گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے
بہار آئی ہے چہچہاتے ہین بلبل — قیامت صدا سی صدا مل رہی ہے
مرا دل وہ تلوون سے ملتے نہین ہین — یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے
امیر التجا کیون کرون چارہ گر سے — اذیت مین لذت سوا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو اک بحر کامل رہی ہے

قد نے گیسو کو سر چڑھایا ہے
سرو سے بھی بلند سایا ہے

خود نہین ابر گھر کے آیا ہے
شوق مستون کا گھیر لایا ہے

روح پھر آگئی بدن مین مرے
دیکھو تربت پہ کون آیا ہے

سجدے کرتے ہین طاق ابرو مین
ہمنے کعبہ نیا بنایا ہے

مشرب صلح کل مین اے زاہد
دیر بھی اک حرم کا سایا ہے

طرفہ آفت ہے روز فرقت بھی
حشر نے راس اسے بٹھایا ہے

دیدہ تر سے کر کے ہمچشمی
کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے

گیسوؤن سے عیان ہے رخ ہر عیان
نور مہتاب چھن کے آیا ہے

کھیلتے ہین دو غیر سے ہولی
دل لہو ہو کے رنگ لایا ہے

ہو نہو چین زلف مین ہو گا
ہمنے دل کا پتا لگایا ہے

نقد طاعت جو روز کرتے ہین نذر
خلد کا پیشگی کرایا ہے

اُنس پیکان سے کیونہو دل کو
اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھڑیون روے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مسکرایا ہے

کیون وہ شرمائین اپنے دربان سے
حوریں چھپتی نہین ہین دربان سے

نشتر اُن کی نکیلی پلکون کے
مانگتے ہین لہو رگ جان سے

آبلے دلکے جب دکھاتا ہون
چھیڑ دیتے ہین نوک مژگان سے

پھنکے بلبل نے دام مین یہ کہا
آب و دانہ اُٹھا گلستان سے

نخل اُمیدیون ہی ہین سرسبز
سینچیے اسکو آب پیکان سے

چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے
صبح محشر مرے گریبان سے

چاندنی کو اگر چمکنا ہے
مانگ لے ذرے اسکی افشان سے

دستِ وحشت سے پیشتر اُٹھے
آگے چل نکلے ہم گریبان سے

یادِ مژگان ہوئی پیامِ اجل
خون آنے لگا رگِ جان سے

برگِ گل لکھا ہے ابر نہین
تیرے دامن مرے گریبان سے

پھول جھڑتے نہین خزان مین امیر
رُوٹھے جاتے ہین گل گلستان سے

شکل آئینہ جو حیرت ہوگی
دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی

کچھ تو پچھ جائین گے آنسو میرے
لاش پر تمکو جو رقت ہوگی

کہتے ہین آئینگے ہم بھی پئے دفن
کنگھی چوٹی سے جو فرصت ہوگی

وصل مین شام سے یہ خوف رہا
صبح کو کیا مری حالت ہوگی

لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی
میری آہون کی شرارت ہوگی

دوڑ ساقی کہ ترے مستون کو
ہوش آیا تو قیامت ہوگی

نزع مین ہون نہ چُراؤ آنکھین
دیکھو پھر تمکو بھی حسرت ہوگی

کب تک اے شیخ حسینون سے گریز
یہی حورون کی بھی صورت ہوگی

ہے یہی چال تو دو ہی دن مین
آگے تم پیچھے قیامت ہوگی

گرد اے حور ترے کوچے کی
اڑکے بوسے گلِ جنت ہوگی

یادِ خوبان ہے تو کیا رنجِ فراق
شبِ غم حور کی صورت ہوگی

دم لبون پر ہے بہت دیر نہین
آئیے جلد فراغت ہوگی

آئنہ دیکھیے ہنسیے نہ مجھے
آپ کی بھی یہی صورت ہوگی

بیخودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجکو ساقی سے خجالت ہوگی

لاش اُس حور کے کوچے مین گری
روح اب داخلِ جنت ہوگی

ہم بھی محشر مین طلب ہونگے امیر
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

نہ اٹھو نزع مین حسرت ہوگی
یار پھر کاہے کو صحبت ہوگی

آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی
مر ہی جائین گے جو غیرت ہوگی

یہی بیتابیِ دل ہے تو مجھے
مر کے بھی خاک نہ راحت ہوگی

وہ تو ہونے کے نہین گرمِ خرام
کون کہتا ہے قیامت ہوگی

روئیے گا نہ مرے ماتم مین
قبر مین مجکو اذیت ہوگی

گرمیِ مہر قیامت کیسی
طپشِ دل کی شرارت ہوگی

ہمسے دیوانے اگر جمع ہوئے
کیا پریشان قیامت ہوگی

کشتہ اک چاند سے رخسار کا ہون
چاندنی چادرِ تربت ہوگی

آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے
نرگس گلشنِ جنت ہوگی

یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی
کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی

دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح
ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی

مین نے شکر انکا کیا غیرون سے
انکو اس کی بھی شکایت ہوگی

آئنہ دیکھئے دو اُن کو امیر
دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی
نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی

طبیعت کہین اُن کی مائل ہوئی
جو پازیب تھی وہ سلاسل ہوئی

جب اُس شمعرو سے مقابل ہوئی
چراغِ سحر شمعِ محفل ہوئی

بڑھا ہجر مین اس قدر ضعفِ دل
مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

چھپا دخترِ رز کو پیرِ مغان
جوان ہو کے پرویکنے قابل ہوئی

اجل آگئی اپنی پیری مین یاد
سحر کو جو گل شمعِ محفل ہوئی

چھری کھینچکے اس ترک کی میان سے
کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

شبِ غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی پری سنکے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اک دم کے دم
یہ سمجھی کہ شب آنکھ کا تل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فرد باطل ہوئی

شبِ غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر مین نازل ہوئی

کبھی قتلگہ مین جو تیغ ادا
قضا شوق سے بڑھکے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہون باہر جو ہون آپ سے
تو سمجھون کہ طے کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے نام خدا
وہ گات اب چھپانی کے قابل ہوئی

ہوا دونون آنکھون سے یہ جوش اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر بھر کے دیکھا یہ کس مست نے
کہ سرشار محفل کی محفل ہوئی

بڑھی قید غم دیکھکر زلف یار
مرے دل کی الجھن سلاسل ہوئی

چھری تیری مژگان کی ایسی ہے تیز
کہ ساقی بط مے بھی بسمل ہوئی

وہان باغ مین کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

مین دیوانہ کیون ہوش مین آگیا
یہ کیسی مری عقل زائل ہوئی

پڑھا ماعر فناک برسون امیر
تو کچھ معرفت اس کی حاصل ہوئی

حجاب نور ایسا درمیان ہے
عیان ہو کر وہ آنکھون سے نہان ہے

رقیبون پر جو وہ بت مہربان ہے
ہمارا حق نصیب دشمنان ہے

نزاع مرگ و ہستی اب کہان ہے
قدم خنجر کا تیرے درمیان ہے

کہین وہ ایک بوسے پر جو دون دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے ترے عشاق موجین
جدھر تو اُسطرف عالم روان ہے

کہو لیلےٰ سے اب پردہ الٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

اٹھا جب ابر دوڑے مست بیخود
فلک کیا میفروشی کی دکان ہے

زلیخا کیا جو تجکو دیکھ پائین
کہین یوسف بھی کیا اچھا جوان ہے

ہزارون خوبرو رہتے ہین اس مین
یہ دل بھی کیا تماشے کا مکان ہے

تڑپ کر کہتے ہین مژگان کے کشتے
یہ لذت زخم خنجر مین کہان ہے

یہ وقت مرگ لیلے کی دعا تھی
الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے

تم اپنے پاؤن سے کانٹے نکالو
مجھے اے ہمرہو فرصت کہان ہے

نہین ہیوجہ میری بیقراری
کوئی شاید کسیکا میہمان ہے

صدا تیشۂ فرہاد کی تھی
ارے تیری مشقت رائیگان ہے

کرے دو حصے مجکو تیغ اُس کی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

مہر الفت مین تیری جلتا ہے
صبح کا تجھ پہ دم نکلتا ہے

ہے زمانہ بھی کیا ترا بیتاب
رات دن کروٹین بدلتا ہے

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
کہو پہلے سے کون جلتا ہے

حورین کیونکر تری زبان سیکھین
لب و لہجہ کہین بدلتا ہے

سوز غم بعد مرگ بھی ہے وہی
ہڈیون سے دھوان نکلتا ہے

مے گلرنگ یہ نہین ہے امیر
دہن شیشہ لعل اگلتا ہے

بدن مین جان شب وصل دستان آئی
اجل ہوا بھی ہو اسوقت تو کہان آئی

ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی
نہ اسکو آئی نہ اُسکو مری زبان آئی

بہار جوش پہ ہے مشورے ہین پھولون مین
ذلیل ہوگی جو اب باغ مین خزان آئی

کہا جگر نے کہ اب چھیڑیے مرا قصہ
جو خاتمے پہ کبھی دل کی داستان آئی

پھری نہ مرضیِ جلّاد سے کبھی گردن
ہزار بار تہِ تیغ امتحان آئی

وہ بادہ کش ہین قدم جمکے امیر دہین
جو میفروش کی ہمکو نظر دکان آئی

کوے جانان مین ہوئی ہے جو شہادت میری
دامنِ حور کے سایے مین ہے تربت میری

آج کل آئنہ یار ہے حیرت میری
چڑھتی ہے منہ پہ سکندر کی بھی قسمت میری

پیچ مین عشق کے ہون پر ہے یہ ہمت میری
تیرے گیسو سے بھی بل کرتی ہے قسمت میری

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھ کے حالت میری
کیون تم آسان سمجھتے تھے محبت میری

پھیر لیتا ہے مجھے دیکھ کے منہ آئینہ
میرے آگے سے سرک جاتی صورت میری

سو پریخانے مرے دشتِ جنون کے صدقے
تخت پریون کے اڑا لائی ہے وحشت میری

یاد آتی ہے دمِ فکر جو وہ طرزِ خرام
ناز کرتی ہوئی چلتی ہے طبیعت میری

کیا وفادار ہے تا گور مرا ساتھ دیا
میرے گھر تک مجھے پہنچا گئی غربت میری

چارہ گر مجھ سے مکدر ہے الٰہی کیا ہے
آج مٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری

کس سے شرماتے ہو تم وصل مین یان غیر نہین
مین ہون یا ایک مرے پاس ہے حسرت میری

ہو چکے قتل دو عالم تو کہا ظالم نے
آج کچھ رنگ پہ آئی ہے طبیعت میری

چاہ سے قتل کرو پیار سے مٹی دیدو
ہاے اتنی بھی نہین تمکو مروت میری

مین نے آغوشِ تصور مین بھی کھینچا تو کہا
پس گئی پس گئی بیدرد نزاکت میری

ہاتھ جو بن تلک اُنکے تو پہنچتا ہی نہین
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہے حسرت میری

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین میرا
مجکو کیا جانے کدھر لیگئی وحشت میری

بیدھڑک وصل مین چلّاؤ نہ اتنا دیکھو
کہین گھبرا کے نکل آئے نہ حسرت میری

جرمِ الفت سے مین انکار اگر کرتا ہون
آئینہ سامنے رکھدیتی ہے حیرت میری

یار پہلو مین ہے تنہائی ہے کہدو نکلے
آج کیون دل مین چھپی بیٹھی ہے حسرت میری

حور آئی مری تربت پہ تو مین یہ سمجھا
آزماتے ہین ابھی تک وہ محبت میری

تجھ سے اے بادِ صبا مجکو یہ اُمید نہ تھی
چار پھولون کو ترس جاے گی تربت میری

کس ڈھٹائی سے وہ دل چھین کے کہتے ہین امیر
وہ مرا گھر ہے رہے جس مین محبت میری

بعد مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری
میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری

ایسی نازک ہے ترے ہجر مین حالت میری
تو بھی چاہے تو نہ نکلے کوئی صورت میری

دھوم ہے روزِ قیامت کی قیامت کیسی
آئی ہے بھیس بدلکر شبِ فرقت میری

پھول داغون کے مرے دل مین جو دیکھے تو کہا
کیا رایان خوب بناتی ہے محبت میری

چین سے حور کے آغوش مین مین سوتا ہون
مسیح فردوس کے پھولون کی ہے تربت میری

آئنہ دیکھ کے شرماے تو ہنسکر بولے
اب تو مجھ سے بھی لجانے لگی صورت میری

توبہ کی جان کو بجلی ہے چمک بجلی کی
بدلی آتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری

مستی سرمے کے لیے قاف مین پریان لیجائین
کہین نکلے تو ترے دل سے کدورت میری

درِ قاتل کا پتا دیتی ہے مشتاقون کو
خضر بن بیٹھی ہے اُس کوچے مین تربت میری

وصل مین چھیڑ کا شکوہ نہ زبان پر لانا
چوم لے گی ترے ہونٹون کو شکایت میری

کہتے ہین مال ہے میرا تو مجھی کو دیدو
کیون بغل مین لیے بیٹھے ہو محبت میری

آئنہ صبح شبِ وصل جو دیکھا تو کہا
دیکھ ظالم یہی تھی شام کو صورت میری

توبہ بھی کرکے خمِ مے کا نہ پیچھا چھوڑا
مُہر کی طرح لگی رہتی ہے نیت میری

مجکو کیا غم نہین دیتے ہین وہ مٹی تو ندین
خاک مین مجکو ملادیگی کدورت میری

کہتے ہین اپنی نزاکت کے مین صدقے جاؤن
کہ بچالیتی ہے یہ وصل مین عزت میری

جسطرف دیکھ لیا اُسنے وہ چلا اُٹھا
دیکھیے دیکھیے وہ آئی طبیعت میری

بیخودی نے کیے بال و پرِ عنقا پیدا
میرے گم ہونے سے عالم مین ہے شہرت میری

دختِ رز کہتی ہے واعظ سے کہ مین کچھ ہی ہون
مگر اللہ کے گھر مین تو ہے حرمت میری

قہر سے حشر مین یہ کہکے چھڑایا مجکو
جانے دے اِسکی طرفدار ہے رحمت میری

آرسی آئنہ چوری مین ہین دونون اُستاد
جب بچی آنکھ چُرا لیگئے حیرت میری

جب مین جانون کہ بدلتا ہے زمانہ کروٹ
وصل کی شب سے بدل دی شب فرقت میری

جان لب ہو کے بھی دم توڑ رہا ہون مین امیر
اسقدر ضعف پر اللہ رے طاقت میری

مر کے بھی ایسی شگفتہ ہے طبیعت میری
پھولونکے ساتھ کھلی جاتی ہے تربت میری

کہتے ہین حسن مین دیکھے کوئی عصمت میری
کہ نہین ملتی ہے پریون سے بھی رنگت میری

خنجرِ ناز نے نوشاہ بنایا مجکو
آئی مقتل مین دلہن بنکے شہادت میری

وصل مین اُن کی حیا دیکھ کے نکلے کیونکر
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت میری

خاک مین مجکو ملا کر بھی ہوے صاف نہ وہ
مٹ گیا مین نہ مٹی ہاے کدورت میری

شمع روتی ہے بہت اسکو اُٹھالے کوئی
بیٹھ جائے نہ کہین کچی ہے تربت میری

دیکھتے ہین جو وہ آئینہ تو کہتا ہے یہ عکس
تم تو بنتے ہو بگڑتی ہے طبیعت میری

اپنے مستون پہ کڑی پڑتی ہے ساقی کی نگاہ
آج مشکل ہے کہ ثابت رہے نیت میری

کہتے ہین میری جگہ پیدا کیا کر اسکو
مین نہین تو ترے دل مین ہے محبت میری

گلہ جور کیا مین نے تو وہ بُت بولا
قدرت اللہ کی تم اور شکایت میری

عمر گزری ہے نکلنے کا نہین لیتی ہے نام
شبِ فرقت بھی ہے شاید کوئی حسرت میری

فاتحے کو جو وہ آیا تو لپٹ کر رویا
نقشِ تربت بن گئی تعویذ سے تربت میری

آج گھر مین مجھے جنت کا مزہ آتا ہے
گیسوِ حور کی لٹ ہے شبِ وصلت میری

دل سے بھی باتین مین کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
سُن رہا ہون مین کیے جاؤ شکایت میری

شان پیدا ہوئی ہے عشق مین معشوقی کی
جوڑ ہے تیری نزاکت کا نحافت میری

کہتے ہین آئنے کی آنکھ سے شرم آتی ہے
میری صورت سے بھی ملتی ہے جو صورت میری

کھوئے دیتی ہین مرے دل کو لٹین زلفون کی
اِنھین گلیون مین بھٹک جاتی ہے نیت میری

ہاتھ سینے سے جھٹک دیتے ہین وہ سوتے مین
رات کو روز سرک جاتی ہے دولت میری

حسن اور عشق ہم آغوش نظر آجاتے
تیری تصویر مین کھچ جاتی جو حیرت میری

آس تھی روزِ قیامت کی نہ آیا وہ بھی
چکھ گئی اُسکو بھی شاید شبِ فرقت میری

بھیجدے شاہدِ رحمت کو اب اے ربِ کریم
ہمنشین کوئی نہین سوتی ہے تربت میری

الفتِ موے کمر نے یہ گھلایا ہے امیر
آئنے مین نظر آتی نہین صورت میری

بے ترے حالت ہے یہ گلزار کی
نکہتِ گل سانس ہے بیمار کی

حکم ہے باتین کرو اغیار کی
واہ کیا فرمائشین ہین یار کی

مل گئین ہم سے نگاہین یار کی
ہوگئین آپس مین باتین پیار کی

ہون وہ لاغر در پر اُسکے گر پڑا
کھا کے ٹھوکر سایۂ دیوار کی

اُٹھ چلے جب وہ خبر دی موت نے
نبض ابھی چلتی ہے اِس بیمار کی

حال مجھ سے سر پٹکنے کا نہ پوچھ
دیکھ لے حالت در و دیوار کی

خشمگین ہے یار ظاہر مین تو ہو
ہم نظر پہچانتے ہین پیار کی

دل مین رہیے خواہ آنکھون مین حضور
جلوہ گاہین دونون ہین سرکار کی

جرم میرے حد سے باہر ہین تو ہون
رحمت اُن سے بڑھکے ہے غفار کی

شمع کی آتش زبانی پر نہ جا
اور ہوتی ہے زبان گفتار کی

ہجر مین باقی نہین کچھ میرے پاس
اک شکایت ہی تو وہ بھی یار کی

فرطِ بیماری سے مین گھلتا نہین
کوفت کھائے جاتی ہے غمخوار کی

آکے بالین پر مرے بولی اجل
مین دوا ہون عشق کے آزار کی

گل ترے عارض کے دیوانے ہوے — پھاڑے کپڑے راہ لی بازار کی
وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت — صاف آواز آئے استغفار کی
عاجزی کسدن مرے گھر سے گئی — ہے یہی افتادگی دیوار کی
حشر کے دن بھی نہ وہ آئے نظر — دل مین حسرت رہگئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا
مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری الفت پہ شیدہ کا بھرنے والے — دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے
عشق مین جی سے گزرتے ہین گزرنے والے — موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے
داغ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن — دیکھ اسطرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر — اومرے سوگ کی پردے مین سنورنے والے
پھر بہار آئی ہے پھر مجھکو جنون ہوتا ہے — کیا دن آئے ہین فراغت سے گزرنے والے
دیدہ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر — میری آنکھون سے مری دلمین اُترنے والے
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل — آپ آتے ہی رہے مرگئے مرنے والے
پھر کھچیگی مے گلرنگ چڑھین گے نشے — خوشے انگور کے رندو ہین اُترنے والے
اُٹھے اور کوچۂ محبوب کو پہنچے عاشق — یہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنے والے
بام پر کھول کے زلفونکو وہ خود کہتے ہین — راستہ بند یہی سانپ ہین کرنے والے
بحر ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے — پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے
نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے — دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے
دل بیتاب مگر آہ کوئی کی تو نے — روٹھے چٹکے کیون بات نکرنے والے
اب مزے اُٹھین گے اُٹھتی ہے جوانی اُنکی — نخل اُمید سے دو پھل ہین اُترنے والے
کیون رقیبون سے جلون مین کہ یہ سب ہین اے ترک — ذکر میرا تری سرکار مین کرنے والے

وقتِ انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح
خون اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے

جان دینے کو کہا اُن سے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آبِ خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنے والے

مردے پر مردے مزارون مین گرینگے تا حشر
لاکھ مہمان ہون یہ گھر نہین بھرنے والے

تیغ و خنجر سے نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
چلدیے موڑ کے مُنہ فیصلہ کرنے والے

نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برق جمال
آنکھین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے

کبھی داغونکے چمن پر بھی نظر حسرت سے
او مرے پھولون مین پھولونسے سنورنے والے

جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو کہتی ہے اجل
مر بھی چک اب کہین اور روز کے مرنے والے

نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اسکی
ایسے صدمے ابھی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

اک ذرا دیکھ تو کیا کہتے ہین مرنے والے
او غریبون کے مزارون پہ گزرنے والے

پھر کہان دل کا پتا دل مین حسین جب آئے
گھر بھی لیجاتے ہین اِس گھر مین ٹھہرنے والے

دلِ عشاق کے ٹکڑے نہین یہ پرچے ہین
داورِ حشر کی خدمت مین گزرنے والے

موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ ہین جان
اور مجھے مفت لیے مرتے ہین مرنے والے

مُنہ پہ اُڑا اُڑ کے نہ آئین تو گندہ ہے کیون چوٹی
مشکین بندھواتی ہین خود بال بکھرنے والے

جلوے ان برق جمالون کے غضب ہین دل کو
برسون تڑپا ئینگے دم بھر کے ٹھہرنے والے

آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتھا بولے
سر ٹپکواتے ہین سر پاؤن پہ دھرنے والے

ساتھ دو چار کو لے نکلین گے ہم مقتل سے
پڑ کے مرتے نہین جو لڑ کے ہین مرنے والے

تار اشکون کا نہ ٹوٹے گا لپٹ کر اُن سے
اب گلے سے نہین یہ ہار اُترنے والے

نقشِ پا سے بھی ابا ہج کہین دیکھے ہی نہین
ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹھہرنے والے

حورین بولین گئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دھو کے نکھرنے والے

گھر کے گھر کر دیے خالی ترے غصے نے مگر
آج تک تجکو بھرے جاتے ہین بھرنے والے

دل دھڑکتا ہے مراد یکھ کے جوبن کا اُبھار
چوم لین مُنہ نہ تمہارا یہ اُبھرنے والے

غم کونین سے جھنجھلا کے یہ بولا غم عشق
بھاگ تجھ سے دل عاشق نہین بھرنے والے

ہمتو دم کو چہ جانان ہی مین جا کر لین گے
گور کیسی نہین جنت مین ٹھہرنے والے

چاند کو داغ لگائین جو ملین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکھرین جو نکھرنے والے

روح نے پردے مین توبہ کے کیے لاکھ بناؤ
زاہد اسطرح سنورتے ہین سنورنے والے

خوب پہچان گئے اہل ہوس کو وہ امیر
تطرون پر چڑھ گئے سب دل سے اُترنے والے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکھرنے والے
کہ بگڑنے مین بھی بنتے ہین سنورنے والے

ہائے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لیے پھرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنے یہ چلا اُٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کے ٹھہرنے والے

بولے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اکٹھا ہین سنورنے والے

کہتے ہین کیجیے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بھرنے والے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرق شرم مین ڈوبین گے نکھرنے والے

جنتے عارف ہین وہ دنیا سے الگ رہتے ہین
خضر کب گھر مین ہین رہزن کے ٹھہرنے والے

یون بدلنے کے نہین لالہ و ریحان کے لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اُترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چُراتی نہین مرنے والے

کھچکے محرم جو بندھی اور بھی اُبھرا جوبن
کہین دبتے ہین دبانے سے اُبھرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جھڑیگی افشان
بال کے ساتھ یہ موتی ہین بکھرنے والے

ملگجے پن مین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکھرنے والے

عشق نے پھیر کے مُنہ پر مرے زردی یہ کہا
ہم ہین رنگ آپکی تصویر مین بھرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض
پھول پانون کیلیے ہین وہ کترنے والے

خُم کے خم ہو گئے خمخانۂ عشم مین خالی
دل نہ مستون کی بھر تھک گئی بھرنے والے

چوتھین کہتی ہین کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل
کیا کہا پھر تو کہہ او کھہ کے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت مین نہ ٹھہرینگے امیر
رحم دنیا مین غریبون پہ نکرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے
جس گھر سے آئے تھے پھر اُسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے
ہم اُٹھ سکے نہ آپ سے باہر چلے گئے

کین چلتے چلتے مڑکے نگاہین یہ تیز تیز
دل مین مرے چبھو کے وہ نشتر چلے گئے

غیرون کے بند بند کیے یار نے جُدا
پر اُن کے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا
وہ فاتحے سے ہاتھ اُٹھا کر چلے گئے

ملکِ عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار
ستر جہان مین آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نہ سکا قاتلون کا زور
مقتل مین توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر
کیا جانے کیا وہ پھونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب مین ضعف سے
اُڑ اُڑ کے سُوے باغ مری پر چلے گئے

آئے وہ کیون اس آنسے حاصل ہی کیا ہوا
چپ تھوڑی دیر بیٹھے اٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابھی چمک کے چھپی یا وہ ناز سے
جھلکی دکھا کے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہین کہ رندانِ بادہ نوش
آئے تباہ کر کے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثلِ برق
مانندِ ابر ہمکو رُلا کر چلے گئے

آنکھین لڑانے غیر سے نکلے تھے وہ مگر
دیکھا جو مجھکو آنکھ چُرا کر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہین حال اے امیر

اِس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پھر کے ہم اُنکے حضور سے آئے
کلیمؑ بہر بلا قات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چھپکر
وہ دن بھی فضلِ خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گھر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہے باز نہ بندہ قصور سے آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بھی چھین لوا سکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکھاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہو جاؤن مست حشر کے دن
صدائے قلقلِ مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تم سے بلا کچھ رہے وہی اچھے
کہ خالی ہاتھ تو موسیٰؑ نہ طور سے آئے

گناہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندھے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرتِ بیدلؔ
کبھی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابھی کوہِ طور سے آئے

آئے غربت مین ہمین عیش وطن بھول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بھول گئے

نجد مین پھرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بھول گئے

اب تو بھولے سے بھی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تھے سب اے عہد شکن بھول گئے

مین وہ دیوانۂ عریان تھا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بھول گئے

قید مین طول کھچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکلِ گل بھول گئے رنگِ چمن بھول گئے

بخت بیدار ہوئے آکے ترے کوچے مین
صورتِ خواب فراموشِ وطن بھول گئے

دل کو ہر پیچ مین گیسوئے رسا کے ڈھونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بھول گئے

سالہا سال ہوئے ہین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزان وطن بھول گئے

نالے گھٹ گھٹ کے مری دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہ دہن بھول گئے

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے | اور بھی مجکو پیار آتا ہے
دل کو اب کب قرار آتا ہے | سُن لیا ہے کہ یار آتا ہے
بال کھولے جو یار آتا ہے | گھر کے ابر بہار آتا ہے
زلف و رُخ کو سنوار آتا ہے | اور کیا تجکو یار آتا ہے
تیرے وعدے سے عشق ہے اسکو | ساتھ ہی اعتبار آتا ہے
وصل مین اسکو کسنے بُلوایا | غصہ کیون بار بار آتا ہے
دیکھکر مجکو چتونون سے کہا | وہ تمہارا شکار آتا ہے
روز تکیون مین جا کے دِل میرا | دوستون کو پکار آتا ہے
کیا مصیبت عدم مین ہے یارب | کدھر اک اشکبار آتا ہے
اک نظر دل کو دیکھ لو دیکھو | کب سے اُمیدوار آتا ہے
دردِ دل مین مری تسلی کو | گریہ بے اختیار آتا ہے
تمکو آتا ہے پیار پر غصہ | مجکو غصے پہ پیار آتا ہے
چین آتا نہین مزار مین آج | کون سُوے مزار آتا ہے
کہتے ہین آنکھین بند کر لو تم | اسی رستے سے پیار آتا ہے
گردِ کلفت کو دل مین دو نہ جگہ | آئنے مین غبار آتا ہے
زندگی مین کبھی نہ آ نکلا | مر گئے پر قرار آتا ہے
تیری رحمت کو دیکھکر مجرم | حشر مین شرمسار آتا ہے
ذبح کے وقت اُسکی گھبراہٹ | دیکھکر مجکو پیار آتا ہے

بیقراری کا گھر ہے دل میرا
تو کہان اے قرار آتا ہے

فتنے کہتے ہین دیکھکر اُسکو
فتنۂ روزگار آتا ہے

جاے شکوہ مری زبان پر امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو لے دو تنکے لیے
لوٹتی ہین بجلیان اُن کے لیے

مے نہ دی قرض اُسنے دو دنکے لیے
جسنے توڑے ہمسے گن گن کے لیے

دن مرا روتا ہے میری رات کو
رات روتی ہے مری دن کے لیے

ہے جوانی خود جوانی کا سنگار
سادگی گہنا ہے اِس سِن کے لیے

پاک رکھا پاک دامن سے حساب
بوسے بھی گن کر دیے گن کے لیے

کون ویرانے مین دیکھے گا بہار
پھول جنگل مین کھلے کِن کے لیے

ساری دنیا کے ہین وہ میرے سوا
مین نے دنیا چھوڑ دی جنکے لیے

ذرّہ ذرّہ دُرِ دمے کا زاہدو
دُور بین ہے چشمِ باطن کے لیے

وصل مین جھنجھلا کے وہ بولے کہا ہے
کس کا جوبن اور ہے کِن کے لیے

کیمیا گر آگ سا دیکھا نہین
تار سونے کے دیے تنکے لیے

باغبان کلیان ہون یا کہ رنگ کی
بھیجتا ہے ایک گلشن کے لیے

سب حسین ہین زاہدون کو ناپسند
اب کوئی حور آئیگی اِن کے لیے

جائیے سو نپا خدا کو جائیے
تھا یہ سارا حُسن ضامن کے لیے

ذبح کرنے مین بڑا مشاق ہے
گھر ہو مسلخ مین مؤذن کے لیے

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کے لیے

کھا گیا ہم ناتوانون کو فراق
کھول کر منہ دیو نے تنکے لیے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

بھیجتے تحفہ مؤذن کے لیئے

تذ مے اور ایسے کمسن کے لیے
ساقیا ہلکی سی لا اِن کے لیے

گر یار ب ہے جو مومن کے لیے
بھیجدے دنیا مین دو دنکے لیے

واسے قسمت وہ بھی کہتے ہین بُرا
ہم بُرے سب سے ہوئے جنکے لیے

پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بھر ترسے گا اِس دنکے لیے

گالیون مین بھی بتون کی ہے مزہ
اِک ہنر ہے عیب بھی اِنکے لیے

دخترِ رز سی پاک دامن چاہیے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین چھپنے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم اِنکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اِک ضامن ہو ضامن کے لیے

چھاؤنی چھائیگی کیا فوجِ خزان
صرصر آئی باغ مین تنکے لیے

وصل مین بولے جھٹک کر ہاتھ وہ
پھول پھل سب آج ہین اِنکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھی یہ ہمسن کے لیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہدِ شباب
یا خدا رکھنا نہ اُس دِن کے لیے

جھاڑتی ہے کون سے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہائے تھی یہ رات اِس دنکے لیے

بوسہ بازی مین اُنھین دھوکے دیے
بے گنے دس بیس دس گن کے لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اُسکا وضع سادی شکل بھولی ہے
کبھی جاتی ہے دل مین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادائین کھیلتی ہین رنگ تلوار اُس نے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سرخی مین ہے یا جوشِ مستی مین
یہ لالے نے مئے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالا مال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون کی کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رخت عریانی
گریبان ہے نہ دامن ہے نہ پردہ ہے نہ چولی ہے

گھٹا کی سیر حجرے سے نکل کر دیکھ اے زاہد
نہانے کو یہ چوٹی حور نے جنت مین کھولی ہے

پری نے قاف مین دیکھی جو وہ تصویر بول اٹھی
مین اس صورت کو صدقے ہائے کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو جو آوازے کسے عاشق نے غیرون پر
یہ آزادون کی باتین ہین یہ انکی بولی ٹھولی ہے

صراحی دور مین آتی ہے زاہد ہون جو محفل مین
جھکالین اپنی آنکھین دختر رز کی یہ ڈولی ہے

نظر بازی سے جو ملتی ہے لذت دلمین رکھتی ہین
ترے دیدار کے بھوکے فقیرون کی یہ جھولی ہے

ادا ہی سے تری مرتا ہے جو مرتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اسی سانچے کی گولی ہے

جگاتی ہے یہ کہہ کر صبح پیری چشم غافل کو
بس اٹھ او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سو لی ہے

طمع سے وہ نگاہ شوخ جا لپٹی ہے دشمن سے
کمر بجلی نے کوہ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون مین سب کو تاڑ لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا ان منہ بندھی کلیون نے تجکو کسکی چوری کی
کہ تو نے صبح کو ایک ایک کی بقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ ہین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پھولون سے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہے زلف اسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
وہان سے جو چلا ہے اٹھکے اسکی ساتھ ہولی ہے

تصور مین مری کیا کیا پری مضمون پھرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لات مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
کمر تحت الثری مین جا کے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کھائی اس غنچہ دہن نے تو یہ مرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مری بلبلون کی کھولی ہے

کہان ہے قصر شاہی مین چھپر کھٹ نازنینون کا
وہ بچون کا گھروندا ہے یہ گڑیونکی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھیے کسپر کہ محشر مین
وہ صف پرہیزگارون کی یہ میخوارونکی ٹولی ہے

چھپا کر منہ نہ رو اسکو روز حشر او ظالم
جہان تک آنکھ سے رویا گیا لوقت مین ولی ہے

نہ روک اے سخت جانی جانے دے اب جانِ بسمل کو
گلے مِل مِل کے رخصت خنجرِ قاتل سے ہولی ہے

خموشا اے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک
یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولے گی نہ بولی ہے

ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل
نکیلی چتونوں نے اب یہ برچھی کیسی تولی ہے

سوا تیرے کسی کا آنکھ نے منہ نہیں دیکھا
تجھے دیکھا ہے جب سے آرسی نے آنکھ کھولی ہے

تصور میں بھی اُنکو کھینچتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
سرک جا اے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے

بہارِ لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے
ابھی نرگس نے او گلچین چمن میں آنکھ کھولی ہے

اکیلے تم کہاں ہو وصل کی شب دل لگانے کو
ہنسی ہے چھیڑ ہے آپس کی چہلیں ہیں ٹھٹھولی ہے

کلی گل کی ہو راہی وصل پر بلبل سے کیا کہکر
ہزاروں منتوں پر تو چٹک کر منہ سی بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیار ہے مکار ہے ظاہر میں بھولی ہے

بتوں ہی میں ہے وہ بُت کچھ تجھے خبر بھی ہے
چھپا ہوا انہیں فتنوں میں فتنہ گر بھی ہے

یہاں تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
تری نگاہ میں کچھ جذب کا اثر بھی ہے

لپٹ کے تم سے تصور میں کوئی سوتا ہے
کدھر خیال تمہارا ہے کچھ خبر بھی ہے

وہ تیغ میان میں کرتے ہیں کوئی یہ کہدے
کہ اک غریب سا مشتاق قتل ادھر بھی ہے

یہ بیخودانِ محبت پہ طعن اے واعظ
مزے سے بیخبری کے تجھے خبر بھی ہے

گئے جہاں سے منعم مگر تزک نہ گیا
کہ بعد مرگ مہری مزار پر بھی ہے

عجب رفیق ہے یہ بیکسی کہ بعد فنا
سرِ مزار مجاور بھی نوحہ گر بھی ہے

جو تیر دل کی طرف اُس کمان سے چلتا ہے
پکارتا ہے دہن سے کہیں جگر بھی ہے

نہ دستِ ناز میں رکھیں تو کیا کہیں آخر
کہاں وہ تیغ کو باندھیں کہیں کمر بھی ہے

ہوائے شوقِ ابتا ابھارتی ہے امیر
وگرنہ مجھ میں کہیں طاقتِ سفر بھی ہے

لاش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے
تنکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

کیا دھواں آہ شرر بار کا ہے تیرہ و تار
دن کی شب ہوگئی گردون پہ ستارے نکلے

یاد دلوائیں وہ آنکھیں نہ ہرن صحرا کے
ہم وطن سے ہیں اسی درد کے مارے نکلے

مر گئے عشق میں ہم تم سے یہ امید نہ تھی
چار آنسو بھی نہ ماتم میں ہمارے نکلے

شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شب وصل سحر
دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے

خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہمپر جو ستم
وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے

کوہ پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے
گرمیاں کرنے کو پتھر سے شرارے نکلے

کوپلیں پھوٹیں تو اس سے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیوں کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی
روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی

ہمصفیر اس چمن میں ہوں میں وہ درد آشنا
غنچہ بھی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی

بیعت پیر مغاں سے مل گیا بام مراد
سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑھی لگ گئی

واہ رے شوق تماشا وہ ابھی گھر ہی میں ہیں
اٹھ گئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی

تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہیں
باغباں آواز میں بلبل کے پتی لگ گئی

درد دل نے اٹھکے پہلو سے وہیں چونکا دیا
رات بھر میں ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ بدلی اے امیر اس نے میں بسمل ہو گیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یاں دل پہ برچھی لگ گئی

زیر گیسوئے خمی چشم پر یرو اور ہے
اس فتن میں طرز جست و خیز آہو اور ہے

دور اتنا کس لئے کھچتی ہے شمشیر ہلال
جسکا بسمل ہے جہاں وہ تیغ ابرو اور ہے

تن منقش بوریے سے ہے اگر کیا فائدہ
فقر کے جامے کو زینت دے وہ اتو اور ہے

روتی ہے شبنم گلستاں میں تو ہنس پڑتے ہیں پھول
پانی پانی جو کرے دل کو وہ آنسو اور ہے

وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو
جامے سے باہر ہیں گل رنگ اور ہے بو اور ہے

ملگیا ہون تجھ مین مین ہرچند مثلِ آب و رنگ
شوق کہتا ہے ابھی مین اور ہون تو اور ہے

بوے یوسف مصر سے کنعان مین لائی ہی صبا
اب دماغ حضرتِ یعقوبؑ مین بو اور ہے

بوالہوس دم دیکے کیا لیگا مری قاصد سے خط
چلگیا تھا جو پیمبر پر وہ صبا وو اور ہے

بہر بالش حور کا زانو نہین درکار کیا
جسپہ ہم سر رکھکے سوتی ہین وہ زانو اور ہے

کان مین موتی جو تم پہنو بڑھے یہ آبرو
بحر سے قطرہ کہے مین اور ہون تو اور ہے

یار آیا دیکھنے اب تو ٹھہر جا کوئی دم
میرے تڑپانے کا وقت ای درد پہلو اور ہے

جنبشِ مژگان سے مارا ناتوانون کو تو کیا
بانکپن کی نوک لے ترکِ جفا جو اور ہے

دو گل رکھ چھوڑ کیا ہم کو اڑاتی ہے صبا
تازہ ہے جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہوے چین کب پھنسا سکتا ہے ہمکو اے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشمِ مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہین سرمہ ترا دردِ بیہوشی سے

زندگی بھر مین رہا جامۂ عریانی مین
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کبک سے ہو جو ہم آغوش تو لذت اٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

چپ ہوا جسکی طرف گھور کے تم نے دیکھا
کم نہین گرد نظر سرمۂ خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا میری پریشانی کا
آج الجھے وہ بہت زلف کی سرگوشی سے

رنگ گلزار تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ سان بند ہین لب لذتِ خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہین انسان مین حق پوشی سے

ہے یقین پھر دلِ عاشق نہ کبھی غم مین رہے
عشق جاکر جو ترے حسن کے عالم مین رہے

مرگِ دشمن کی خبر سنکے بھی ماتم مین رہے
ہم خوشی مین بھی رہے یون کہ کوئی غم مین رہے

شاد دل غم مین رہے عید محرم مین رہے
کچھ سپیدی بھی مرے جامۂ ماتم مین رہے

غم کہان جاکے رہیگا نہ رہینگے جب ہم
ہمتو جب تک ہی عالم مین اسی غم مین رہے

غنچہ گل کو چمن مین یہ ہوا ہے لے گل
عطر دان بنکے ترے گیسو پر خم مین رہے

شوخیون نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر بھی جائین تو یقین ہی کہ تڑپ ہم مین رہے

پاس عصمت سے یہ ہے حکم مرے ساقی کا
دامن دختر رز پنجۂ مریم مین رہے

خم بھی رویا مجھے پیمانہ بھی رویا مجکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مری ماتم مین رہے

آکے بگڑی ہوئی اس باغ کی دیکھی جو ہوا
مشورے کو ہی کے شب بھر گل و شبنم مین رہے

جمع ہین سائل دشنام ذرا منہ کھولو
ہے غضب قفل جو دروازۂ حاتم مین رہے

چارہ گر مشک نہین سودۂ الماس سہی
جزو کوئی مژۂ زخم کا مرہم مین رہے

لب جان بخش کی ہے یاد تو مرنا کیسا
موت کیونکر عمل عیسی مریم مین رہے

بیخودی سے ہمین یہ حال نہ تا زیست کھلا
ایک عالم مین رہے ہم کہ دو عالم مین رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تھا غربت مین
میرے کاندھون کے فرشتے مری ماتم مین رہے

اپنے بیگانے کو روتے ہی کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کے ماتم مین رہے

دو جہان چھوڑ کے عشاق ترے غم مین رہے
دونون عالم سے جدا تیسرے عالم مین رہے

عاقبت بین ہو تو خود عیش یہان غم مین ہے
ڈوب کر خندۂ گل گریۂ شبنم مین رہے

محو تصویر کی صورت یہ ترے غم مین رہے
نہ رہے اتنی بھی باقی کہ خودی ہم مین رہے

حیف ہے تم مرے مرنے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم مین رہے

غیر کے رنگ مین ملتے ہین کہین اہل صفا
سبزۂ گل پہ سپیدی وہی شبنم مین رہے

صرصر مرگ اڑا لیگئی سب پھولون کو
خار ہی خار فقط گلشن عالم مین رہے

کنگھی چوٹی مین مری جان دکھاؤ وہ ادا
پھنس کے مشاطہ کا دل گیسو پر خم مین رہے

شرم کے ساتھ ہو شوخی بھی تمھین مین کیا خوب
لطف تو جب ہی کہ وہ تم مین تو یہ ہم مین رہے

دل مین عصیان کے یہ ہے ایک نہود اخل خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

چوڑیان ٹوٹی ہوئی نیل بدن پر مین پڑے
بزم دشمن مین کہ تم مجلس ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سنین یار کے نظارے کیے
آنکھین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بھی پیالی ہو کوئی پھولون مین
اثر خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اسکے تڑپانے کی طاقت جو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگ عاشق کی خبر آئی تو جھنجھلا کے کہا
روز سو مرتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو الجھتا ہے الجھنے سے اگر بالون کے
بھیجدے مجکو یہ الجھن بھی مری دم مین رہے

ہم وہ ہین رند کہ رندی کا نہ لے نام امیر
آکے دو دن پسر نوح اگر ہم مین رہے

حسن مرنے کا یہ ہے حسن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا ناز بھی ماتم مین رہے

گر غریب الوطنی بھی نہ مرے غم مین رہے
اور پھر کون ہے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبھی کعبے مین چلے دور کبھی جنت مین
کشتی مے کبھی کوثر کبھی زمزم مین رہے

یاس اسکو بھی تو رہنے نہین دیتی دل مین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین روان
چلتے پھرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چین جبین گیسوئے پرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پھولون مین نہ روئین نہ سہی
تازگی کچھ تو مری مجلس ماتم مین رہے

باغ جنت سے اسکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غم آدم مین رہے

میرے گھر کیا ہے شب ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جا کے کسی گیسوئے پرخم مین رہے

پانی جتنا تھا وہ سب پیگئے پینے والے
خاک اڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بھی ہے
قید کب تک یہ پری قالب آدم مین رہے

بانکی چتون سے کنکھیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بھی کوئی نگہ کم مین رہے

گرمیِ ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھ لے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مر نہ جائے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذبِ اُلفت جو ہوا اپنی چمن مین باندھے
مہر پتلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اس کشمکش نزع پہ صدقے ہے امیر
رنگ اگر اُسکی کھچاوٹ کا بھی کچھ دم مین رہے

وصل ہو جائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اس مین بھرا رکھا ہے

کہتے ہین آئے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گردِ کدورت مین ستم ہے کہ نہین
ہاے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

یاس گھیرے ہوے ہے مجکو مگر ان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہے کہان
چور ہین کیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خونِ عاشق کو ہے اب دسترس اُس تک مشکل
مہندی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ شکر نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اُس کا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سارے
اُسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین تو پہن لیتے ہین
ایک جوڑا مرے پھولون مین بسا رکھا ہے

ناز سے کشتۂ انداز کو پامال بھی کر
یہ ستم کس کے لیے تونے اٹھا رکھا ہے

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط ہم سے چھپا رکھا ہے
دیکھیے دیکھیے تکیے مین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بھی سرگرمِ ستم وہ آنکھین
آپ تو سونے نہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام جو ہوگا اے شمع
تونے سر پہ تو پتنگون کو چڑھا رکھا ہے

ناز سے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھ سے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بُت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون میری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقشِ خودی ہستی سے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے پہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قامتِ جانان کا ہے جلوہ موقوف
اِس قیامت کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

دخترِ رز ہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اِس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سرمہ اے گرد گنہ تو ہی کھلا دے اسکو
صور نے شور قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین دیدیتے مگر ہمنے امیر
کسی موقع کے لیے اسکو لگا رکھا ہے

اِک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون اُبل چلے وہ مری چشمِ تر مین ہے
جو داغ رنگ لائے وہ میری جگر مین ہے

دن رات یاد ہے دُرِ دندانِ یار کی
کشتی ہماری عمر کی آبِ گہر مین ہے

ہم ہین برنگِ لالہ ازل سے الم نصیب
جزوِ بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے بحرِ حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی ہے مرد مک جو مری چشمِ تر مین ہے

نیرنگیانِ تصورِ کامل کی دیکھیے
تصویرِ یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میری جگر مین ہے

دنیائے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگزر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاؤن
شاید جواب خط کرِ نامہ بر مین ہے

یارب امیر کے بھی گناہون سے درگزر
یہ بھی تو آخر اُمتِ خیر البشر مین ہے

یہ سب ظہورِ شانِ حقیقت بشر مین ہے
جو کچھ نہان تھا تخم مین پیدا شجر مین ہے

ہر دم جو خون تازہ مری چشم تر مین ہے
نارِ سقر دل مین ہے کہ الہٰی جگر مین ہے

کھٹکا رقیب کا نہین آغوش مین ہے یار
اسپر بھی اک کھٹک سی ہماری جگر مین ہے

واصل سمجھیے اُسکو جو سالک ہے عشق مین
منزل یہ جانیے اُسے جو رہگذر مین ہے

آنکھون کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی
پتلی سی اک بندھی ہوئی تارِ نظر مین ہے

کرتے ہین اس طریق سے طے ہم رہِ سلوک
سر اُسکے آستان پہ قدم رہگذر مین ہے

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی تباہی کا مارا سفر مین ہے

مستی کی کیا بہار ہے دندانِ یار پر
سوسن کا پھول چشمۂ آبِ گہر مین ہے

ہو درد عشق ایک جگہ تو دوا کرون
دل مین جگر مین سینے مین پہلو مین سر مین ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
اُڑنے کا حوصلہ ہی نہین بال و پر مین ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے
خط کی نئی رسید کفِ نامہ بر مین ہے

تیرِ قضا کو ناز ہے کیا اپنے توڑ پر
اِتنا اثر تو یار کی سیدھی نظر مین ہے

آجاؤ تیغ باندھکے پھر سیر دیکھ لو
میرے گلے پہ ہے کہ تمہاری کمر مین ہے

ساقی مے ظہور مین کیفیت سہی
پر وہ مزہ کہان ہے جو تیری نظر مین ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہین اگر نہ سہی
غضب کی آنکھ تو ہے لطف کی نظر نہ سہی

یہ ہیچ ہی جائے گا لکھین تو اُسکو نامۂ شوق
چلین گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش سے مرے دل کی بیقراری سے
تمام خلق ہے واقف تمھین خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر مین تو کام ہونا ہے
گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم مین ہے صبح
شبِ فراق کی اے دل نہین سحر نہ سہی

شگفتہ صورتِ گل داغِ دل تو ہین پسِ مرگ
چڑہائے پھول نہ اُس گل نے قبر پر نہ سہی

بھلا نہ کہہ تو بُرا بھی نہ کہہ اُنہین زاہد
خدا کا خوف تو کچھ کر بتون کا ڈر نہ سہی

امیر نالہ کشی ہجر مین نہین ہے عبث
بخار دل کا نکل جائے گا اثر نہ سہی

طور پر اے پیشِ دل ہین وہ آنے والے
آج ہم تجکو ہین بجلی سے لڑانے والے

آئنہ سامنے آتا ہے عوض لینے کو
ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے

شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر
ہاتھ ٹوٹین ترے گھڑیال بجانے والے

دیکھ کر چار طرف عکس وہ اپنا بولے
کیون مجھے گھیرے ہین یہ آئنہ خانے والے

ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے
دھجیان دامنِ محشر کی اُڑانے والے

جامِ مے کاتبِ اعمال کو بھی دے ساقی
دو بزرگ آئے ہین ساتھ اگلے زمانے والے

بولے حسرت سے وہ تابوت کو کاندھا دیکر
بوجھ اُٹھواتے ہین اب ناز اُٹھانے والے

اشکِ حجلت عرقِ شرم تمھین دونون ہو
دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے

آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے
توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے

کشتۂ چشمِ پری ہون مجھے انسان نہ چھوئین
ہون پریزاد جنازے کے اُٹھانے والے

سوگ عزیز آئے مگر دو بھی نہ نکلے افسوس
چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے

لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا
کہ یہ کاندھے نہین تابوت اُٹھانے والے

جب کہا مین نے کہ قاتل مجھے ٹھنڈا کر دے
بولے ٹھنڈا نہین کرتے ہین جلانے والے

عصمت و شرم سے کہتی ہے جوانی اُن کی
اب بٹھائین نہین پردے مین بٹھانے والے

تیغِ قاتل سے مین لپٹا تو وہ کھنچکر بولی
یہ بڑے آئے گلے مجھکو لگانے والے

خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل
ہین یہ سب خانہ خرابی کے گھرانے والے

اپنے آئینے سے وہ پوچھتے ہین کون ہو تم
میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

دل سے جھنجھلا کے یہ کہتا ہے خیالِ جانان
کون ہو تم مجھے ہر وقت بلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد ہے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم ذرا نگاہ ملے
کچھ اس غریب مسافر کو زادِ راہ ملے

ہمین بھی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ ملے
کبھی تو دیکھنے والون سے بھی نگاہ ملے

وہ بغلین جھانکین جو سایہ میانِ راہ ملے
چُرائین آنکھین اگر عکس سے نگاہ ملے

مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے دیر
پکارتا ہون کوئی بُت خدا کی راہ ملے

دل و جگر کی تڑپ دیکھ کر وہ کہتے ہین
کہ مدعی سے بھی چالاک یہ گواہ ملے

وہ تیغ کھینچے ہوے کہہ رہے محشر مین
زبان کاٹ کے رکھدون جو داد خواہ ملے

ہم اے مسیح ہین اغماض سے ترے بیدم
ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے

مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون
جو تجھسے رنگ کچھ اے گیسوِ سیاہ ملے

ہزارون وعدے کیے پر نہ کی دعا اک دن
فقیر بھی ہین جھوٹون کے بادشاہ ملے

گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے دن رات
مرے رقیب سے شاید ہین مہر و ماہ ملے

دل و جگر بھی طرفدار ہو گئے اُن کے
مرے حریف سے جا کر مرے گواہ ملے

کرون مین دعوتِ پیرِ مغان تکلف سے
جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے

کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پر
بتون کو ڈھونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے

کھلے جو لب ترے اقرار وصل کرنے مین
ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے

لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجکو
بناؤن پھاڑ کے گدڑی جو رختِ شاہ ملے

لنڈھاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو
کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

در کریم پہ محشر مین تا کہ راہ ملے
گناہگارون مین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

فنا جو قبل فنا ہو بقا کی راہ ملے
یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آئے قافلے کا مجھے
ہوا و بیچ مین پردہ جو گرد راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو
گہر نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تھاہ ملے

ہجوم یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے
چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشت مصیبت مین جہاں سوزنکی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان دمردمک کی طرح
ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اسکے زانو پر
کسی بہانے تو اُس شوخ سے نگاہ ملے

اِس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشت غربت مین
سراغ یارون کا پوچھون جو گرد راہ ملے

اُتارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت
ذرا نگاہ سے اُسکی اگر نگاہ ملے

حریص جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے
کہ مانگ لون اگر ابلیس سے گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو ڈھونڈے سے
تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

ہم اس اُمید پہ محشر سے خلد کو پہنچے
کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اُسکی ہے جسنے کنوئین جھکائے امیر
سمجھکے چاہ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سر راہ عدم گور غریبان طرفہ بستی ہے
کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دخت رز کی کیا ہے کیا زمزم کی ہستی ہے
ترے دم سے یہ ساقی گرمی بازار مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے
ہمارے میکدے مین رات دن رحمت برستی ہے

ہمین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ
جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہے جوش مستی ہے

خمار نشۂ مے سے نگاہین اُن کی کہتی ہین
یہان کیا کام تیرا یہ تو مستونکی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومندِ شہادت ہین
تمہاری تیغ دیکھا چاہیے کس پر برستی ہے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے سارا عیش مستونکا
صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے

دمِ مستی مژہ کی استکباری دیکھ اے ساقی
گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے

جوانی داغ دیجائیگی ناز اسپر نہ کر غافل
برنگِ مستی طاؤس کوئی دم کی مستی ہے

بتون کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی
ہماری بُت پرستی نزدِ بانِ حق پرستی ہے

ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد
چھپر کھٹ کو پری آکر پریخانے سے کستی ہے

کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گورِ غریبان مین
یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے

زبانِ حال سے کہتے ہین تابوت و لحد غافل
کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے

اشارون پر ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین
قضا اپنی کمر تارِ نظر سے تیرے کستی ہے

چلے نالے ہمارے یہ زبانِ حال سے کہکر
ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے

بڑھاپے نے ہرن سب کردے نشے جوانی کے
ترنگین مستیون کی ہوچکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک نکتہ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبایع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آ جو شوقِ حق پرستی ہے
جسے تو نیستی سمجھا ہے اے غافل وہ ہستی ہے

کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے
بقدرِ وسعتِ مشرب، مقامِ مے پرستی ہے

ترے قربان اے مرگِ غریبی جلد اب پہنچل
وطن کے دیکھنے کو روح مدت سے ترستی ہے

غضب کے جوش مین ہے دخترِ رز خیر ہو ساقی
بھری بیٹھی ہے دیکھا چاہیئے کیسر برستی ہے

دلِ ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی
خدا آباد رکھے اِس کو کیا دلچسپ بستی ہے

نہ شاخِ گل ہی اونچی ہے نہ دیوارِ چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ گھبرا اے دلِ واماندہ اب منزل قریب آئی
اِسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے

نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پاسِ ادب کیسا
تکلف برطرف ساقی کہ وقتِ جوشِ مستی ہے

نگاہِ ناز خالِ رُخ سے میدانِ محبت مین
ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

جدا ہم اور دستِ غیر و زلفِ دلبر دستانہ
خدا کی شان جو پسا تھے اُنکو پیشدستی ہے

خدا جانے ترا جی لگ گیا دنیا مین کیون ایدل
اُجاڑ اک چند گھر ہین بی حقیقت ہی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے خاکسار وںکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتھ آئے تو سستی ہے

بلائین لیتے لیتے مست ہو جاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی ارگجے کے عطر مین جبوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گرد اُس روے آتش رنگ کی گیسو
عبادت ہندون کی دین مین آتش پرستی ہے

بڑھا اے آہ رسا اب کنگرے پر عرش کے پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دلِ پر داغ تیری زلفِ پیچان سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑ اُڑکر ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوسِ برہمن سے
بُتِ پندار کو توڑو جو شوقِ بُت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہِ ہستی ہے
ٹھگونکا بیٹھکا ہے جا بجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیضِ مے پرستی ہے
در و دیوار سے اس در مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر ہین قاتل ابرِ رحمت کے
گنہگارون پر آکر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بُت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان اسپر دعوے ایزد پرستی ہے

اجل آنے نہین پاتی کہ ہو جاتا ہے کام آخر
ترے خنجر کو قاتل کیا قضا کی پیشدستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد چلایا
معاذ اللہ یہ تو برق کا بھی مُنہ جھلستی ہے

جلو مین حضرتِ موسیٰ سے ہین دل سوختہ لاکھون
سواری مین تری برقِ نہالِ طور دستی ہے

جو آتا ہے وہان سے چیتھڑا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الٰہی کیا کوئی ناگون کی بستی ہے

خمیدہ قد ہے جن کا نیک و بد سے جھک کے ملتے ہین
برابر دونون باگون پہ ہلالی تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھ کر ہم کلمۂ توحید پڑھتے ہین
خدا راضی ہے جسمین وہ ہماری بُت پرستی ہے

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشمِ آہو سے
وہان شوخی ہی شوخی ہے یہان شوخی و مستی ہے

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑھاتا ہے
مزارون پر غریبون کے عجب غربت برستی ہے

مرے دامن سے ساری نوک ہی خارِ مغیلانکی
جنون میرے گریبان تک یہ تیری تیز دستی ہے

اکدر کر دیا اشکونکو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثلِ شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل یہی مقراضِ بہرِ قطعِ ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشمِ بد دُوراُن کی آنکھون نے
غزالون کی ہے شوخی نرگسِ شہلا کی مستی ہے

امیر اس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
چوگنی منھ پہ برہمن کے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چپ نہین رہنے والے
کبھی آئی پہ نہین چوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہمتوائے غنچۂ دہن منھ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حالِ چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلفروشون کا ملے رتبہ گل اتنے کھاؤن
وہ پکارین مجھے او پھولون کی گہنے والے

منزلِ گور سے دم لیکے بڑھین گے آگے
ہم مسافر ہین بڑی دُور کے رہنے والے

دل نے کرتیان وہ اُٹھائی ہین کہ کہتا ہی وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہوچکی ممبر سے اب اترین نیچے
رند کچھ حضرتِ واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

نہ سنی گور غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اس شہر کے رہنے والے

مُنہ پہ تلوار کے کھ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثلِ آواز نکل جائین گے صاف اے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھون مین رہنے والے

بدھیان پھولونکی لائے تھے نہ بہنین اُسنے
پھولے بیٹھے ہوئے ہین پھولونکی گہنے والے

کیا ہوا مین بھی ہون اور غیر بھی اس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

گفتگو معرفتِ حق مین ہے یارو ناحق
حق جو کہنے کا تھا سب کہہ گئے کہنے والے

کوچۂ اُس رشکِ چمن کا ہے وہی ای قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پھولونکے گہنے والے

بھولکے ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے والے

ساده سمجھو نہ انہین رہنے دو دیوان مین امیر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جھڑ گئی افشانِ جبین پر کچھ ستارے رہگئے
آسمانِ حسن پر گنتی کے تارے رہگئے

نزع مین بند اب زبان بھی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہگئے

دے سکے کب دشت گردی مین تری وحشی کا ساتھ
ہر قدم پسپا ہوئے آہو چکارے رہگئے

چشمِ واعظ پہ ہے عینک دستِ واعظ مین عصا
ضعفِ پیری مین یہ دو باقی سہارے رہگئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
چور ہنکر وہ بھی زخمون مین ہمارے رہگئے

بحرِ الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بھی
دست و پا کتنے ہی پیراکون نے مارے رہگئے

اور جیتا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان حوصلے باقی تمہارے رہگئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہگئے

وصل کی شب تھی نہ آنا تھا تجھے اے موت ابھی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہگئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہگئے

آنکھ اُسکو کھولنی بھی دشوار ہوگئی ہے
چلیے چمن مین نرگس بیمار ہوگئی ہے

جسنے لکھا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جانے کو جان میری تیار ہوگئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجکو دیوار ہوگئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل ہین اور گل مین تکرار ہوگئی ہے

سب کی نظر مین ہین وہ گو دل مین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بھی بازار ہوگئی ہے

کچھ فکر دختِ رز کی پیرِ مغاں ہے لازم
بیہوش اب نہیں ہے ہشیار ہو گئی ہے

انگور مین تھی یہ مے پانی کی چار بوندین
جس دن سے کھچ گئی ہے تلوار ہو گئی ہے

پیاسی جو تھی لہو کی دل مین لہو بہت تھا
سینے سے نوکِ خنجر کیون پار ہو گئی ہے

دشوار ناز بیجا اُٹھواتے ہین وہ ہم سے
اُلفت ہمارے حق مین بیگار ہو گئی ہے

طرار اُنکے گیسو تھے ابتدا سے پر اب
طرّہ یہ ہے زبان بھی طرّار ہو گئی ہے

رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصفِ گل مین
پتی گلاب کی اب منقار ہو گئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگِ امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین شب دشوار ہو گئی ہے

آنکھ اُسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے
ہان کیفِ جوانی سے ابھی چُور نہین ہے

ہر چند بتون سے ہے بہت دُور ترحم
اللہ کی قدرت سے مگر دُور نہین ہے

جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلالو
فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے

فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی
شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے

ہم خونِ جگر پیتے ہین اے محتسبِ شہر
کیا تاک رہا ہے مے انگور نہین ہے

حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگے وہ جلوہ
نظرون سے گرانا تمھین منظور نہین ہے

حُسنِ رخِ محبوب سے پُھک جائیگا ایدل
صورت پہ نہ جا نار ہے یہ نُور نہین ہے

ہے میکدۂ دَرد مین مستون کا یہی قول
شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے

اُس باغ سے سَو داغ بھلے گل نہ ہو جس مین
جلجائے وہ فردوس جہان حور نہین ہے

ٹھکرا کے نہ چل ساغرِ مے پاسِ ادب کر
غافل یہ سرِ قیصر و فغفور نہین ہے

شبنم جگرِ گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون
بیدرد یہ داغِ دلِ رنجور نہین ہے

بوسے سے ہے انکار نہین تو سہی ایدل
اسمکمون سے وہ دین ہین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سراہ پڑا تھا

تیرا تو کہین وہ دلِ رنجور نہین ہے

جلوہ گرِ یار مگر قتلگہِ عام مین ہے
جب بُلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردشِ ایام مین ہے
مے بے درد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دَورِ جاری رہے ہر وقت مے گلگون کا
پڑھ لے ساقی یہی تحریر خطِ جام مین ہے

دفعتہً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردشِ ایام مین ہے

نہوا نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھُنک چکا صور یہ مُردہ ابھی آرام مین ہے

اسمِ اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف بھی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جس طرف دیکھیے کھولے ہوے آغوش ہی حور
سرفروشی کا مزہ لشکرِ اسلام مین ہے

اُلفتِ زلف مین ہے طائرِ دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشمِ سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمیِ فرقت سے پھپولا دل مین
جائے مے دانۂ انگور مرے جام مین ہے

لب پہ تو نے جو مسی مَلکے جمایا لاکھا
کھل گیا شاہِ بدخشان کا عمل شام مین ہے

یادِ گیسو سے کہان جوشِ جنون مین آرام
مین ہون آزاد تو کیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلانوش کو خم کے مُنھ مین
یہ تو اک گھونٹ ہی ساقی جو تری جام مین ہے

مرغِ دل خاک پھنسے زلفِ پریشان چھڑ کو
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آگیا روزِ قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اُٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

ہے لڑکپن مین بجا خاک سے انسان کو اُنس
عاقل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نام کا نام تخلص کا تخلص ہے امیر
یہ بڑا حُسنِ خدا داد مرے نام مین ہے

شانِ حق صاف بتون کے رخِ گلفام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین ہے

راستی اور تواضع مین ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہے الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہماری سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو نہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم بھی ترے جام مین ہے

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتارِ قفس ہون قفسِ دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغلِ شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دلِ آزاد نہ پھنس
پاؤن الجھا ہوا عنقا کا اسی دام مین ہے

الفتِ پنجتنِ پاک سے دل ہے معمور
پانچ میخانون کی مے ایک مری جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
راتدن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمتِ عصیان ہے امیر
روشنی صبح کی یان تیرگی شام مین ہے

عضب کی عشوہ گری روئے خشمگین مین رہی
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی

کہان لذیذ خطِ پشتِ لبِ سی بوسۂ لب
شمولِ زہر سے لذت نہ انگبین مین رہی

تری شبیہ مین کی صرف اس قدر طاقت
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین رہی

بری تھا لوث سے دھبا کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین رہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوئے یکرنگی
دورنگ ڈاک ہمیشہ ترے نگین مین رہی

گھٹا عتاب تو پہنا لباسِ آرائش
جبین سے چین جو اتری تو آستین مین رہی

عجب سائی قسمت ہے اے حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین رہی

دکھایا مر کے بھی عشق رخِ صبیح نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہو کے یاسمین مین رہی

مژہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھ کے وار کیا
کمان بھی تیر سے نخچیر کے کمین مین رہی

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھا شبِ وصال اُسنے
حیا دلھن کی طرح چشمِ شرمگین مین رہی

جو تو یون سے بل اُترا خدا خدا کر کے
تو سو طرح کی گرہ زلفِ عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہوا آفتابِ حشر امیر
مگر تری مرے اشکون سے پھر زمین مین رہی

کھلکے جب وہ زلفِ مشکبو گون پر تو افگن ہوگئی
کان کی بجلی چراغِ زیرِ دامن ہوگئی

ہجر مین زہر اپنے حق مین سیرِ گلشن ہوگئی
تیغِ زہر آگین زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

وا یہ کس کی زلف دستِ سیرِ گلشن ہوگئی
باغ مین لہرا کے موجِ سبزہ ناگن ہوگئی

وصل کی شب دست دخشت نے کیا کیسا خجل
چاک چولی یار کی ہمراہِ دامن ہوگئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہِ ناز تھی جو برقِ خرمن ہوگئی

مجھ سا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک مزاج
موجِ بوئے گل مجھے زنجیرِ آہن ہوگئی

کب ہوا انظارہ اُنکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صفِ مژگانِ در بانون کی چلمن ہوگئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بھادون ایک ساون ہوگئی

جب خیالِ زلف آیا پڑ گیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہوگئی

جب تلک روشن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمع مدفن ہوگئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا اللہ رے شوق
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیر
شاخِ آہو کھا کے بل شیشے کی گردن ہوگئی

شرم بیجا ہے اگر شوقِ خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشمِ تماشائی ہے

سرمگین آنکھ دکھا کر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجازِ مسیحائی ہے

سنگ آکر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سُرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے اِدھر چشمۂ ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہے چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اشارہ ہے جلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھک جاتی ہے ساری محفل
دورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرے
شورِ محشر سے کہو اب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین شانہ تو مجھے
صبح کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پھرتی ہے قمری کی طرح گرد امیر
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دلفن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجۂ مے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کا جلوہ
زاہد و مسجد مین رسوائیِ ہرجائی ہے

تیرِ مژگان ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بھر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یارِ ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لیے کان ملے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون سا گل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہے دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

سخت حیرت ہو کہ ہے یار سے مجھسے خلوت
بند دروازے ہین کس راہ سے شرم آئی ہے

دل کو مل شوق سے قدمون کے تلے پر ایجان
سوچ لے دل مین کہ کس کا یہ تمنا ئی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا ہے یہ خیال
پھرون رویا ہون جو زخمو کو ہنسی آئی ہے

عزت افتادگی و عجز سے ہاتھ آئی امیر
خوش ہون مین نے یہ بڑی چیز پڑی پائی ہے

او بندۂ بت دیکھ خدا اور ہی کچھ ہے
بت پردہ ہین پردے مین چھپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چھیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پھولون کا صبا اور ہی کچھ ہے
آمد ہے جو اُس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھ ہے
اُٹھتی ہوئی کوئل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اُسکی بیان اُس کا ہے مین ہے
دھوکا ہے تجھے اُسنے کہا اور ہی کچھ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بھی انداز بھی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چھپائین وہ بدن کو بھی چرائین
آنکھین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف سے یہ کہدو جو ترے فہم مین آئے
وہ سب ہے ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا مری بالین پہ تو بولا یہ پری خوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اُسکی جفا پر جو وفا تونے تو اے دل
نازان نہوا سپہر کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سنا اور ہی کچھ ہے

بیدرد کی فریاد کو کوئی نہین سنتا
جس پر ہے اثر غش وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجکو تو مریجان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جھک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھ رہا ہون مین بتون مین
آنکھون مین ہے کچھ دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

کس سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُسکے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینون کے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیر قضا بھی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

منہ سے تو کہا وصل کو تمنے مگر اے جان
آنکھون نے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بھی گئے مر کے ہوئے خاک بھی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو اسیر اچھی ہے فریاد دعا کی
پر شیوۂ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آنے کی جو اُن کے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مرے گھر مین یہ در آئی

ظلمت شب فرقت کی یہ چھائی مری گھر مین
جب دو پہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوے عشق کو برسون
اب تک نہین معلوم طبیعت کدھر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھون مین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گرد سفر آئی

چھائی تھی اسیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہوگی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہوگی

دو قدم تم جو چلوگے تو وہ رخصت ہوگی
ساتھ کیا ٹھوکرین کھانے کو قیامت ہوگی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شب وصلت ہوگی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہوگی

لذت جور بھی لب پر نہین لا سکتا ہون
شکر بھی مین جو کرون گا تو شکایت ہوگی

میرے دشمن پس مردن ہون لحد مین یکسر
غم ترا ہوگا مین ہونگا تری حسرت ہوگی

واعظ اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے
توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہو گی

لیے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے
نا اُمیدی سے اُمیدون کو شکایت ہو گی

پیش برق کے ہین طور پر اب تک چرچے
کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہو گی

دیکھ اے دل کہین دھوکا نہ حیا کا کھانا
شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہو گی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے
اُس سے کیا ٹوٹیگا دم جس مین نہ طاقت ہو گی

عرصۂ حشر کہان رندِ خراباتِ کہان
جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہو گی

کہتے ہین سب کچھ ابھی ہے جو شبِ وصل آئے
پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہو گی

ذکرِ حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے
ہاے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہو گی

نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیو اُٹھیے
جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہو گی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہو گی پیچھے
اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہو گی

درد بھی اُٹھ کے شبِ ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے
بھائی مجھ سے نہ ترے دل کی رفاقت ہو گی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور امیر
اُٹھ کھڑا ہو گا وہ ٹھہری جو طبیعت ہو گی

کیا کہا دم بھی نہ نکلے گا جو اُلفت ہو گی
جان بھی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہو گی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہو گی
ایک دن رہن یہ دستارِ فضیلت ہو گی

آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا
دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہو گی

پھر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک
راہ رو کے ہوے گھیرے ہوی رحمت ہو گی

بے سبب دل نہین بیچین ہوا جاتا ہے
ہچکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہو گی

کچھ بھی نکلی نہ ترے قدّ کے آگے
سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہو گی

دل کو دیجائے گی تسکین کسی کی تصویر
جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہو گی

ابھی بیٹھے ہو تو آفت پہ ہے آفت برپا
اُٹھ کھڑے ہو گے تو ایجان قیامت ہو گی

مول پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھ سے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حور دن سی ہے نبھنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی اُنکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو بس وصل تو بولے ہان ہان
ابتو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دختر رز کا بھی جوبن نہ اُبھارے جس کو
ایسی مُرید کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سمجھا لینگی
نہ ٹلے گی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہ ہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لیے گرد کدورت ہوگی

روز فرقت بھی ہمین وصل کی لذت ہوگی
گردش چشم پری گردش قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہوگی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہیے جو چاہیے مسجد مین خباب واعظ
آپ سے ہم سے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالب وصل
کیسے کھل کھیلوگے جب تم پہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سب کی خبر وہ تری رحمت ہوگی

درد دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھے بیٹھے سُن لین گے جو فرصت ہوگی

گُدگُدا بھی نہین سکتا مین شب وصل اُنکو
لب نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غریب آگ ہے عکس رخ سی
دن چڑھے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نار دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہد حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رُعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑھاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرت مردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاش دیوانہ گیسو کی یو ہین گڑوا دو
کنگھی چوٹی سے تمھین کاہیکو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھ سے رقابت ہوگی

صبح کو ہوگا گلہ چوس لی مستی میری
صدقے اُن ہونٹون کے جنسے یہ شکایت ہوگی

بڑھ رہی ہے صفتِ زلف نمود اسکی امیر
آگے بڑھ کر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی
مین تو کیا تجھ پہ فدا تیری نزاکت ہوگی

ہاے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی
جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال
یون ہی بیچین مرے ہجر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ
کسی بیچین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ میرے گنہ تھوڑے ہین
ہاے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُن کی تصویر سے اے دل نہ لپٹ ورنہ نہین
تیرے آغوشِ تصور سے بھی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کُشی کیا فقرا کرتے ہین
ترکِ لذت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پھر
کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے اُلفت ہوگی

سُنتے ہین آج اُدھر جاے گا وہ حشر خرام
ہاے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی سنکے دعا تم نے بھی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربان اجابت ہوگی

چھوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کی جانا ایدل
ابھی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے ترا طنطنہ منعم اک روز
کوسِ رحلت ترے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی مجھے مرنے جو نہ دیگی دمِ ذبح
ہاے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی
پردۂ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبھی آئیگا وہ دل مین کبھی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مدح مژہ اُس رشکِ قمر کی جو رقم کی
چمکی وہ عبارت کہ رہی نوک قلم کی

کیا راہبری موت نے کی خضر کی صورت
بند آنکھ ہوئی تھی کہ کٹی راہ عدم کی

چلتی ہے کہین خواہش دیدار دوبارہ
پھر برق سر طور کسی روز نہ چمکی

ہر چند وہ کم عمر بہت ہین پر ابھی سے
رفتار قیامت کی ہے باتین ہین ستم کی

ہے غیر کے سینے مین جو داغ غم ابرو
روشن ہے صنم خانہ مین قندیل حرم کی

آتے ہین بہت منزل ہستی مین مسافر
دیتا نہین پر کوئی خبر اہل عدم کی

تھا دھیان امیر اُسکی گلی کا جو پس مرگ
آئی مرے مرقد مین ہوا باغ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑھین گے
انجم کے چراغ آہ کی صرصر سے بڑھین گے

جنت کے جو طالب ہین سدا رہین سو جنت
اپنے نہ قدم کو چۂ دلبر سے بڑھین گے

ہر چند لڑکپن مین ہے بوٹا سا قد اُنکا
ہونے نے دو جوان سرو صنوبر سے بڑھین گے

قسمت سے جو پایا شرف خدمت مہدی
پہلے قدم اپنے صف لشکر سے بڑھین گے

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمار صف محشر سے بڑھین گے

کام آئین گے محشر مین امیر اشک غم شاہ
قیمت مین یہ قطرے دُر و گوہر سے بڑھین گے

جان لیکر بھی نہین دل سے یہ ہٹنے والے
تیرے گیسو ہین بلا ہو کے لپٹنے والے

آج تو دعوت مے آپ کو کرنی ہو گی
رندیون حضرت واعظ نہین ہٹنے والے

کی نظر بھی تو نگاہ غلط انداز سے کی
تیر بھی تم نے لگائے تو اُچٹنے والے

کوے قاتل مین جو چلنا ہو چلو مشتاقو
ہار زخمون کے ہین سرکار مین بٹنے والے

دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چھوؤ
ہم لجالو سے بھی بڑھکر ہین سمٹنے والے

دست جانان سے گریبان کے اُڑینگے پرزے
اے جنون یہ تری باتون نہین پھٹنے والے

میان مین تیغ وہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا
اور دو چار گلے ہین ابھی کٹنے والے

اپنے مشتاقون سے گھونگھٹ نہ کرای شاہد مرگ
ہین یہ شمشیر برہنہ سے لپٹنے والے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چُپ
بُت بنے بیٹھے ہین ہر بات کی رٹنے والے

عشق پیچے پہ نظر کر ہے اگر عاشقِ قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین لپٹنے والے

قیمتِ جام مین کرتے ہین طلب دولتِ جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالبِ دیدار کا یا دم اُلٹے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنے والے

تھا ابھی وصل کا اقرار ابھی ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چھانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھٹنے والے

میرے گھر راتدن اشکون کی جھڑی رہتی ہے
ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محروم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شبِ وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کسطرح کرتے ہو اورون کے جگر مین سوراخ
نوکِ مژگان تو مرے دل مین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مر کر امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہرِ الٰہی سے
کبھی چھالے حبابون کی نہ پھوٹے خارِ ماہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سے
ٹپک جائینگے آنسو بنکے موتی تاجِ شاہی سے

ملا کیا من و سلویٰ ہمکو بھی فضلِ الٰہی سے
مزے اُٹھے مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھ کر عاشق کو اپنے پھیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بھاگتے ہین دُور راہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی تمثیل ایک گردون نے
مشابہ دامِ ماہی گیر بھی ہے پشتِ ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آ کے پڑھ جائے
ہوئی ہے دخترِ رز ہشیار اب فضلِ الٰہی سے

کھلی جنت مین زلفِ حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا تھا اسقدر رغبہائے فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ روئین مچھلیان پانی کی ملکر ریگِ ماہی سے

وہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین سکتا
کہ رحمت اُسکی شرماتی ہی میری عذرخواہی سے

سلامت اشک تہمت ہی رقیبون کی نہ ڈر اے دل
ہوا دامانِ یوسف پاک لڑکے گی گواہی سے

زوالِ حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا
نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گھر کی تباہی سے

جو پلّے پر ہے رحمت دیکھ لینا حشر آنے دو
گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

مین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جسپہ دیکھی ہے
گلے مل مل کے رہزن روتے ہین اک اک راہی سے

زبان کاٹین جو کم رزقی کا اب آہ گلہ لب تک
تبرک مانگیا ہمکو بھی درگاہِ الٰہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اے روح عزرائیل کا شکوہ
کہ ہر جلاد گردن مارتا ہے حکم شاہی سے

بیابان مرگ مین اہل وطن کا شک گزرتا ہے
لپٹتی ہے ہماری خاک میرے ایک راہی سے

وہ خوش ہنگام آرائش مین اپنی کجکلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئنے کی بدنگاہی سے

لڑی یون آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے تہ خنجر
سپاہی روزِ میدان جیسے لڑتا ہی سپاہی سے

فراموشی جواُن کی ہے تو ہم بھی ٹال جائینگے
خطا ثابت کرے کون اپنی ذمہ عذرخواہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اندھیر اے بختِ سیہ اتنا
دبے جاتے ہین گیسوئے بتان تیری سیاہی سے

سُنا ہے غیر سے ہمنے کہ تم ہو حُسن مین یکتا
یہ دعویٰ سچ مگر ثابت ہوا جھوٹی گواہی سے

مرا دل اوستمگر چلتے چلتے کر دیا چھلنی
لگائین برچھیان مُڑمُڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوالِ حُسن ہے اب کیون تمہارے گرد مین عاشق
کہو رخصت ہون پروانے چراغِ صبح گاہی سے

شبِ فرقت کا خاکا کھینچکر نقاشِ قدرت نے
بھرا ہے رنگ شاید گورِ کافر کی سیاہی سے

سوالِ مے کہین ساقی سے تیرے مست کرتے ہین
کھلا ہوگا کبھی مُنہ تو کھلا ہوگا جماہی سے

کہان ہین مضطرب ہمسے جہان مین بارہا ہمنے
تڑپنا لوٹنا چھڑوا دیا ہے برق وماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سرِ محفل تو پہنچا ہے
زیادہ اب ہے بیتابی تو اُنکی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجھسے یون روشن
کہ نور آنکھون مین ہی جسطرح پتلی کی سیاہی سے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ وہ بُت مجکو بلوائے
کہون مین ایک دم فرصت نہین یادِ الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سوے عدم اُٹھو
نمانے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذر خواہی سے

رشتہ شہیدِ عشق کا گر جان جائیے
قربان ہونے والے پہ قربان جائیے

اچھی نہین اطاعتِ عاشق کی عادتین
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

عنبر کمر سے کینچکے گردن پہ رکھدیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

کہتے ہین گھر مرا کوئی حسرت کدہ نہین
صاحب یہان نہ چھوڑ کے ارمان جائیے

عاشق کی لاش پر ہے کچھ اظہارِ غم ضرور
صورت ذرا بتا کے پریشان جائیے

ہمکو تو ہاے کوئی کہین پوچھتا نہین
پوچھے تو لاکھ مرتبہ مہمان جائیے

قاضی سے جاکے دارِ قضا مین کوئی کہے
حبزی قلندرون کی ذرا چھان جائیے

اچھا ہوا کہ حضرتِ دل وان دھری گئے
کس نے کہا تھا بنکے نگہبان جائیے

جیسا ہو دیس بھیس بھی ویسا ہی چاہیئے
جنگل کو چاک کرکے گریبان جائیے

کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑ گیا
رٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

مٹی نہ دیجیئے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا بلا کے خاک مین ارمان جائیے

جوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کھو سیے
ایسا نہ ہو کہ ہو کے پریشان جائیے

آخر ہوے نہ حضرتِ دل آپ وان ذلیل
ہان اور دوڑ دوڑ کے مہمان جائیے

آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین
بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

خلوت مین اُسکی دل کو تو لیجائیے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے
کیا ہے ہمارے دل مین بھلا جان جائیے

گھر غیر کے مزے سے مریجان جائیے
مستوحش و شرم دو ہین نگہبان جائیے

اس بانکپن سے قتل ہوا مین کہ کہ اُٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

مانی ہین مین نے سیکڑون باتین تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہتے ہین آکے در پہ مرے پائیے گا کیا
ہان خاک چھاننی ہو اگر چھان جائیے

یہ رشک بدبلا ہے دم رخصت حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

محشر مین بھی شہید محبت کو ہے یہ رٹ
اک ہاتھ اور بھی ترے قربان جائیے

آئے ہین بال کھولے دم نزع اسلیئے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

جانے کو منع مین نہین کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اُن جیتون سے کہتی ہین یہ حسرتین مری
ان ناوکون سے سینہ دوناں چھان جائیے

ہون آشنا خدا سے تو کعبے کو جائین ہم
ہو میزبان سے رسم تو مہمان جائیے

بالین پر آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند مین کمی ہے معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھ اُڑا جاتا ہے

سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائین نہ آپ
دیکھیے کوئی کھپا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا
جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

اتنی تیزی نہ کر اے نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کیجے مطلب کی جو اُس سے تو امیر
منکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

عکس آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اوّل ہے تو ہی آخر ہے

وصل اُس بت سے ہو جو ہمکو نصیب
کچھ تعجب نہین وہ قادر ہے

جان ہی پیسپر دی نہین جاتی
پھر کرون کیا تمہاری خاطر ہے

قتل مین کس لیے ہے اب تاخیر
آپ موجود بندہ حاضر ہے

کب سر معرکہ یہ بڑ سکے ٹلا
قدم اپنا بھی حکم نادر ہے

کوئی مہمان سرا ہے یہ دنیا
جو ہے اِس گھر مین وہ مسافر ہے

چشم پر خون کے دیکھتے ہے امیر
دل کا جو رنگ ہے وہ ظاہر ہے

غیر کے پہلو مین یار دیکھیے کب تک رہے
جانِ حزین بیقرار دیکھیے کب تک رہے

پھول تو سب باغ مین سوکھ کے کانٹا ہوئے
گلبدنون کی بہار دیکھیے کب تک رہے

نرگسِ شہلا ہے مست جامے سے باہر ہین گل
حُسنِ عروسِ بہار دیکھیے کب تک رہے

ساقیِ پیمانشکن گھر سے نکلتا نہین
نشۂ مے کا خمار دیکھیے کب تک رہے

روز نئے دل وہان پھنستے ہین جاکر امیر
یار کو شوقِ شکار دیکھیے کب تک رہے

کہون کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے
عجب چال کا گھات کا آدمی ہے

نہین مردمِ چشم پہ ہے کسوٹی
نگاہون مین اچھا بُرا آدمی ہے

جو سمجھے کہ مین ہون زمانے سے چھوٹا
وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتون مین خدائی کا جلوہ دکھایا
برہمن بھی کیا باخدا آدمی ہے

بُرائی مری سُنکے غیرون سے بولے
یہ سب سچ مگر ہائے کیا آدمی ہے

امیر اسکی ہے لامکان تک رسائی
فرشتے سے بھی کچھ سوا آدمی ہے

کوچۂ یار پر خستن صدقے
سگِ محبوب پر ہرن صدقے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھ بانکوں کے بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمعِ انجمن جس پر
انجمن کی ہے انجمن صدقے

خطِ عارض پہ سبزہ زار نثار
گلِ رخسار پر چمن صدقے

دخترِ رز کو دیکھ لے جو کبھی
کھا اٹھے شیخ جانِ من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے اُن کا یہ کہنا
تجھ پہ میں اے امیر من صدقے

شکستہ وہ ہیں ہمارا گھر بنے اور ٹوٹ جائے
اُٹھتے ہی دیوار بیٹھے در بنے اور ٹوٹ جائے

تیرے قد کی ہے پرنہو اُس بت سے وصل
یہ طلسم اے خالقِ اکبر بنے اور ٹوٹ جائے

عقل ہے بدنظر واعظ کو رندوں کی ہنسی
بدشگونی ہو کہیں منہ پر بنے اور ٹوٹ جائے

دلشکستہ کیوں نہ بعدِ مرگ ہوں ہم اے کلال
جب ہماری خاک سے ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

تیغ آہن کا ہے میری سخت جانی سے یہ حال
جیسے مٹی کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جائے

ہوں وہ دیوانہ نہ جو رکھوں دشت و حشت میں قدم
خار چھالوں میں مرے نشتر بنے اور ٹوٹ جائے

کشتی مے جوشِ فصلِ گل سے ہو اس زور پر
توبۂ زاہد یہاں لنگر بنے اور ٹوٹ جائے

بحرِ ہستی میں تنِ انسان حبابِ آب ہے
آن واحد میں نہ کیوں یہ گھر بنے اور ٹوٹ جائے

دلشکستہ ہوں کھنچے پانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤں کھچکر ہوں شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جائے

برہمن تجھ سے جو اُس بت کی کہوں سنگین دلی
سنتے سنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جائے

آنکھ تیری آ کے گردش میں جھپک جائے اگر
اک نگہ میں ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

ہے زمینِ سخت میں برباد کاوش اے امیر
جیسے ریگستان میں چاہ اکثر بنے اور ٹوٹ جائے

یوں آنسوؤں سے ہے دلِ مضطر کی خرابی
برسات میں ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

ہے قالب بیجان کی طرح روح سے خالی
کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے گھر کی خرابی

دل خاک ہو آباد جو برباد کرے عشق
ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی

واعظ سے کہیو کوئی کہ للہ ریا چھوڑ
تا چند یہ محراب کی منبر کی خرابی

سو گنج روان دین عوض اک جام کے میکش
مصرف کے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی

ہر چند کہ ہو صاف سخن لاف ہے بیجا
ہوتی ہے گرہ جانے سے گوہر کی خرابی

ہے سست مضامین سو امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اس گھر کی خرابی

کیونکر رہین نہ اُسکی نظر سے گرے ہوے
ہم سے ہمارے طالع بد ہین پھرے ہوے

فرہاد و قیس دل کا جہان ذکر آگیا
اپنی بھی عاشقی کے وہان تذکرے ہوے

ساقی ہو برق وے کہین شیشے سے جلوہ گر
گلشن پہ کیا سیاہ ہین بادل گھرے ہوے

اللہ رے کہ جان غریبون کی اب بچے
ترکون کے نیچون مین پٹھے چڑھے ہوے

جب سے پڑی ہے آنکھ کسی روی صاف پر
ہین مہر و ماہ دونون نظر سے گرے ہوے

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ اندنون
جو اس سرے پڑے تھے وہی اُس سرے ہوے

پلکون کو اور یار کی آنکھون کو دیکھ لو
نیزون مین وہ غزال ہین گویا گھرے ہوے

دیوان مین لکھدیا جو کبھی ضعف دل کا حال
بحرین ہوئین خفیف ورق جھرجھرے ہوے

گیسو کا بوسہ دین وہ اگر لے کے نقد دل
نقصان نہین ہے دام ہین اتنے ترے ہوے

کیا منہ چڑہین گے خال رخ یار کے امیر
انجم ہین آپ اپنی نظر سے گرے ہوے

جبین قمر ہے ہلال اور تو چہرہ غصے سے لال بھی ہے
بتون سے ظاہر ہے شان خالق جلال بھی ہے جمال بھی ہے

ہین تیرہ بختی سے اپنی خوش ہون کہ یہ وہ زلف و خال بھی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بھی ہے

کشیدہ ابرو ہین اُس قمر کے تو روی پر نور لال بھی ہے
یہ سہر خوبی پہ ہے ثابت کہ مہر بھی ہے ہلال بھی ہے

درگ کیا دی جو کچھ ہو دینا کریم کیا پوچھتا ہی اُس سے
گواہ تغیرِ حال بھی ہی گدا کی صورت سوال بھی ہے

یہ کسکو دیکھا کہ ہو گئے چپ ہوئی فراموش ساری ہو حق
پڑے ہین مثلِ مریضِ صوفی کہ بیگی کیا وجد حال بھی ہے

بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مری گھر آئینگے دیکھنے کو
خوشی تو ہی میرے دل کو لیکن شریک کچھ کچھ ملال بھی ہے

کہے یہ زاہد سے کوئی جا کر کہ میری بخشش کا کیون ہی منکر
گناہ کرتا تو ہون مین مشیک مگر مجھے انفعال بھی ہے

اگرچہ افلاس مین ہون لیکن نظر ہے میری بلند اب تک
عروسِ دولت کو خاک چاہون نظر مین میری یہ بال بھی ہے

وہ وقتِ قیامت وہ خال آفت غضب کی تیور بلا کی چتون
نگاہ ناوک بھی برق بھی ہی کمان ہی ابرو ہلال بھی ہے

بتون کی الفت سہی بازا و خدا سے پیری مین لو لگاؤ
امیر دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ ضرور فکرِ مآل بھی ہے

ہاتھ طوقِ گردنِ مینا کیے
میکدے مین ہم مزے لوٹا کیے

ہم وہ میکش تھے کہ بی جب تک شراب
دامنِ قاضی سے مُنہ پوچھا کیے

حضرتِ ناصح یہان آئے تھے آج
دیر تک کچھ بیٹھے جھک مارا کیے

آئینے کو تم نے دکھلایا جمال
ہم کنارے بیٹھے مُنہ دیکھا کیے

مٹ گئے جب داغِ دل بولا وہ گل
پھول جو ہنسنے دیے تھے کیا کیے

دخترِ رز آئی ہمارے پاس امیر
اور میکش دور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہے
رات گزری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے

چشمِ پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
دم ہی آنکھون مین ترحم کی نظر کا وقت ہے

وصل کی شب کچھ ابھی ہے یا سحر کا وقت ہے
کان بجتے ہین الٰہی یا الجرس کا وقت ہے

گھر کہان جاؤ گے خنجر نے مین چلکر سو رہو
دھوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے

اضطرابِ دل ہوا پیدا جو ہنگامِ دعا
ہو گیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے

اسقدر ہو رہ رہ دو کیا پاؤن پھیلائے ہوئے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

تا بہ رخ مین لف کہتی ہے دلِ عشاق سے
دھوپ سے سایے مین ٹھہرو دوپہر کا وقت ہے

خود بخود سینے مین کیون ٹکرے ہوا جاتا ہے دل
شاید اُس کوچے مین قتلِ نامہ بر کا وقت ہے

روکتا ہون مین تو کہتے ہین دو دامن کھینچکر
مجکو جانے دو دھندلکے مین سحر کا وقت ہے

یک ساعت ہے دعاے وصل اسدم چاہیے
آنکھین بھر آئی ہین اختر کے گزر کا وقت ہے

ضعف تن نے مجکو بیری مین خبر دی کوچ سے
ہڈیان چٹکین تو مین سمجھا گجر کا وقت ہے

آہ دم بھر زار کو فرصت تڑپنے سے نہین
درد دل کے بعد ہی درد جگر کا وقت ہے

بیجان چھوڑے ہوئے مقتل سے جاتا ہے وہ شوخ
اے نگاہ یاس یہ تیرے اثر کا وقت ہے

کہان اُس زخم کی پھونکے دیتی ہین روز وصال
آفتاب آیا ہے سر پر دوپہر کا وقت ہے

رات گزری صبح آئی کر دعا حق سے امیر
سارے دنتون سے یہی اچھا اثر کا وقت ہے

صبا کو یہ کیا آج موج آگئی
کہ پھولون سے تربت مری چھا گئی

ادا اُسکی کیسا ستم ڈھا گئی
قضا کے گلے مجکو ملوا گئی

جہان سے مجھے لائی تھی میری عمر
وہین سیر دکھلا کے پہنچا گئی

صدا خاکِ لیلیٰ سے آئی کہ قیس
مجھے تیری دیوانگی کھا گئی

خدا جانے وہ تیغ کیا وقت قتل
گلے ملکے بسمل کو سمجھا گئی

ستم لذتِ نیستی نے کیا
مجھے میرے ہاتھون سے مٹوا گئی

وہ بیمار بیکس ہون مین ناتوان
تڑپ آکے کروٹ بدلوا گئی

مرے عشق کی وجہ ناصح نہ پوچھ
طبیعت ہی تو ہے اِدھر آگئی

غضب آگیا جان عشاق پر
جہان کوئی بجلی نہین آگئی

ذرا اپنی مہندی سے پوچھو تو تم
مرے دل مین کیون آگ بھڑکا گئی

رہا وصل مین بھی مین محروم وصل
حیا اُسکو پردے مین بہلا گئی

بڑی بیوفا عمر فرقت تھی ہائے
مسافر کو رستے مین لوٹا گئی

ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب
جو شوخی ہٹی تو حیا آگئی

بلایا تو تھا مین نے تجکو حیا
لپٹ کر ترے ساتھ کیون آگئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا
کہ اُسکی کمر آج بل کھا گئی

یہ کیون عمر نے کرتی ہے عشاق سے
قضا کو کہان سے ادا آگئی

نئے رنگ کے کھل گئے گل ہمیر
طبیعت جہان رنگ پر آگئی

وہ صورت تصور مین کیا آگئی
پری آکے تصویر کھچوا گئی

نئی چشم ساقی کو موج آگئی
مری عمر کا جام چھلکا گئی

تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار
ہنسی میرے پھولون مین کیون آگئی

کہا جھک کے مینا نے کچھ جام سے
تری بات اے دخت رز آگئی

نہ آئے اگر یار پیمان شکن
اجل آنے مین تو نہ کرنا گئی

کہانی مرے درد کی کچھ نہ تھی
مگر ساری مجلس کو پٹوا گئی

کھلا اُن کا جوڑا تو دشمن کے گھر
اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

قیامت ہے واعظ اسی تاک مین
اِدھر تو نے پی اور اُدھر آگئی

پسینے مین کیون ڈوبتی تیغ یار
کیا اُسنے عریان تو شرم آگئی

چھوا رخ کو دل لیکے اُس زلف نے
وہ قرآن کی جھوٹی قسم کھا گئی

قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے
مری شاخ اُمید مرجھا گئی

مرے دل کی اللہ رے بربادیان
کہ وحشت بھی تنگ آکے گھبرا گئی

نظر تم نے گھونگھٹ اُٹھا کر جو کی
عروس بہار اور شرما گئی

مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی
چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

نہ تھے تیرے مرنے کے یہ دن لئیم — خدا جانے کسکی نظر کھا گئی

اُدھر شرم اِدھر تو بہ ٹوٹی امیر
شکست آج دونون طرف آگئی

اُسکی شوخی شرار مین ہے — وہ آب ہر سبزہ زار مین ہے
ہوا ہی اُس زلف و رُخ کا سودا نہین ہی ہمکو قرار اک جا — حلب مین ہوا ایک پاؤن اپنا تو ایک مُلک شام مین ہے
ہوئی مین ہم داغ کھا کے آخر اثر ہے سوزِ جگر کا ظاہر — لحد پہ باؤس ہین مجاور مزار بھی لالہ زار مین ہے
جو حال چشم پر آب کہیے تو بادلون کا جواب کہیے — سر کو پہ ہمکو سحاب کہیے کہ اب بھی دریا غبار مین ہے
ہوا ہے بے روح جیسے پیکر ہمین ہی سیر جہان مین سیر — زمین مین گر کر گئے فلک پر چڑھا وا اپنا مزار مین ہے
نہین مین رنگِ لباس ہرگل نہین تلون سے کام بلبل — مین اُس چمن مین ہون جس مین لحنِ بلبل کہ ایک صورت ہزار مین ہے
کمال خواہش ہے دل کو ہر دم کہ بوسہ لب کا ہو سیر — کلال جلدی بنائے ساغر خراب مٹی مزار مین ہے
چلی ہے لاکھون مین تیغ قاتل عجب ہے بیٹھا ہوا بھی غافل — دیت وہ کس کسکو دیگا ایدل کہ ایک کوڑی کٹا رہین ہے
گئی جو ہم سوئے دشت و یا مون کھلا یہ پیر جنون مین مضمون — نہین ہے کوئی یہ خاکِ مجنون تلاشِ محمل سوار مین ہے
ہوا مین ہر چند غم سے بیجان گیا نہ سوزِ فراقِ جانان — پس فنا بھی یہ جسم سوزان شرار سنگِ مزار مین ہے
نمی ان اشکون مین ہی روانی کہ پھول کھلتے ہین ارغوانی — شریک شاید چمن کا پانی خمیر جسم نزار مین ہے
گدا نے رو کر بہت پکارا جواب اندر سے کچھ نہ آیا — بخیل در بند کر کے بیٹھا کہ کوئی مردہ مزار مین ہے
ہوئی جہان سے عدم کو راہی وہی ہے فرقت کی تیرہ راہی — مکان مین میرے جو تھی سیاہی وہی اندھیرا مزار مین ہے

امیر کو کسنے تشنہ مارا کہ اب بھی پانی کا ہے تقاضا
غبار اُٹھتا نہین ہے بیجا تلاش ابر بہار مین ہے

کہین یہ بھی نہ چھپ جائے نظر سے — نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے
وہ فتنہ حشر مین اُٹھنے کو تر سے — گرا ے تو جسے اپنی نظر سے
نہ آیا تیر جب کوئی اُدھر سے — لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

بلا تھی شامِ غم اے صبحِ وصلت — نکالا تو نے آکر میرے گھر سے
تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلون — ذرا تھم تھم کے درد اُٹھے جگر سے
مبارک تجکو اے شوقِ شہادت — وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے
ستم ہے تیرے ہوتے آب پیکان — مرا دل بوند بھر پانی کو تر سے
ہجومِ آرزو ہے وقتِ آخر — پتنگے لپٹے ہین شمعِ سحر سے
خدا کو رحم آیا بیکسی پر — کہان پہنچا ہون مین گر کر نظر سے
مسی چھوٹی ہوئی سوکھے ہوئے ہونٹھ — یہ صورت اور آپ آتی ہین گھر سے
ذرا گھبرا بھی جوڑا نہ کھولو — نزاکت پوچھ لے پہلے کمر سے
وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین — کوئی ہمسا بھی گزرا ہے نظر سے
بلا لو سامنے دیکھو تو کیا — تڑپ کر آئینہ نکلا ہے گھر سے
ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا — جگر آگے ہے دل ہے دل جگر سے
تڑپ اس برق کو مین نے سکھائی — چمک ہے درد کی میرے جگر سے
خدا حافظ ہے اب میری نظر کا — کہ لڑنے جاتی ہے اسکی نظر سے
نہین سنتی اجل بھی میری فریاد — مگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے
تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر — مین ہنستا ہون ترے زخمِ جگر سے

امیر اُس قتلگہ کو کھیچلا ہے
لپٹ کر خود مرا دامن کمر سے

حشر مین جس نے کہا بندہ خطاکارون مین ہے — رحمت اُسکی بولی چل تو کن گنہگارون مین ہے
پھنک رہا ہون ہجر مین پر ہیان رخسارون مین ہے — جان پھولون مین پڑی ہے جسم انگارون مین ہے
مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آ اِدھر — پیار کرتی ہے وہ میخوارون کو میخوارون مین ہے
مین ہون عاجز اور اُسکو عاجزی محبوب ہے — بے نیازی اُسکی میرے ناز بردارون مین ہے

ڈھونڈتا ہو اُسکو اے زاہد تو اپنے دل مین ڈھونڈ
چشمت مین کعبے کی نہ وہ کعبی کی دیوار مین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ملتی جلتی یار سے ہے بات جو یارو نہین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوشِ رحمت مین مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کس کے گنہگارو نہین ہے

کیا نمودِ آفتابِ حشر داغون کے حضور
وہ بھی اک چھوٹا سا انگارا اِن انگارو نہین ہے

اسکو اے ساقی اُٹھا دے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف بھی ہے کیا میکش جو میخوارو نہین ہے

حسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گھر مین وہ پردہ نشین ہے شور بازارو نہین ہے

پوچھتی ہے میرے آنسو مرگِ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشادِ شادی میرِ غمخوارو نہین ہے

ابر جب گھر گھر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اُسکی آج ساقی بنکے میخوارو نہین ہے

لینے آئی ہے اجل کس کو عدم کو جائے کون
اتنی طاقت اب کہان فرقت کی بیمارو نہین ہے

صورتِ آئینہ ہر صورت سے ہے وہ آشنا
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارو نہین ہے

گھر وہی ہے ہجر کے دن بھی جو روزِ وصل تھا
دلمین وحشت ہے درون مین ہی نہ دیوارو نہین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکھے عجب دربار دربارون مین ہے

رُکا خنجر جو دستِ نازنین سے
چھری جھنجھلا کے لی چین جبین سے

یہ ظاہر ہے دلِ اندوہگین سے
کہ ظالم چوٹ کھا آیا کہین سے

اُٹھے جب گرد باد آسا کہین سے
زمین کھچ لیکے اُٹھے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقتِ رقصِ بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچون گا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین منہ سے جو نکلی پھر کہان ہان
خدا محفوظ رکھے اس نہین سے

کبھی چھپ کر بھی مجکو دیکھ لے گی
ذرا پوچھو تو چشمِ شرمگین سے

اُٹھایا برہمی سے اُسنے گھونگھٹ
جبین پیدا ہوئی چین جبین سے

سوال بوسہ لب تک کیونکر آئے — حیا آتی ہے چشم شرگین سے
حذر مے سے مسلّم اور جو واعظ — ملے دستِ بتانِ نازنین سے
کیا کیا دخترِ رز نے وصل مین کام — نزاکت چھین لی اُس نازنین سے
یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے — گرے پڑتے ہین آغوشِ جبین سے
صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج — کوئی پیغام لائی ہے کہین سے
جفائے آسمان کی داستانین — سنو گورِ غریبان کی زمین سے
پسِ مُردن تصور مین کسی کے — لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے
چراؤ بھیک مانگو اُن کو کیا کام — انہین روزاک نیا دل دو کہین سے
مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاؤ — ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے
یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون — حیا روٹھی ہے چشمِ شرگین سے
وہ نقشِ دلنشین ہے نام تیرا — ملے تو چھین کر لیلون نگین سے
چڑھاؤ تیوریان تم آئنے پر — تمہارے ناز اُٹھین گے تمہین سے
غضب کا وقت ہی ہوتی ہین رخصت — تمنائین نگاہِ واپسین سے
اجل بھی چیخ اُٹھی ہم نے دمِ نزع — وہ چٹکی لی نگاہِ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
ملے جو بوسہ حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل یہی ہے — یہی گھر ہے لیلی کا محمل یہی ہے
ترا دست میرا عدو دل یہی ہے — ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے
ستم ہے نکیلی چھری اس نگہ کی — کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے
رہِ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین — کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے
بچھوڑونگا مین تیرے ناوک کو ظالم — کہ حسرت بھری دل کا قائل یہی ہے

مرے دل کو ٹھکرا کے مجھ سے وہ بولے
بڑی دھوم جسکی تھی وہ دل یہی ہے

نہین اُسکو دشوار کچھ ذبح کرنا
مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے

وہ صورت تصور سے ہٹنے نہ پائے
ترا حسن اے عشق کامل یہی ہے

مرے ناتوان دل کو دیکھا تو بولے
ہلا دے گا جو عرش وہ دل یہی ہے

اجل گو ترک مجھکو پہنچا کے بولی
مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا میری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے عیسیٰ ہو وہ دل یہی ہے
جو زندہ ہے مردون مین شامل یہی ہے

تڑپ کر مین دل نے مارا تو سمجھے
کہ بسمل کے پروے مین قاتل یہی ہے

نہ گھبرا تہ خنجر عشق دم لے
مرے کا تو وقت اسمین اجل یہی ہے

کھلا تختہ لالے کا تو مین یہ سمجھا
کہ اُسکے شہیدون کی محفل یہی ہے

خدا دادی امتحان مین سنبھالے
کڑی راہ اُلفت مین منزل یہی ہے

مری لاش پامال کرتا ہے ظالم
ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے

تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو
چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے

کلی پھول کی ملکے چٹکی سے اُسنے
کہا مجھ سے کیون آپکا دل یہی ہے

عدم مین فراق احبا کا غم کیا
یہین آئینگے سب کی منزل یہی ہے

مرا دل ہی دشمن ہے دلبر کرے کیا
وہ ہے مفت بدنام قاتل یہی ہے

کمال طلب ہے جو خود ہو وہ طالب
رہ کھنچ آئے خود جذب کامل یہی ہے

جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو
نہ توڑ اسکو ظالم مرا دل یہی ہے

عدو کو مین اُس بزم سے تو اُٹھاون
جگہ اُسکی دل مین ہی مشکل یہی ہے

دل دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے
جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

امیر اُس سے تیور مرے کہہ رہے ہیں
بڑی بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے
یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون سے کون ملتا ہے

ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہے
کہ درد اُٹھ کر بتاتا ہے تب کروٹ بدلتا ہے

بہار آپہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین
بہم یہ بحث ہے دیکھین تو کون آگے نکلتا ہے

ضرور آفت کوئی آئی ہے دل پر ورنہ اے ہمدم
تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

ترا بیمار اے عیسےٰ نفس بگڑا ہے اب ایسا
سنبھالا بھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہے

ہمین دھڑکا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے
بدلجاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے

حنا کیون دیکھکر اُسکو پسی جاتی ہے گلشن مین
لہو عشاق کا ملتا ہے مہندی کب وہ ملتا ہے

بچھڑتے ہین وہ افشان گیسوون پر خیر ہو دلکی
مسافر چھاؤن مین تارونکی گھر سے چل نکلتا ہے

خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین
بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے

رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی
یہ طفل اشک ایسے ہین پیارے کھلونون پر مچلتا ہے

یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہے شمع محفل مین
کہ پروانہ پرون سے شب کو پنکھا روز جھلتا ہے

ذرا سی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو
کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گر گر کے جلتا ہے

خرام ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون
کسی کے پاؤن چلتے ہین کسی کا ہاتھ چلتا ہے

جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین
ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے

تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین
کوئی دوزخ مین پکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس دار دنیا نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آپہنچی ہے اب جام مے مستون مین چلتا ہے
خدا چاہے تو رنگ گلشن عالم بدلتا ہے

گلے پر میرے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے
خرامان یون ہے جیسے باغ مین طاؤس چلتا ہے

زر و گر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانے سے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھ جی بہلتا ہے

ذرا تو نشہ کم ہو تو یہ پڑھواتا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہے

ہم اپنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکر حسن یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دورنگی ہے
پہنتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شے جہان مین خاک کو دیکھو
زبان گنگ ہے پر کام کیا اس سے نکلتا ہے

ترے نقش قدم سے دی ہے جوانے ماہر نسبت
خوشی ایسا ہے کہ اب پنجون کے بھل طاوس چلتا ہے

اگر شیخ بصیرت ہے رفاقت یکدم سایے سے
کہ رہبر جسطرف چلتا ہے یہ بھی ساتھ چلتا ہے

کہا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی رواں ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جسدم نکلتا ہے

ذرا سمجھو مری امید ناحق قطع کرتے ہو
شجر کا کاٹنا کب کاٹنے والے کو پھلتا ہے

چلی عمر رواں جسدم زوال آیا جوانی کو
مگر ہے دوپہر سا پچاکہ دن اسمین بھی ڈھلتا ہے

وہ شاعر زندہ ہے مشہور عالم ہے سخن جس کا
کہ نام انسان کا اولاد سے دنیا مین چلتا ہے

بٹاے بوجھ اسے لیجائے کوئی دلستان یارب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الٰہی آگ پر پارہ ہے یا سپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھ اچھلتا ہے

سزا غافل کی کیا چھڑوائیگی مستون میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پھلتا ہے

سخی کے پاس کچھ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھ ثقل بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجھ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوق مینو سے بڑھاتی ہے گھٹا برسات کی
اور لے اڑتی ہے مستون کو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرم آرایش نہو
آگ تلوون مین لگا دے گی حنا برسات کی

ابر دریا سبزہ ساقی یار مطرب دخت رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھیین فضا برسات کی

آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی ہے ترے ہونٹوں کی یاد
اے پری مستی ہے یا اودی گھٹا برسات کی

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آبِ آتشین
آگ پانی میں لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں نوعروسانِ چمن
پتے پتے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

میکدے میں بوتلوں کے مُنہ سے اُڑ جاتی ہیں کاگ
ہوش مستوں کے اڑاتی ہے ہوا برسات کی

مورنا چے کوئلیں کوکیں پپیہے بول اُٹھے
وصل کے دن آگئے فصل آئی کیا برسات کی

جب ڈوپٹا سادہ اوڑھا تم نے دھانی ہوگیا
واہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤں میں ڈوب جائیں بدلیاں اے چشمِ تر
اتنو زور اپنا بڑھا قوتؔ گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن میں تمنے جب گائے ملار
پینگ دینے کے لیے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلفِ سیہ کو دیکھ کر سٹر ماگئی
بھیگی بھیگی رات ہے لے مرحبا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش بڑھے
آکے میخانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکر میں لیں ابر سے مستوں نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے مستی ساقیا برسات کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اٹھی نہیں
نیمچے کھینچے ہوئے آئی گھٹا برسات کی

فرقت ساقی سے آنکھوں میں جہاں اندھیر ہے
جان پر مستوں کے نازل ہے بلا برسات کی

جب چمن میں آگیا مستوں کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کر دیا ہے چشمِ تر نے لاکھ امیر
چشمگیں کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑھتی ہے رونے سے مستوں کی فضا برسات کی
آگئی کیا گھٹ کے آنکھوں میں گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوشِ بارش جوشِ رحمت کی دلیل
ہم سیہ کاروں سے نازش ہے بجا برسات کی

شوخیاں ہیں دخترِ رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلیں ہیں مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدوں کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پائے شیخ
کچھ عجب مستانہ رُت ہے ساقیا برسات کی

میکشوں کے منہ سے جو اس فصل میں نکلی دعا
لے اڑی بابِ اجابت کو ہوا برسات کی

دختِ رز سے کہدے ساقی اور کھنچے چار دن
فصل آپہنچی ہے اونا آشنا برسات کی

میکشوں کے دل میں داغ آنکھوں میں ساقی کی خما
یہ نشانی لگ رہی ہے جا بجا برسات کی

ہر روش پر ہر چمن میں ایک پری ساغر بکف
ایکدن یوں دیکھیں اے ساقی فضا برسات کی

پتے پتے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی

لعل و لب سے بڑھکے انگارا ہوئے ہیں ہاتھ پاؤں
کیا رچی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی

گنج گلشن میں ہو صحبت دور ساغر کی ضرور
میہمانی ہے مناسب ساقیا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دورِ شراب
مژدہ مستوں کو خبر لائی صبا برسات کی

ہجر میں سب بیمزہ ہے وصل میں سب بامزہ
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نونہالانِ چمن میں تھا کہاں یہ حسن امیر
حضرت یوسف سے ہے ساری فضا برسات کی

مرے دل میں یا کہ جگہ نئی ترے رخ کی جلوہ گری رہی
نہ کہیں چلی نہ کہیں پھری اسی شیشے میں پری رہی

مے بیخودی نے کرم کیا تو مے خودی نے ستم کیا
کچھ ادھر سے بیخبری رہی کچھ ادھر سے بیخبری رہی

یہ ہیں کار ساز کرشمے تھے جو یہاں سے آگے میں بڑھ گیا
نہ ثمر نہ بے ثمری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی

مری شاخِ گلشنِ آرزو ہوئی کچھ نہ واقفِ رنگ و بو
نہ پھل اس میں کوئی کبھی لگا نہ کلی کھلی نہ ہری رہی

نہ یہ کی کسی نے انھیں خبر کہ گیا جہان سے کوئی گزر
اسی آرزو میں کئی پہر مری لاش پر وہ دھری رہی

روشِ اسکی یاد سے مجال کیا کبھی دو قدم وہ اگر چلا
نہیں تاب مجکو پیا پیا یہ صدا ہی کبک دری رہی

ہے ہم تماشہ میں دیدہ و دل و دیدہ دونوں تھے اسکے گھر
کبھی اسمیں جلوہ گری رہی کبھی اسمیں جلوہ گری رہی

دلِ اگرچہ غم سے نگار ہے مگر اب بھی باغ و بہار ہے
اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہو کے ہری رہی

مرے آنسوؤں ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤں کی یہ مو بمو
تری مانگ اے بت ماہرو انہیں موتیوں سے بھری رہی

جو بڑے بڑے تھے جہان کشتا انہیں کیا فلک نے مٹا دیا
نہ عروج چرخِ شہی رہا نہ ضیائے تاجِ زری رہی

جو تعب سے ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی
کبھی راستی کی نہ راہ لی وہی ان کی کج نظری رہی

نہ گزرے ہے بزمِ جمال مین نہ وہ قوت اپنے خیال مین
نہ وہ حکمتِ عملی رہی نہ وہ حکمتِ نظری رہی

ہوسِ جہان سے فراغ ہے نہ وہ دل ہے اب نہ دماغ ہے
نہ ہوائے زینتِ باغ ہے نہ تلاشِ حسنِ پری رہی

نہ سنا فسانۂ شور و شر ہوئی خواب ہی مین مری سحر
رہے کسطرح نہ جنون کا غلِ خبر اس خبر سے مین جز و کل
نہ ہوئی کسی کی کبھی خبر مجھے سب سے بے خبری رہی

یہ طبیعتین ان کی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی چھری
ہوئے خلق جب سے برنگِ گل ہمین مشقِ جامہ دری رہی
کوئی مرغ کیا کہ صبا کو بھی نہ مجال نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تھا اسے دیدِ طرزِ خرام کا
کہ زمین کو چہ مہ تقاتہ پا سے کبک دری رہی

اے خضر کیا سناؤن مین حالِ تباہ کی
ظلمات دھوپ ہے مرے روزِ سیاہ کی

اتنی تو اسکے دل نے مرے دل سے راہ کی
آنکھ آج پیار کی ہے تو چتون ہے چاہ کی

کیا کیا شبِ وصال مین گستاخیان ہوئین
تقریر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی

اہلِ عدم سے کیون نہ ہو منزل یہ میل جول
ہے ان مسافرون مین ملاقات راہ کی

یہ میرے دل کو پاسِ نزاکت تھا یار کا
تڑپا ٹھہر ٹھہر کے تو تھم تھم کے آہ کی

سُرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے
آئے گی شامت آج کسی بیگناہ کی

کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سے وہ شوخ
اس گل پہ حضور کو سوجھی ہے چاہ کی

زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا
کہنے گیا مگر نہ کسی دل مین راہ کی

فریاد کس سے کوچۂ الفت مین کیجئے
سنتا نہین ہے کوئی کسی دادخواہ کی

ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اٹھا
یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی

قسمت جو لیچلی مجھے کوچے سے یار کے
حسرت سے دیکھ کر سوئے گردون اک آہ کی

گزرے گی وہ نہ داور محشر کے سامنے
جس فرد پر نہو گی نشانی گناہ کی

آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہوگیا
فرصت ملی نہ ہائے دوبارہ نگاہ کی

مین نے بلائین لین شبِ فرقت کی بار بار
پائی جو شان کچھ تری زلفِ سیاہ کی

رحمت تری وسیع ہین ناچیز رُوسیاہ
اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی

بسمل ترا بچے گا نہ اے ترک دیکھ تو
برچھی اُتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی

کسکی سواری آتی ہے صحرا مین اے جنون
اُٹھ اُٹھ کے رقص کرتی ہے کیون گرد راہ کی

سب عیب ایک اشکِ ندامت سے مٹ گئے
ساری سیاہی دھو گئی رُوے سیاہ کی

ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان
مین پس گیا جو اُڑ کے پڑی گرد آہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
ہمنے اُسی کی شانِ کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے
ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے

امتحان خوب وفا کا بھی جفا کا بھی ہوا
تم ہمین جان گئے ہم تمھین پہچان گئے

کہتے ہین شب کی خوشامد بھی عجب چیز تھی
ماننے کی جو نہ تھی بات وہ ہم مان گئے

وصل مین کہتے ہین کوئی آڑے آتا
ہائے اسوقت کہان میرے نگہبان گئے

چھڑ گئی گونج جو بالی کی بگڑ کر بولے
ہاتھ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے

جب مین دروازے پہ تیا ہون کسیکو آواز
کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے

کبھی سونی نہین ہوتی ہے سرائے دُنیا
اور دس آگئے دو چار جو مہمان گئے

پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان
مہربان پا کے تجھے سب ترے قربان گئے

شیخ جی چھپ کے یہ حجرے مین اُڑاتا بوتل
واہ وا آج تو حضرت تمھین ہم مان گئے

حُسن انجام پر اسلام کا ہے دارو مدار
تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے

قتل پہ میرے اُٹھاتے ہو عبث تم بیڑا
مُردہ خر بھی ہون وہی بنکی جنھین بان گئے

خاکساری کے مزے خوب اُٹھے دنیا مین
خاک ہم چھانتے آئے تھے یہان چھان گئے

دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ رے شوق
بڑھکے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے

گر میان وصل مین کین اُنسے تو جلکر بولے
جانے دو انکو جہنم مین یہ ارمان گئے

حق شناسی کی حقیقت کو نہین نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس بُرے حال سے عاشق تری ایجان گئے
چار حیران گئے چار پریشان گئے

پوچھنا کیا ہے کہان دل جگر اے جان گئے
جانے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے

ہے وہی حسرتِ دیدار وہی شوقِ وصال
دل گیا ہائے مگر دل سے نہ ارمان گئے

نیمجا لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا
ایک وار اور بھی قاتل ترے قربان گئے

آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا
وہ گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے

کچھ عجب رنگ سے پُرزے کئے دیوانون نے
بنگئے گل سو دامن جو گریبان گئے

لاش پر میری کہا آکے کہ او طالبِ وصل
کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے

بیوفا جان نہین ہوتی ہے اُس پردے مین
تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے

دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم
تم جہان چاہو چھپو ہم تمھین پہچان گئے

چتونون نے تری سینے کو بنایا چھلنی
ناوکِ ناز کلیجے کو مرے چھان گئے

سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے
دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے

صافیان لیتے ہوئے ابر کے لکے آئے
اور مستان خرابات کی مے چھان گئے

ہمکو سختی سے کہان وادیِ وحشت مین نجات
مہنگ کرنے کو پہاڑ آئے جو میدان گئے

قاضی و محتسبِ شہر سدھارے حج کو
سیکڑو خوب ہیو حلق کے درمان گئے

خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا
جن مین پھرتے تھے کہان ہائے وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان وہ گلشن بیابان گئے

کہتے ہین مجھ سے کہ مجھپر ہے یہ تہمت کیسی
دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی

پیار کیا کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا
تیری ٹھوکر سے ملی اُٹھ کے قیامت کیسی

ناوکِ ناز کی آمد جو کہین سُن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پھرتی ہی حسرت کیسی

پسگئی پھولون کے گجرے سے کلائی اُنکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترے ہونٹ یہ کہتے ہین کہ بوسہ لے لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پھولون کی دیکھین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اُٹھ اُٹھ کے یہ خاک جوڑ پاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دبا کر مری تربت کیسی

سامنا اُن کا ہمارا جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو مجکو نہ بتنگون کو چراغ
چھا گئی ہے یہ اندھیری شب فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آجاتی ہے بڑھ کر تری رحمت کیسی

ہاتھا پائی مین تو مجھ سے بھی وہ نکلے چالاک
سچ ہے بناوٹ کی یہ باتین تھین نزاکت کیسی

جلوہ گر یار ہے مجمع مین نظر بازون کے
لُٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کر دخلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اُسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اُٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑھا آگئی طاقت کیسی

اُسکی رحمت سے ہے سُکھپال جنازہ کیسا
حور کھولے ہوئے آغوش ہے تربت کیسی

شب فرقت شب وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسو محبوب سے رنگت کیسی

او مرے روٹھے ہوئے مان لے کہنا من جا
دیکھ کرتا ہے مراول تری منت کیسی

مے جو دی ٹوٹے ہوئے جام مین ساقی نے نہ پی
پھوٹی قسمت بھی تو ثابت رہی نیت کیسی

حُسن یوسفؑ کو بہت آنکھ جما کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری ہے شباہت کیسی

جی چراتا ہون مین جب ناز اُٹھانے سے امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہے آنکھون مین شرارت کیسی

دل اُڑا لیگئے دکھلا کے وہ جوبن کا اُبھار
سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی

رو ٹھتے وقت ذرا آئنہ لیکر دیکھو
مُنہ بنانے مین بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

اچھی صورت کو تری دیکھ کے دل لوٹ گیا
ہائے اندھے کو نہ سوجھا کہ ہے سیرت کیسی

ہمتو چلمن کے اِدھر ہین نگہِ شوق بتا
تو نے چلمن کے اُدھر دیکھی ہے صورت کیسی

گدگداتا ہے جو اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
چٹکیان لیتی ہے دلمین مری حسرت کیسی

ناز اُٹھوا کے اشارون مین کہا بس چل دو
تم تو بیگاری ہو بیگار مین اجرت کیسی

مجھ سے اور غیر سے تکرار پہ وہ کہتے ہین
کیون لڑے مرتے ہو آپسمین یہ چاہت کیسی

وصل مین اُٹھتی جوانی کا جو کس بَل دیکھا
چپکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی

چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے
دنگئی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی

مار ڈالے جسے مجھے وصل کی رات آنے دے
دیکھ خدمت تری کرتا ہون نزاکت کیسی

واعظ اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم
گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی

چونکنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام
آنکھ کھلتے ہی سُلا دیتی ہے غفلت کیسی

جلنے والے ترے کیا جانین تری نرم کا لطف
کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی

کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد
بولی سر چڑھ کے ترے میری محبت کیسی

پائے تنہا اُنھین بوسے جو لئے کہنے لگے
ملگئی مفت چٹورے کو یہ نعمت کیسی

مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب
مفت لے لو اسے ٹھہراتے ہو قیمت کیسی

وصل مین بھی تو نکلتی نہین اے پردہ نشین
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت کیسی

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین
ابھی خامی یہ سڑک ہے مری تربت کیسی

سر ٹپکتا ہون مین کروٹ نہیں لیتی غافل
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتی ہے قسمت کیسی

پھل کو تلوار کے حسرت سے جو دیکھا تو کہا
اک ذرا چکھیے تو اس پھل مین ہے لذت کیسی

دل مری آنکھون سے کہتا ہے کہ تجھ پہ مین نثار
ہائے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

بات کرنے کی تو مہلت نہیں ملتی ہے امیر
ایسی حالت میں غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے
اور کیا بیچارے کی اوقات ہے

جھانک تاک اغیار سے دزدات ہے
اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے

دیکھ غفلت میں جوانی کو نہ کھو
عمر بھر میں اک یہی تو رات ہے

اتنی باتیں کیوں سناتے تم مجھے
پیار کرتا ہوں میں اتنی بات ہے

دیکے دل لیتے ہیں بوسے جان نثار
گھر سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے

دیدے ہیں اور دید بازی حسن کی
ان ندیدوں کی یہی اوقات ہے

بوسہ بے گالی کبھی ملتا نہیں
یہ نئے انداز کی خیرات ہے

گالیوں کی آرزو پر بول اٹھے
لو برا کہنا کچھ اچھی بات ہے

جتنے شعروں میں ہے مضمون کمر
سب میں اک پوشیدہ نازک بات ہے

تو تا چشمی سبزہ رنگوں پہ ہے ختم
بیموت ہونا یہ ذات ہے

دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف
مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے

پھول ہاروں کے لٹائے راہ میں
یہ نیا بیلا نئی خیرات ہے

مہربانی بے سبب اس کی نہیں
گھاتیا ہے اس میں بھی کچھ گھات ہے

تاکی ہے رندوں نے پگڑی شیخ جی
کچھ خبر بھی قبلۂ حاجات ہے

بوتلوں سے رات دن ڈھلتی ہے مے
یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزر اپنی امیر
اسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہو گئے
کیا کیا خیال خواب فراموش ہو گئے

بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہو گئے
ہم آتے آتے ہوش میں بیہوش ہو گئے

حرصِ شراب نے ہمین بدنام کر دیا
چپٹ کر کے اِس بلا کو بلا نوش ہو گئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

لذت سے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چھپے تھے نیش وہ سب نوش ہو گئے

صحبت مین میکشون کی نہیں بے سبب یہ دور
ساغر بھی مست بادۂ سرجوش ہو گئے

یاد آ گئے مزے جو پسِ مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حور و نکے آغوش ہو گئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترا نہ سنج
جتنے کھلے تھے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

ساقی شراب اور خرابا تیون کو دے
ہم تیری چشمِ مست سے مدہوش ہو گئے

کیا جانے کیا خیال شبِ وصل بندھ گیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئے

ملبوسِ خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کھا کے دستِ یار سے گلپوش ہو گئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی ہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہو گئے

بوسے لیے جو زلف کے مستی مین تو کہا
مے پیتے پیتے تم تو بلا نوش ہو گئے

پہرون اُدھر کو رخ نہ کیا وصلِ یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مری ہوش ہو گئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکھین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہو گئے

دفتر گرا اِدھر تو اُدھر کاتبِ عمل
تڑپے ہم اِس قدر کہ سبکدوش ہو گئے

مدت سے سرانتِ شمشیرِ یار تھا
ہم ذبح ہو کے خوب سبکدوش ہو گئے

دیکھا جدھر کنکھیون سے اُس مستِ ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہو گئے

افسردہ داغِ دل ہوئے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہو گئے

قاضی بھی محتسب بھی قدح نوش ہو گئے
چھپ چھپ کے دخترِ رز سے ہم آغوش ہو گئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدھیان
چورنگ ہو کے تیغ سے گلپوش ہو گئے

کاندھا ابھی جنازے کو دینا ہے جانِ من
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہو گئے

چھپتے کہان وہ وصل مین لیکن حجاب سے
مُنہ پر نقاب ڈالکے روپوش ہو گئے

عاشق مرے تو سوگ تمہاری بلا کرے
تم کیون بزنگِ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق شوق ساتھ جوانی کے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوئے وہ آخرِ شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے بھی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بنا گوشش کی سنان
سینہ سپر وہ خال بنا کوشش ہو گئے

آئی تھی کس کی شکلِ خیالی کہ خواب مین
بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریبیے
مطلب کے وقت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشقِ قد اُن سے دردِ دل
اُونچا لگے وہ سننے گران گوش ہو گئے

اُس پائے نازنین کا تو رتبہ بلند ہے
لاکھون کے سر تصدق پا پوش ہو گئے

اُن بجلیون سے دل میں چمکتی ہین بجلیان
قندیلِ کعبہ اب وہ دُرِ گوش ہو گئے

جن کی جگہ سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی
افسوس کیا وبالِ سرِ دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پالے ہوئے دلکو رئیے
خالی یونہین ہزارون کے آغوش ہو گئے

ایسے سمائے میری نظر مین شبِ وصال
آنکھون کی پتلیان وہ دُرِ گوش ہو گئے

وہ شہسوارِ حسن جو معراج کو چلا
جبریل ساتھ غاشیہ بردوش ہو گئے

بہکا مین مستِ شوقِ شبِ وصل تو کہا
لو تم تو بے پیے ہوئے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

۲۹۳

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چن چن کے مارے
نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے
ہوئے باغ نذرِ خزان کیسے کیسے

سنہ
کرڑے
بیہان در
ہزاروں برس
وہ صورت نہ آنکھ
ترے جان
بیجان ناو
ہر اک وا
بہار آ
اُٹھا
خوشرا
جوا
سنہ
غز
بنا

سیڑے دخ
نزاکت جباؤ
رہ عشق میں
کہیں قتل

ے کیسے

یسے کیسے

کیسے کیسے

ن کیسے کیسے

سا ن کیسے کیسے

ن کیسے کیسے

ان کیسے کیسے

کیسے کیسے

کیسے کیسے

کیسے کیسے

کیسے کیسے

ے کیسے

ے کیسے

لڑا ہوئی

با ہوئی

یا ہوئی

بجا ہوئی

سا ہوئی

چھی سزا ہوئی

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبح شبِ وصال
ہے ہے یہ رات بھر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتونکو دیکھکر
لو جی مرن گئی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر
حاجت ہی اس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب آنکھ کیا ملائے گی مستون سے دخترِ رز
قاضی کے گھر مین پڑکے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباس شانِ کرم کے ہین دیکھنا
خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اک عمر ہوگئی شبِ فرقت کو میرے گھر
اب بھی جو ابتدا ہے تو بس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو
مقبول کس جلے ہوے دل کی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بھی بڑھکے اضطراب
تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوقِ سبزہ رنگ تھی جب تک تھی سبز پوش
قاتل لباسِ سرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ما سپاس
میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

جی خواب رنگ ہوش یکایک سب اُڑ گئے
روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آکے کھڑی ہوگئی وہ شکل
دم بھر جہان پلک سے پلک آشنا ہوئی

ہے چیز ایک ادا و قضا اس قدر ہے فرق
سیدھی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب
پہلے اِسی غریب پہ مشقِ ادا ہوئی

مستانِ عشق کو رمضان مین بھی عید ہے
روزے مین بھی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو مٹانے کو بھیڑ بھاڑ
تیغِ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا
لو آج تو کھلی کھلی اے دلربا ہوئی

ٹھہرا رہے ہو ستر مین کیون اس قدر امیر
اتنی ہی سی تو بات ہے کہدو خطا ہوئی

کچھ بھی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی
کیا پانی پانی شرم کے ساری حیا ہوئی

یا ن جان اُس سے پہلے ہی نذرِ ادا ہوئی
کیسی خفیف آکے مرے گھر قضا ہوئی

کیا وصل کی گھڑی مرے حق مین بلا ہوئی
تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی

تو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی
عیسیٰ یہ دردِ ہجر کی اچھی دوا ہوئی

بولا فلک پہ مہر جو زلف اُسکی وا ہوئی
نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

کہتے ہین زلفِ یار سے دیوانگانِ زلف
کالی پری کسی کی بھی تو آشنا ہوئی

عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر
یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی

وہ دیکھتے ہی بزم مین مجھکو بگڑ گئے
کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی

ہین رنجِ فراق مین ساقی کے تلخ کام
پوچھو تو دخترِ رز سے یہ کیون بیزا ہوئی

غافل نزول ہی تو کمالِ عروج ہے
ق
خاکِ فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی

نقطے کی سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ
تھی ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی

بیری تڑپ مین ہے ترے جلوے کی آپ تاب
قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی

پھر یان ہین دستِ نگار مین یار کی
اور چور دل کی ہاتھ مین آکر حنا ہوئی

مجھکو کڑی نگہ سے اُدھر دیکھنا خطا
جوبن کا دل دکھا تو جوانی خفا ہوئی

گاہک وہ جان کی ہے یہ گاہک ہو دل کی بھی
کیسی قضا قضا کی بھی اُستاد ادا ہوئی

بسمل ادا شناس تھے قاتل ادا فروش
بدنام صفحۂ پیچ مین پڑکر قضا ہوئی

مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مر کے رہ گئے
قربان اس ادا کے یہ اچھی ادا ہوئی

حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی
خلوت مین بھی نہ اُن سے نزاکت جدا ہوئی

کیا کیا نیاز مندون سے ہین بے نیاز یان
یان لاکھون لوٹنے لگے واں اک ادا ہوئی

کیون پہلے آرسی نے دکھائی کہ تجھنے آئکہ
کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیر روزِ ازل ہی کریم نے
یان پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسےٰ ہو مریضون کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال اچھا ہے

آرزو دل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہاے پورا نہیں ہوتا ہی سوال اچھا ہے

نزع میں ہیں ہون و کہتے ہین کہ خیریت ہے
پھر بُرا ہوتا ہے کیسا جو یہ حال اچھا ہے

تجھسے مانگون میں تجھی کو کہ سبھی کچھ ملجائے
موسوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یاد وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھیے یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
تجھے چڑھ جائے جو اپنی وہی مال اچھا ہے

پھول پھل ہون کہ نہ ہون چھاؤن گھنی ہو مین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت پہ کسی کی نہین رہتا کوئی
آنکھین کیون پھری ہین پھر گیا جو حال اچھا ہے

تم زبان سے تو بُرا کہتے ہو میرے دل کو
چتونون کی تو سنو کہتی ہین مال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق کی صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے ہین آمنے سامنے ہی قلب حزین
نقاب معشوق ہو عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی بھی تو کس مصرف کی
ہو بُرا بھی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودھوین سال مین ہے نام خدا دختر رز
پڑھ دے قاضی کہو دولہا یہ سال اچھا ہے

واعظ اسکی سبھی ادائین تو نہین حوروں مین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آگیا اُس کا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جاے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

جسکا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بُری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہی جو مال اچھا ہے

وہ اُدھر عکس ادھر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کسکا جمال اچھا ہے

دہن زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیری تلوار کے پیڑے کا اگال اچھا ہے

ماہ کامل مہ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو کم اس سے ہلال اچھا ہے

ہاے بوٹا سا وہ قد ہاے وہ رُخ وہ جوبن
پھول پھل جسکی ہون اچھے وہ نہال اچھا ہے

حسرتین خون کے دریا ہی مین تڑپین تو بھلی
شوخیان دل مین کرتی ہین جو دلکو مایوس
بجھیدون کے لیے موجون ہی کا جال اچھا ہے
شرم دیتی ہے تسلی کہ مآل اچھا ہے

برق اگر گرمیِ رفتار مین اچھی ہے امیر
گرمیِ حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہے کیون دل کا تو حال اچھا ہے
یا کدامن ہو تو ارمان وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے
مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اس کا ہی اچھا کہ سوال اچھا ہے
دختر زر گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم چوکھی ہے مال اچھا ہے
ذکر طوبیٰ ہی کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ بھر مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے
اس کا انجام فراق اُس کا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے
غم مین گزرے تو بُرا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ بُرا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے
کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے
روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھسے اے دشمن جان ترا خیال اچھا ہے
عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو پہ وہ سال اچھا ہے
ناز کو جان کی ہے تاک ادا کو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونون کا خیال اچھا ہے
میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہے بُری درد کا حال اچھا ہے
نہ سہی ذوق وفا شوق جفا کیا کم ہے
کچھ نہ ہونے سے تو جیسا ہو خیال اچھا ہے
جی لگے کیون نہ حسینون کی جفا مین سُنکر
تذکرہ جس مین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے
خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے
کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
پھر دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ مال اچھا ہے
چلکے دیکھ آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجکو سوجھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھ کے دل جسکو وہ قد ہے موزون
جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے

گرمیِ مہرِ قیامت کا بھی دھڑکا نہ رہے
پھونکدے خلق کو اسے مہرِ جمال اچھا ہے

رشکِ سپر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو
خوب دیکھا تو خوشی ہی کی بھی ڈھال اچھا ہے

کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ
کل کہو گے ترے ابرو کا ہلال اچھا ہے

گرمیِ شوق یہ کہتی ہے چلو دیکھین تو
سنتے ہین طور پہ بھی ایک نہال اچھا ہے

قوتِ عجز سے تا کنگرۂ عرش پہنچ
رنگ سا پرواز ہی بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بوسا بر و نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کھلکر ترے دیوانے سے
دیکھ تکلی ہے پری سیج کے پریخانے سے

ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے
گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوئے پیمانے سے

بُت بنے بیٹھے ہین بُت جی مرا گھبراتا ہے
اُٹھکے کعبے کو چلا جاؤن گا بتوانے سے

حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولی شبِ وصل
لپٹی ہین کیون یہ بلا مین مری دیوانے سے

دخترِ رز نامِ خدا اب ہے جوان اے ساقی
کہین ہستی ہین نکل جائے نہ میخانے سے

لامکان کے جو مکانون مین لکھے ہین اوصاف
ملتے جلتے ہین وہ کچھ کچھ مری ویرانے سے

دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے
مے پلائی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

رحم اُن پر تو کر اُٹھنے دے کبھی تو اُن کو
ہین غضب مین تری آنکھین ترے مژگانے سے

شیخ جی رہتی ہین کیون سرخ تمہاری آنکھین
شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے

میرے ہی دل سے پڑی خانہ خرابی کی بنا
گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے

کہتے ہین آگ لگے شوق کو تیرے ظالم
جلکے سب رہ گئے پھپھولے ترے گل کھانے سے

رقص کرنے لگا دم بھر مین چھلک کر ساقی
کہدیا جھک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے

مین نے زلفون کی ثنا کی تو کہا چپ بھی رہو
دم اُلجھتا ہے اس اُلجھے ہوئے افسانے سے

دل چُرایا ہے تو آنکھین نہ چُراؤ دیکھو
چُوری کھُلنے کا ہی ڈر چور کے گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھے رندون مین تو کیسی تھی کثیف
کیا نہا دھو کے نکل آئے ہین میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھُونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوئے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہین میخانے سے

راز میخانے کے باہر نہون میخانے سے
محتسب مجھین نہ لے خط کہین پیمانے سے

ڈھلتا غصے ہی مین آنچل وہ کہین شانے سے
ہائے محروم رہا کیون مین مزا پانے سے

زلفین ملتی نہین تیری یہ ہوا پر پہ یان
آئی ہین پیچ بڑا نے ترے دیوانے سے

تحفہ بھی چاہیے کوثر کے لیے کچھ زاہد
لیتا جا تھوڑی سی تلچھٹ مرے میخانے سے

غیر کو دیکھ کے ساقی نہ ہمین دیکھا کر
ہم نہین پیتے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

تنگیِ شوق کی زور آوریون کو دیکھا
آنچل آیا ہے کہان ڈھلکے تری شانے سے

داغ تو دل مین مرے تیرے لڑکپن ہی سے تھے
اور اُبھرے ترے جوبن کے اُبھر آنے سے

دیکھ لے دل نگہِ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلے ہین وہ خمخانے سے

دی بھی مے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

وہ تو معشوق ہے تڑپانے مین ملتا ہے مزہ
درد دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہین وصل مین دیکھے کوئی چل پھر اکی
پڑے ہشیار ہین جو پھرتے ہین دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھیرے ہین انہین مین کیا دون
غم مرے پاس بہت بھی جو مرے کھانے سے

زاہد وعظ کی مجلس سے کیے ہے انکار
تم چلو پی کے مین آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کٹتے ہی اک ساتھ لپٹ جاتے ہین
رشک مطلق نہین پروانے کو پروانے سے

نیمجان کر کے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری ہمدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

درد دل سُنکے پسیجا دلِ ہمدرد اُن کا
کام افسون کا لیا ہمنے اِس افسانے سے

تو ہی میری وفا اُس سے جنازہ اٹھوائے
بدھیاں پھولوں کی اُٹھتی نہیں جس شانے سے

زیست کا لطف تو یارو دن ہی کے دم تک ہے امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

رخصتِ رزانگی ہے ساقی کسی دیوانے سے
کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہے پیمانے سے

داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم لے اے چرخ
یہ بھی کھالونگا جو فرصت ہوئی غم کھانے سے

بُت حرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے
روز پیغام چلے آتے ہیں بُتخانے سے

ساقیا دختر رز بھی ہے عجب مشاطہ
آکے شیشے کو پلا دیتی ہے پیمانے سے

قتل کے وقت میں تڑپا تو کہا خوش ہوکر
تم بھی تو وصل میں خوش تھے مرے تڑپانے سے

کی تھی ہمچشموں میں تعریف تری شوخی کی
آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے

شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا
اُٹھ کے کیوں بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے

خوب جی بھر کے تصور کا ترے موقع ہے
میں بہت خوش ہوں شب ہجر کی بڑھجانے سے

ترے دیوانے پہ کیا جانے وہاں کیا گزری
آیا سیلاب جو رونا ہوا ویرانے سے

شب غم کہتی ہے میں پڑ چکی تیرے گھر میں
مجھکو کیا کام ہے اب غیر کے گھر جانے سے

چاہتے ہیں کہ دل آئین تو الگ ایک سے ایک
راہیں زلفوں میں نکلواتی ہیں وہ شانے سے

کہکے یہ شربتِ دیدار پلایا دم نزع
آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے

شرم سے شمع بجھی جاتی ہے تیرے آگے
اُڑ نہ جائے کہیں پروانگ کی پروانے سے

نکلے چلمن سے وہ سمجھے کہ تماشا ہے کوئی
کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے

گھنگرو بولیں گے گلے میں مری پالوں کے
یہ صدا آتی ہے گھنگرو کی ہر ایک دانے سے

چاہ کی آنکھ سے جوبن کو جو دیکھا تو کہا
کہیں یہ مال ملا جاتا ہے للچانے سے

ذکر ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
وہی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو سیخانے سے
رقص پریون کا کوئی دیکھ لے پیمانے سے

عکس کی چھپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اُسکو بھی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانۂ گیسو تو پہن لے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکون کی اِسی بانے سے

رات یہ تازہ کھلا گل کہ مرے دل کی کلی
مسکرائی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دلِ دیوانہ ہی سے گیسو کی
متبرک ہے یہ تسبیح اِسی دانے سے

اُن کی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دھوکے دیتے نہین آنکھون کو بہ بانون مین
جھلین کرتے ہین جھلا دی ترے دیوانے سے

اعتبار آپ نے وعدے کا خود اپنے کھویا
زہی اُنہی بھی تو قسم کھانے سے

کہتی ہے وصل کی شب اُن کی حیا سی شوخی
آج حاصل نہین کچھ جھینپے شرمانے سے

خانقا ہون مین جو یہ پھرتی ہے بہکی بہکی
توبہ بھی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے اُنھین حضرتِ ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہی مری سمجھانے سے

قاضیِ شہر ہو یا شیخِ حرم کوئی ہو
جو نہو مست نکالو اُسے میخانے سے

اُنتک ہے دانہ مرا اُنتک ہے پانی میرا
اور واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذرا سی حرکت کی بھی سکت مجھ مین نہین
غش پہ غش آتی ہین اب ہوش مین بھی آنے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی اونچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاق نہ خاک کے سینون پہ بھی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہنا تو غزل کچھ نہین دشوار امیر
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اُس شاہِ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لبِ جانان پہ مستی کی دھڑی ہے
تو سوسن کس لیے پھولی کھڑی ہے

غضب کی پھوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اُس سے لڑی ہے

مسی پر چھوٹ افشان کی پڑی ہے — کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے
چھپی کیون ہے جو سیلی سے اڑی ہے — یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے
پہنچتی ہے یہ گردن ہی تک اُسکی — صراحی دخت رز سے کچھ بڑی ہے
شب غم مجھ سے بیٹھا جائے کیونکر — تری تصویر تو آگے کھڑی ہے
کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے — صبا یہ منہ لپیٹے کیون پڑی ہے
خدا اُس زلف و کاکل سے بچائے — بلائے جان ہی جو چھوٹی بڑی ہے
بہت جلدی نکر قاتل دم ذبح — یہی تو حاصل عمر اک گھڑی ہے
شب غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ — مگر تیری قیامت سے بڑی ہے
ادا گاہک قضا گاہک کدھر جاے — عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے
نہین رکتی چلی جاتی ہے دن رات — مری عمر روان بھی اک گھڑی ہے
لیا ہے بوسہ قاتل لپٹ کر — لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے
قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری — اُسی نے جاکے قاتل سے جڑی ہے
فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی — ذرا سی شمع تو اتنی بڑی ہے
بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی — کہ اک اک بوسہ پر پہر دن لڑی ہے
ملا کر خاک مین آئے ہو کس کو — یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے
نہین کھلتی گرہ بند قبا کی — یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے
ہوا ہے کس بلا کش سے وہ برہم — کہ زلف یار قدمون پر پڑی ہے
نگاہ ناز ہوتی ہے بر آمد — سلامی کو صف مژگان کھڑی ہے
اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا — ہماری جان تو تم مین پڑی ہے
تمہارے لب ہین باغ حسن کے پھول — تبسم اُن کی نازک پنکھڑی ہے

امیر اتنا نہ چھیڑ اُسکو سر شام

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شبِ وصل آنکھ جب مجھ پہ پڑی ہے
تو کیا کیا شرم سنو خی سے لڑی ہے

نظر کس چشمِ فتاں سے لڑی ہے
کہ آنکھون کو لیئے نرگس پڑی ہے

نظر جس دن سے اُس رُخ پر پڑی ہے
کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے

زمانے بھر کی آنکھ اُس سے لڑی ہے
جدھر دیکھو یہی آفت پڑی ہے

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑھائے
مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

اُدھر عکس اور ادھر تنتا ہے وہ شوخ
یہ دو بانکون مین کیا بحث آپڑی ہے

گرے ہین جو لگن مین شمع سے پھول
پر پروانہ اُن کی پنکھڑی ہے

نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ
خدا کے گھر مین نال انکی گڑی ہے

گرہ بندِ قبا کی کھل رہے گی
وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے

مرے گھر ہجر کے دن دھوپ یا رب
جمی ہے یا گڑی ہے یا جڑی ہے

مری میّت کو ٹھکرا کر وہ بولے
کہان کی نیند تمکو پھٹ پڑی ہے

نگاہِ مست ساقی نے دکھا کر
کہا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے

زبان دی بہرِ وصل اور خود ہی بولے
مین سچ کہتا ہون یہ جھوٹی بڑی ہے

مزہ اُس کی نگہ سے بھی ہے کٹّر
چھری خنجر سے بھی مُنہ کی کڑی ہے

لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی
یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے

اُبھار اُن جوبنون کا کہہ رہا ہے
جوانی خود نمائی پر اڑی ہے

نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلّا
دُلہن کے کان مین انتی پڑی ہے

نکل سکتی نہین حسرت شبِ وصل
کہ وہ چتون چھری کھینچے کھڑی ہے

لہو مین تر ہے کیون اے چشمِ خونبار
بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے

خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم
یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

نگہ جائے کہان سینے سے اُٹھکر — یہین تو حسن کی دولت گڑی ہے
ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر — قضا کیا سنت مین ماری پڑی ہے
نہین پلکون کی اوجھل مین وہ پُتلی — دُلہن چلمن مین شرمائی کھڑی ہے
نکیلی بھی سجیلی بھی ہے وہ آنکھ — مگر دیکھا تو ستمگر بڑی ہے
پہنتے ہین وہ بیٹھے گھر مین چھاگل — قیامت در پہ گھبرائی کھڑی ہے
ہنسے ہین جب دمانِ زخمِ بسمل — تو اک تلوار اور اُسمین جڑی ہے
نہ توڑو نرگسِ بیمار کی آس — عصا ٹیکے ہوے کب سے کھڑی ہے
پہنچتے ہین سب اس منزل پہ مرکر — عدم کی راہ بھی کتنی کڑی ہے

امیر اپنی نظر مین قصرِ شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جھوپڑی ہے

چمکائے ہین کیا داغ جگر آہِ رسا نے — ان پھولون مین اور آگ لگا دی ہے صبا نے
جائے تپشِ دل مری کس کس کو بُلا نے — منہ تیری طرح مجھسے چھپایا ہے قضا نے
پردہ رُخِ محبوب سے اُلٹا ہے ہوا نے — یہ پھول کھلایا ہے نیا بادِ صبا نے
یان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا کے لیے مین نے — تاثیر سے وان ہاتھ اُٹھایا ہے دُعا نے
بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے — چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا بادِ صبا نے
لو وصل مین بیتابیِ دل ہوگئی دُونی — کی اور کمک دردِ محبت کی دوا نے
کس کس کے چلے جورِ شبِ وصل مین مجھپر — چکھے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے
بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجرِ قاتل — افسوس وفا مجھسے نہ کی اُسکی جفا نے
برما کے مرے دل کو جگر تک اُتر آئین — کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے
کو عفوِ معاصی کی لگائے رہین عاصی — رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے
کام آگئی شوخی کہ نقاب اُسنے اُلٹ دی — شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تھا حیا نے

برسات میں بھی یہ نہ اُبھرنا تھا نہ اُبھری
چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے

اُس دستِ حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے
پیسے ہیں ہزاروں ہی کے دل سیکڑ حنا نے

گھبرائی ہوئی تیغ بکف پھرتی ہے ہر سمت
کیا جانے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے

آئی ہے دمِ نزع مرے گھر شبِ فرقت
گھیرا ہے بُرے وقت میں اِس کالی بلا نے

اک آن میں جب بھر دیے جل تھل تو میں سمجھا
واقف نہ تری رحمت سے کیا سمجھ کو گھٹا نے

اُس دستِ نگارین کو کیا ہے جو بھبھو کا
دل میں مرے اک آگ لگا دی ہے حنا نے

توبہ کر دو توبہ کہیں میخانے سے ہٹتی
کوڑے اسے بجلی کے لگائے ہیں گھٹا نے

کمبخت مرے گھر سے نکلتی ہی نہیں ہے
ما من مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے

اُس گل کے جو ہاتھوں کو بنانا تھا بھبھو کا
لالے کا لہو چوس لیا برگِ حنا نے

اللہ رے میری شبِ ہجراں کی سیاہی
سو بار پکارا مجھے گھبرا کے بلا نے

شکوہ جو کیا سنگدلی کا تو وہ بولے
بُت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے

ہر گام پہ لغزش تھی رہِ عشق میں لیکن
پہلے تو سنبھالا ہمیں تسلیم و رضا نے

گھیرا تو بہت زلفِ بتاں نے مجھے لیکن
اب تک تو اِس آفت سے بچایا ہے خدا نے

دل پسکے امیر اُنکے قدم تک بھی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتھوں کے بھی پسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مریجاں قضا نے
آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے

یہ خوشخبری نزع میں دی مجکو قضا نے
بھیجا ہے عیادت کو تری مجکو ادا نے

ساقی کے تصور سے یہاں کھل گئیں آنکھیں
ہشیار کیا ہمکو مئے ہوشربا نے

بُت کہتے ہیں سُن سُنکے گلہ جور و جفا کا
پیدا ہی کیا ہے انہیں کا مون کو خدا نے

نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرارِ خطا نے

معشوق جفاکار ہیں عشاق وفادار
ہر ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

افلاک کو سمجھے ترے دیوانے جنون میں
چھالے یہ اچھالے ہیں ہمارے کفِ پا نے

پامال کیا لاش کو تربت کو بھی روندا
کی خوب وفا مجھ سے ترے جور و جفا نے

بے موت مجھے تیغِ تغافل ہی نے مارا
پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے

قد سو نپہ گری تیرے تو پھر سر نہ اٹھایا
کیا برق کو روندا ہے تری لغزشِ پا نے

ہیں قتلگہِ ناز میں سب زندہ جاوید
شمشیرِ قضا توڑ کے رکھدی ہے ادا نے

اس شان سے اس ٹھاٹھ سے پھولوں میں وہ آئے
نذریں انھیں دیں اٹھکے مری اہلِ عزا نے

تیرِ نگہِ ناز سے ہم بچکے جو نکلے
عمزے سے چھری لیکے کیا فوج ادا نے

گردِ نظرِ یار نے بیمار دن کو مارا
اک زہر کی چٹکی انھیں دی خاکِ شفا نے

سہ سہکے ستم تمکو ستمگار بنایا
در پردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے

جھنجھلائی ہے تنگ آئی ہے یہ بیداد تری سے
کوسا ہے تہ عرش مجھے جا کے دعا نے

محشر میں بھی اٹھا تو وہ مخمور ہی اٹھا
تا کا جسے تیری نگہِ ہوشربا نے

للہ رے ہم آغوشیِ تاثیر کی حسرت
سجدے کیے ہیں بابِ اجابت پہ دعا نے

جوڑا جو کھلا دوڑ پڑے سینکڑوں فتنے
لیں بڑھ کے بلائیں ترے بالوں کی بلا نے

مانگی ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر
بوسے دیے ہیں منہ کو مری میری دعا نے

ہشیار کیا تجھسے مرے ہوش اڑا کر
دو کام کیے اک نگہِ ہوشربا نے

لے لی تری چتون نے مری آہ کی تاثیر
جو بچگئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے

گزرا ہے جب اس کوچہ گیو میں مرا دل
روکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے

خاموش چلے جاتے ہیں دنیا سے ہزاروں
کیا جانیے کیا کہدیا چپکے سے قضا نے

دکھلا کے ادا مجکو امیر اسنے کیا قتل
پیدا اثرِ درد کیا میری دوا نے

وہ کہتے ہیں نکلنا ابتو دروازے پہ مشکل ہے
قدم کوئی کہاں رکھے جدھر دیکھو ادھر دل ہے

ترا مشکل ہوا بے آسان اے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہِ یاس کی چھریون سے بسمل ہے

جب اصلت وہ اسکا چلبلاپن دیکھکر بولے
غریب آفت کا مارا غمزدہ بیکس یہی دل ہے

کہیں ایسا نہ ہو تجھپر بھی کوئی وار چل جائے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بڑا ہی دھوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے
بڑا اعمد محشر میں ہے ساری خدائی کا

کہ لیلیٰ آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوشِ محمل ہے
تجھے معشوق کو ہے پردہ آنکھین بند کر مجنون

مرے پہلو مین بھی دل ہے تری پہلو مین بھی دل ہے
تجھے تو درد ہے تیرا تجھے ہے کیون یہ بیدردی

ہمارے پہلوون مین کیجئے اگر نالہ بھی شامل ہے
تری بھی داد قسمت بزم ماتم مین ہو ساتھ آنکے

اُسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے
دلِ بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کہہ اسکو

بھلا یہ عمر اس نوعمر سے شادی کو قابل ہے
بہت ہے تاک جھانک اے شیخ تجکو دخترِ رز کی

مراقب سب کے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے
مجھے تو میکدے مین خانقاہون کا مزہ آیا

دلِ بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے
ہر دم اسکی یاد ہے ہر دم وہ میری گھات مین ہر دم

نہ مجنون ہے نہ لیلیٰ ہے نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے
نہ مانند رقیبانِ محبت کا زمانے مین

کہ مین ہون ناتوان اور دن ہو آخر دور منزل ہے
ہمارا بین کھینچے سے یارب زمینِ کوے جانانکی

کیسکے منہ لگانے مین یہی تو ہمکو مشکل ہے
ذرا آنچ پاکے آنچل سے لیا بوسہ تو وہ بولے

نیا دریا ہے اِس دریا کی تہ مین اسکا ساحل ہے
جہان ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا

کہ یہی منزل نہین اور اس کی آگے ایک منزل ہے
لحد مین لیکے دم جاتا ہے میدانِ قیامت مین

جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے یہی دل ہے
مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اُسے ہر بات مشکل ہے

اِدھر ضعف اور اُدھر رعب سوال اصل مشکل ہے
کڑے دو پہرون مین بیٹھی ہوئی آوازِ سائل ہے

سگِ اصحابِ کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
برا بھی ہو تو اچھا ہے اگر اچھون مین شامل ہے

چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سُنسان ہے مقتل
ترے ہی دم سے تو اے تیغ قاتل رنگِ محفل ہے

نقاب اٹھی تو کیا حاصل حیا اُٹھے تو آنکھ اُٹھے
بڑا گہرا تو یہ پردہ ہمارے اُن کے حائل ہے

الٰہی بھیجدے تربت میں کوئی حور جنت سے
کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہے پہلی منزل ہے

جدھر دیکھو اُدھر سوتا ہے کوئی پاؤں پھیلائے
زمانے سے الگ گورِ غریبان کی بھی محفل ہے

کلیجے سے لگا آنکھوں سے مل اتنا نہ دو بھر کر
اسے تلووں سے ملتا ہو رے یہ تو مرا دل ہے

منگا کر آئنہ کیوں سامنے کی چوٹ کھا بیٹھا
تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے

گری ہے ٹوٹ کر تو یہ بھی جام مے پر اے زاہد
یہ کیسی پارسا تھی اب جو میخواروں میں غل ہے

کہیں نازوں کی تلواریں کہیں غمزوں کی چھریاں ہیں
یہ مجمع ہے حسینوں کا کہ مقتلوں کی محفل ہے

وہ شوق قتل سے مضطر ہے یہ شوق شہادت سے
نہیں کھلتا کہ ان میں کون بسمل کون قاتل ہے

اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا میں
اُسی کی شکل بنجاتا ہے یہ جس سے مقابل ہے

زہے وحشت جہاں کوئی بگولا دشت میں اٹھا
تو دوڑا قیس یہ کہکر کہ وہ لیلیٰ کا محمل ہے

بڑھ اے آہ رسا باب اثر آغوش ہے کھولے
بہت ہی تیری مشتاق اے مسافر تیری منزل ہے

گرہ میں دیکھیے گیسو کی یا جوڑے کی مٹھی میں
نہ سینے میں مرا دل ہے نہ پہلو میں مرا دل ہے

ہمیں کیا کام توبہ سے کہ رند لا اُبالی ہیں
یہ ذمی عصمت تو زاہد پارساؤں ہی کے قابل ہے

نگاہِ غور سے دیکھے اگر انسان تو آنکھیں ہوں
ذرا سا اسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تل ہے

دبے گلشن کو چر کے کسکی شمشیرِ تبسم نے
کہ گل ہیں خون میں تر خندۂ گل نیم بسمل ہے

شریکِ حال امیر احسان ہر حالت میں ہو اُسکا
صنم جھک جھک کے ملتے ہیں خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سے ہو کے بھی عاشق کو مشکل ہے
وہ کہتے ہیں کہ لو پھر آگیا کیا بیحیا دل ہے

خدا رکھے چراغِ جام سے میخانہ ہے روشن
شرابی اہلِ محفل دخترِ رز میرِ محفل ہے

فراقِ یار میں خنجر بکف یاس آ کے للکاری
جہاں رہتی ہے حسرت وصل کی وہ مکر نا دل ہے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر میں تو نے کیوں نہ کھلی
ارے یہ تو کلیجے میں مرے بہنے کو قابل ہے

جہاں لیجاتی ہے قسمت پہنچتا ہے وہیں انسان
بھٹک سکتا نہیں کوئی کہ خضر راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین جگمگٹ میں اپنے دیکھ کر بولے
یہاں دیوانے کا کیا کام یہ پریوں کی محفل ہے

لب جان بخش پر نام عدو ہے منہ لگاؤں کیا
مرے آب بقا میں زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوا ہے یہی اٹھا اٹھا کے بٹھلائے
مزہ ہمدردیوں کا درد دل ہی مجکو حاصل ہے

گیا طوف حرم کو قیس تو آواز یہ آئی
ارے نادان یہ لیلیٰ نہیں لیلیٰ کا محمل ہے

کسی کا رات بھر چلنا ترا شب بھر کھڑا رہنا
ترے زیر قدم اے شمع محفل تیری منزل ہے

اُدھر ہے قتل کی لذت ادھر ہے وصل کی لذت
گلے پر تیغ ہے سینہ تہ زانوے قاتل ہے

عجب کیا گر اٹھا کر سختی فرقت ہوا ٹکڑے
کوئی لوہا نہیں پتھر نہیں انسان کا دل ہے

تحیر وصل میں دونوں کو ہے آئینہ حیرت
اُدھر تم سے مقابل ہے ادھر مجھ سے مقابل ہے

مریض عشق تجھ تک آ سکے کس طرح اے عیسیٰ
ادھر سے اب اُدھر کروٹ بدلنا اسکو منزل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہے یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہے کدھر اور کس طرف لیلیٰ کا محمل ہے

قریب انسان اُس بت کے نجانے لاکھ پیار آئے
وہ صورت دور ہی سے پیار کر لینے کے قابل ہے

تمہارے عکس خال رخ سے ہے سارا جہان روشن
اسیکا نام تو دل میں سویدا آنکھ میں تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمی روز قیامت میں
کہ سر پر چتر رحمت سایہ دامان سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجوم ناز میں دل کا
کہ سو جلاد ہیں خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا پہ صبر کیا عیش جاودان کے لیے
مزے ہیں خلد میں اب خلد آشیان کے لیے

چھری وہ لائے ہیں عاشق کی مرغ جان کیلیے
غضب کی شاخ نکالی ہے آشیان کے لیے

بچی جو پریوں سے جان آپھنسا میں حور و نمیں
اب ان حسینوں میں بھیجا ہے امتحان کے لیے

اندھیری رات میں بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھ تو لیا مجکو
اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمانکے لیے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہیں سکتا
اور آپ آئے ہین عاشق کے امتحانکے لیے

حضور اسکے ہین دشمن بہت اجازت ہو
تو پاسبان ہون مین شبکو پاسبانکے لیے

مزے مزے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین
زبان دہن کے لیے ہے دہن زبانکے لیے

ادا ہی تیری ہے قاتل قضا کے پردے مین
بدل کے بھیس یہ آئی ہے امتحانکے لیے

سوال بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا
ٹھہر منگائی ہین چاپنین تری زبانکے لیے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد
خدا نے بھیجدیا وارث اِس مکانکے لیے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو
زبان دراز یہ تعزیر بے زبانکے لیے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگِ اسود کو
کہ ان لبون سے ہین بوسے اُس آستانکے لیے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کے دل نے کہا
وہ برق نے قدم آہ شرر فشانکے لیے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولے
یہ کس نے بوسے صبا میری آستانکے لیے

جواب دیتی ہے طاقت بھی ہاے پیری مین
بہت کڑے ہین یہ دن جانِ ناتوانکے لیے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین
دکھا کے تجکو کہونگا کہ اِس جوانکے لیے

نہین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کہیے
ذرا سمجھ کے تقاضا ہوا امتحانکے لیے

مین ہون وہ سوختہ جان گر کہین ملے بجلی
سمجھکے جگنو اُٹھا لاؤن آشیانکے لیے

اجازت اپنی نزاکت سے لی ہے یا یون ہی
نکل کھڑے ہوے سرکار امتحانکے لیے

ہے اب امیر سے کیون ضبطِ آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغانکے لیے

امیر روتی ہے امت ستم زمانکے لیے
زمین خاک اُڑاتی ہے آسمانکے لیے

نکلی زبان مری کیسکے دامنا کے لیے
اُچھلکے دل نے جو بوسہ مری زبانکے لیے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ
کہ ایک ڈال تو رہنے دے آشیانکے لیے

پکارتا ہے وہ جوبن اُبھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی اِسی جوانکے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون مین
یہ آسرا ہے عصا جانِ ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو سجیلے ہو تم رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھ چھوڑون کس جوانکے لیے

غضب کی لاگ تھی کمبخت برق کو مجھ سے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیانکے لیے

نہ موت آئے نہ غش آئے نیند کا کیا ذکر
غضب کی قیدین لگائی ہین پاسبانکے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پر پرواز مرغِ جانکے لیے

کہو کہ آکے رہے میرے پاس تربت مین
اُداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکانکے لیے

وہ آشنا نہ ہوا گو برنگِ نقشِ قدم
قدم قدم پہ قدم مین نے پاسبانکے لیے

پسند بو مین بھی ہے اسکو رنگِ فتنہ گری
کہ عطر فتنہ خریدا ہے عطر دانکے لیے

یہ کنگھی چوٹی جو ہوتی ہے قتلِ عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیاریان کہانکے لیے

کہو کہ پیرِ مغان جامِ جم کو رہنے دے
بہت ہے دخترِ رز میرے امتحانکے لیے

چلی جو ناز سے بے سرخرو کیے ہمکو
لپٹ کے بوسے تری تیغ خونفشانکے لیے

زمین کو ہمسے غبار آسمان ہم سے خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمانکے لیے

وہ دل جو روز بدل کر نیا نظر آئے
کہان سے لاؤن مین اس شوخ دلستانکے لیے

وہ بال گوندھکے پھانسی عبث بناتے ہین
بلائے جان ہین یہ بین جانِ ناتوانکے لیے

بفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمۂ گور

دل اور تصورِ جانان مین ربط لازم ہے
شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا

امیر نالہ بھی ہو ساتھ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہے کاروان کے لیے

جوش کہتا ہے خونِ بسمل سے
دو دو ہاتھ آج ہونگے قاتل سے

کچھ پھری سی ہے وہ نگہ دل سے
تیغ روٹھی ہوئی ہے بسمل سے

پوچھو پیکان تیرِ قاتل سے
مشورے ہو رہے ہین کیا دل سے

منھ کہین موڑ لے نہ خنجرِ یار
یہ جو رُو ٹھا منے گا مشکل سے

لے چکے دل تو ہنس کے فرمایا
پیار اب کیجیے گا کس دل سے

رات کی صحبتین جو یاد آئین
اُٹھ گئی شمع رو کے محفل سے

غیر اور ادعائے جانبازی
کیا مرے گا مرے ہوئے دل سے

بزمِ جنت کی کھینچی ہے تصویر
رنگ لیکر تمہاری محفل سے

دل مین پھرتی ہین وصل کی باتین
نہین آتین زبان تک دل سے

کیون نہ تڑپے کہ ناوکِ قاتل
چھینے لیتی ہے موت بسمل سے

اس ادا سے وہ آئے وصل کی رات
کہ نکل آئین حسرتین دل سے

ہون مین وہ سخت جان کہ موت کی منہ
عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے

میرِ محفل خبر نہین ہوتا
اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے

حال مجنون کے خاک اُڑانے کا
کہتی ہے اُٹھکے گرد محمل سے

مفت دیدونگا کیا مین جان سی چیز
عمرِ جاوید لونگا قاتل سے

کام یارون مین کیا تکلف کا
بے تکلف اُٹھا دو محفل سے

آئنہ دیکھکر وہ شرمائے
آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے

ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی
سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

منہدی کہتی ہے دستِ قاتل سے
چھین لے رنگ خون بسمل سے

جان چھوٹے گی مر کے قاتل سے
مشکل آسان ہوگی مشکل سے

بگڑے تشبیہ ماہ کامل سے
سمجھے تعریف اوپری دل سے

خونِ بسمل نہین بہا دمِ ذبح
مہندی چھوٹی ہے دستِ قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے
یہ کڑی اٹھ چکی سلاسل سے

قیس لیلیٰ کو گود مین لینا
سیکھ لے پردہ ہائے محمل سے

عمرین گزری ہین ٹھوکرین کھاتے
منزلون دور ابھی ہون منزل سے

آئنہ خانے مین جو وہ آئے
چوکھا لڑ گئے مقابل سے

سنکے پھبتی وہ حور کی بولے
کہی اچھی مگر برے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بنکر خضر
لے گئی غربت آکے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے
پردے سب اٹھ گئے مرے دل سے

کیا خبر بعد مرگ یارون کی
ساتھ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل جو ٹالون سے تونے مل ڈالا
یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جھکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے
لاش اٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اٹھ اے درد
پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشم قیس کے پردے
لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اسکو دیا تو دس پائے
جھک کے مل اے کریم سائل سے

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا
دور لیجا کے مجکو منزل سے

کہکے لبیک مغفرت دوڑے
توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے
آہ نکلی نہین ابھی دل سے

ہوز مین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

عشق مین دن زندگی کے بھر چلے
مر کے تم پر جیتے جی ہم مر چلے

آگے آگے فتنۂ محشر چلے
چال قاتل کی اگر خنجر چلے

مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے
کام اپنا نام اُس کا کر چلے

رات بھر وہ کنگھی چوٹی مین رہے
صبح تک آرے مرے سر پر چلے

دل ہے پامال ہجوم یاس و غم
کیا اُگے سبزہ جہان لشکر چلے

حشر مین اجلاس کسکا ہے کہ آج
لیکے سب اعمال کا دفتر چلے

خونِ ناحق کرکے اک بیجرم کا
ہاتھ ناحق خون مین تم بھر چلے

سعی تو کی وصل کی ہمنے بہت
جب نہ کچھ قابو چلا تب مر چلے

لالے کی مانند ہم اس باغ مین
داغ لینے آئے تھے لیکر چلے

لائے تھے مثلِ شرر تھوڑی سی عمر
آنکھ اِدھر کھولی اُدھر ہم مر چلے

برہمن اور شیخ مین چوٹین چلین
کعبہ و بتخانہ مین پتھر چلے

تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو
ہم تو اُن پر مرتے ہی بس مر چلے

پہنچینگے اُس بزم مین عشاق ہی
اور یون چلنے کو دنیا بھر چلے

بے مروت آنکھ ہو کیا سامنے
مے سے ہو خالی تو کیا ساغر چلے

پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک
زخم پھر ہم زخمیون کے بھر چلے

چشم و ابرو دونون کے جوہر دکھا
دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے

کوے قاتل مین گزر آسان نہین
آدمی تلوار پر کیون کر چلے

گردشِ چشم اپنے مستونکو دکھا
ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچے مین کہتا ہے امیر
بیٹھیے صاحب کہان اُٹھکر چلے

چال سے پامال مجکو کر چلے
ہاے کیا چلتا ہوا منتر چلے

اس چمن سے لخت دل لیکر چلے — ہم نئے پھولون سے دامن بھر چلے
مست تیرا گر شریک ور ہو — دختر رز لیکے خود ساغر چلے
عاشق اب اے جان جی کر کیا کہون — مرنے کو آئے تھے تم پر مر چلے
چھپ کے اُس کوچے مین راتونکو گئے — اپنے سائے سے بھی ہم بچکر چلے
یہ ملی کس جرم پر دم کو سزا — حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے
چتونین چالاک آنکھین فتنہ گر — جوڑ ان عیارون پر کیونکر چلے
دورِ قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک — شوق سے چھریان چلین خنجر چلے
شیخ نے میخانے مین پی یا نہ پی — دختر رز کو تو رسوا کر چلے
ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج — پھیر کر مُنہ حلق پر خنجر چلے
بیخودی سے وصل مین کھنڈت پڑی — گھر مین وہ آئے تو ہم باہر چلے
دوڑے بسمل تیغ قاتل کی طرف — پیاس کے مارے سو کوثر چلے
جُرم اپنا موج کی تقصیر کیا — کیون حباب اتنا اُٹھا کر سر چلے
قدردان شعر تو سب چل بسے — شاعرون کا کام اب کیونکر چلے
سر جھکائے کہہ رہے ہین سر فروش — آزمانا ہو جسے خنجر چلے
گل گیا آخر تہ تربت کفن — ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے

رہنے کیا دنیا مین آئے تھے امیر
سیر کر لی اور اپنے گھر چلے

کسیکی چاہ بھی دل مین مرے اے نازنین نکلی — ترے تیرون نے گھر بھر کی تلاشی لی کہین نکلی
تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی — جلے دل سے جو نکلی بھی تو آہِ آتشین نکلی
ابھی تیور کڑے کیون ہین ابھی کیون تیغ کین نکلی — کوئی ارمان نہین نکلا کوئی حسرت نہین نکلی
ہٹا کر وہ تنگہہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی — چھری کھینچے ہوے ظالم الٹ کر آستین نکلی

تری صورت کچھ ایسی کلکِ قدرت سے حسین نکلی
کہ اُسکی ہر ادا سے شانِ صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پر میرے وہ اتراتے ہین کیون اتنا
بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دلِ مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی
کہ محمل سے تڑپ کر لیلیٰ محمل نشین نکلی

شریکِ حالِ عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہے
جو نکلی بھی تو کچھ دلسوز آہِ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو رہ انکار ہی ٹھہرا
مری قسمت سے اُسکی ہان بھی در پردہ نہین نکلی

اسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا
بڑی تو بے مروت اے نگاہِ واپسین نکلی

اُڑا کر لیگئی دل اک نگہ مین ساری محفل کے
بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشمِ شرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادا مین ہین
دلہن پر دیسے نکلی یا زبان سے آفرین نکلی

چھپے بیٹھے رہے اپنی جگہ سب عیبِ قاتل سے
نہ دل سے مرحبا نکلی نہ منھ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُس کا خواب مین باتین تصور مین
کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہوگئی ہلکان جان اپنی
اور اب تک حسرتِ وصل آپکے دل سے نہین نکلی

مرے بالین پر اُن سا سنگ دل بیدرد چیخ اٹھا
عجب حسرت بھری اک آہ وقتِ واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دل کو کر دیا چھلنی
انی برچھی کی نکلی جب ترے منھ سے نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتون کا وصل مین آکر
بڑی کٹر بڑی ظالم تری چینِ جبین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا
اُدھر منھ سے نہین نکلی اِدھر جانِ حزین نکلی

الٰہی کس شہیدِ ناز نے سر اپنا کٹوایا
کہ ننگے پاؤن فردوسِ بریں سے حور عین نکلی

سوالِ وصل پر انکار مین بھی وہ لجاتے ہین
جو نکلی بھی تو چھپکر ہان کی پردے مین نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سے قاتل نے کیا زخمی
کہ منھ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تنِ بیجان کو زیرِ خاک کیا دھر دھر کے پیسا ہے
ستم کرنے مین اُستاد آسمان کی بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ اُن کا میری تربت پر بھی آنے مین
بڑی پابند اپنی وضع کی چینِ جبین نکلی

نکلی دل سے باہر وصل مین بھی وادیِ عصمت
تری حسرت تو تجھ سے بھی سوا پردہ نشین نکلی

جنون ابتک سنا تھا ساتھ چولی اور دامن کا
گریبان کو نکلتے دیکھ کر کیون آستین نکلی

غش آیا وصل مین مجکو تو بولی ناز کی اُسکی
کہ لو مجھ سے بھی ان کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر ابھرا جو وہ جوبن ملا دل کا پتا مجکو
یہی دونون اُچکے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کے آنے کی
کہ جان ابھی سے ہے مشتاق جا کے آنے کی

نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے
نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی

شگاف سینے مین ہین پھر ہے کیون تڑپ دل
دریچیان تو کھلی ہین ہوا کے آنے کی

وہ بار بار تکا ہین ادھر جو کر تے ہین
دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کے آنے کی

شب وصال مین اُس شوخ کو پلا کے شراب
مین راہین روک رہا ہون حیا کے آنے کی

ہزار برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن
ادا نہ آئی تری مسکرا کے آنے کی

یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی
ادا نکالی ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

نہ چوک وقت کو پاکر کہ ہے یہ وہ معشوق
کبھی امید نہین جس سے جا کے آنے کی

کھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کی وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے

تمھین حور اے شیخ جی سوجھتی ہے
مجھے رشک حور اک پری سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیے
خرابات مین دور کی سوجھتی ہے

جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح
محبت مین اچھی بُری سوجھتی ہے

یہان تو مری جان پر بن رہی ہے
تمھین جان من دل لگی سوجھتی ہے

جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ
تو کہتے ہین تمکو یہی سوجھتی ہے

کہا مین نے پاس آؤ تو ہنس کے بولے
اجی آج تو دُور کی سوجھتی ہے

دم نزع بھی تکتی ہین اُسکو آنکھین
جو کچھ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے

یہان تو ہے آنکھون مین اندھیر دنیا
وہان اُن کو سرمہ مسی سوجھتی ہے

شب وصل آخر ہے ایدل لپٹ جا
تجھے اب خوشی نا خوشی سوجھتی ہے

جو کی مین نے حوبن کی تعریف بولے
تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی
کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

پڑا ہے یہان دیدۂ دل کا رونا
تمھین آنسو آرسی سوجھتی ہے

گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصل گلگین
تو متوالون کو میکشی سوجھتی ہے

یہان دل ہے صد چاک پڑتی ہین چونین
تمھین کنگھی چوٹی اجی سوجھتی ہے

کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹنا
نہ بگڑی نہ دل کو بنی سوجھتی ہے

بڑا درخت رز کو کہے کیون نہ واعظ
بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شب وصل کیسی
کہین ایسے مین نازکی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون مین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

بالخیر

وہ مست ہون کہ ساغرِ مے جب مین پا گیا
اکبار یا غفور کہا اور چڑھا گیا

بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
کہ مُنہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وقتِ آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا
شرمِ عصیان رہگیا ہے ایک تیرا آسرا

سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دُور کا
پردے مین دخترِ رز کے ہے جلوہ حضور کا

آنکھین ملائین آپ تو کچھ دردِ دل کہون
پہرون مزاج ہی نہین ملتا حضور کا

نہ پوچھا اے محتسب غرّا کے تو نے کیا ہوگا
بجاے بادہ شیشون مین لہو تیرا بھرا ہوگا

محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے
اے شورِ حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا

تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا
تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا

مسجود دہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا
شاید کہ رہگیا ہو بندہ کوئی خدا کا

مُنہ پھیر کر چلی تھی خفا ہو کے تیغ یار
بارے جھپٹ کے مین گلے سے لگا لیا

اُلگ کے چھاتی سے دو ستا تھا کلیجا شاد تھا
کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا

تو مانا نہین ہون مین تمہارے قتل کے قابل
مگر للہ بھی اک کام کرو گے تو کیا ہوگا

ہے تشنگی وہی غمِ اُلفت کی آج تک
سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا

قاصد کو بھیجنے سے اُسکی گلی مین حاصل
کیون خون سر پہ لون مین اک بندۂ خدا کیا

خالی نہ اپنی بزم رہی دورِ جام سے
رکھا جو اُس نے ہاتھ سے ہم نے اُٹھا لیا

خواب مین اک دم خیال اُس کا ہوا تھا لب بلب
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا

فلک ہم تو تیرا ابھی شکوہ نہ کرتے
اگر تجھکو ڈھب ہی نہ آیا جفا کا

آتے ہی دمِ نزع مرے پاس وہ بولے
ہم جاتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا

رہ رہ کے اِک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہے
شاید ابھی ہے باقی ٹکڑا کوئی جگر کا

دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
درد پہلو ہائے تو کیا ہو گیا

کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اب آیا

صفِ محشر مین تیرے کشتون نے
کچھ سمجھکر مجھے امام کیا

نہ پھرا نامہ بر وہان سے اُمید
زندگی نے مجھے جواب دیا

ردا نی سے چلتا نہین حلق پر
تری خنجر بھی چلنے لگا

وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گزری
ایک کروٹ دلِ بیتاب نے سونے نہ دیا

تیرے ابرو کی یاد مین اے بُت
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا

انصافِ جورِ یار خدا سے طلب کیا
تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا

مرا دل دیکھکر بولی خرابی
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا

وائے قسمت پاؤن اپنے رہگئے تھک کر امیر
وادیِ مقصود جب دو چار منزل رہگیا

ہم جو رخصت ہوئے اُس بت سے تو ہنگامِ وداع
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا

خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
احسان ہے یہ مجھپر مری بے بال و پری کا

نہ ملا تھا جوابِ نامہ اگر
آکے قاصد جواب ہی دیتا

اِس قدر ہے دراز ہجر کی رات
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا

تم تو دوزخ مین نہ جاؤگے ہمارے بدلے
زاہد و ہم جو گنہگار ہین پھر تمکو کیا

واعظو وعظ کی مجلس مین تو تھا مین بیٹھا
کچھ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سنتا

خنجر نے ترے دیا نہ پانی
ترسا ترسا کے مار ڈالا

کیون نہ کٹتی زبان تری اے شمع
سوز دل کیون زبان پر آیا

ایدل تو اور چارہ عاشق ہو نجکو کیا
مین نے ترے بھلے کو کہا کیا برا کیا

مری صورت جو بدلی فرط غم سے
تو وہ بولے کہ اچھا روپ بدلا

کمی گر تراشیر کر جائے گا
تڑپ کر یہ نخچیر مر جائے گا

سوا اسکے کہ کچھ دل کے تڑپنے مین مزا پایا
مرے پہلو مین رہکر تو نے اے درد اور کیا پایا

وہ ہولے بزم مین اغیار سے الگ رہنا
کہین امیر نہ بیٹھا ہو یان فقیر بنا

کھیل تھا عمر بھر جو دیکھا تھا
زندگی کیا تھی اک تماشا تھا

کہتا ہے عشق دیکھ کے میرا چراغ داغ
روشن ہے اس سے نام مرے خاندان کا

زور جنون سے ضعف مین ارمان نکل گیا
اٹھانا ہاتھ بھی کہ گریبان نکل گیا

نہ چوکا مرا بخت خفتہ امیر
پھنکا صور محشر زمانہ ہوا

اللہ رے ترے وصل کی حسرت کہ جان مین
دل کھولکے حورون سے بھی لپٹا نہین جاتا

لیکشون کا نامۂ اعمال سارا دھو گیا
جو ہوا ابر رحمت ہو گیا

بادہ اطہر جسے سمجھے ہوے ہو زاہدو
دخت رز بھی تو اسیکا نام ہے اک پیار کا

بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا
میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مر گیا

نزع مین ہون مین کہان سے اب آرام کرین
دیکھنا تھا مجھے سو ایک نظر دیکھ لیا

دل مرا ایک قطرۂ خون تھا
نوش جان اسکو تیر غم نے کیا

ایدل بلائے جادہ کبھی آہی جائے گا
وہ چار بار کہنے مین سنتا ہی جائے گا

اے جذب شوق دید کشش مین کمی نکر
جلوہ کسی طرح سے وہ دکھلا ہی جائیگا

بیقراری ایک سی دونون طرف مقتل مین تھی
ہم اِدھر تڑپا کیے وہ تل اُدھر تڑپا کیا

ٹالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنے لگے
مر گیا غش کر گیا دیکھو تو چپ کیون ہو گیا

قتل کا مژدہ ہی میرا کام آخر کر گیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مر گیا

اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
اے عزیز دملک الموت نے گھر دیکھ لیا

وہ سُرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین
کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سُلا رکھا

ناقوس لیکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
فریاد ان بتون کی کرو گے خدا سے کیا

پیئے گا تو بھی تو زاہد وہی جنان مین شراب
جو میکشون نے یہان پی تو کیا گناہ کیا

فرشتے آکے جہان مین گنا ہگار ہوئے
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا

امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

دل خون ہو کے میرا کب چھوٹتا ہی اُس سے
جس گل کے ہاتھ آکر رنگ حنا نہ چھوٹا

خزان نزدیک ہو اب اور رنگ ہی باغبان ہو گا
نہ مین اِس باغ مین ہونگا نہ میرا آشیان ہو گا

قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
زخم کھاتے کھاتے تو جی بھر گیا

کس کس نے ہمکو روکا اُس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

شب وعدہ جھپکی آنکھ تک آرام کب آیا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا

عاشق ہوئے مگر کچھ اچھا برا نہ جانا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا

خط اُسنے بے پڑھے قاصد سُنائین سکڑون باتین
جو پڑھ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا

دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا

کب انا الحق جرم تھا منصور کا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا

پیکان سے ترے دلکو مرے ہے یہ علاقہ
جب تیر کھچا ساتھ کلیجا نکل آیا

مردے کا زندہ کرنا کیسا تم آپ مرتے
مرنے کا کچھ مسیحا تم نے مزا نچانا

الجھن ہے کب سے مجکو کل بھی چکے کہین
کمبخت دم تو جان کا جنجال ہو گیا

ناقے کے پاؤن تھک گئے قسمت یہ قیس کی
جب تھوڑی دور نجد کا میدان رہ گیا

دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو
اُسوقت رنگ دیکھو اس بوند بھر لہو کا

مست ہین حلقہ کیے ایک سا ہے سب پہ کرم
دورِ ساغر مین سبو ہے پیرِ مغان بن بیٹھا

مہمانِ امیر تم ہو ورنہ
وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا

اوڑھی جو تھی دوشالی چلتا نہ تھا ابھر کر
جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا

کہتے تھے دل کسی سے لگاؤ نہ اے امیر
دیکھو تو چار روز مین کیا حال ہو گیا

مجکو دیکھا تو آئینے نے کہا
ہائے کیا حال ہو گیا تیرا

سُنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بُت آیا تھا
نماز ہو نہ سکی اس قدر ہجوم ہوا

قتل سے ہم رہے محروم گری ہاتھ سے تیغ
ہائے اس آنکھ سے جلاد کو کیون دیکھا تھا

اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین
کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا

ق

تو مجھسے نہ مل غیر سے ملنے مین ہے کیا حرج
تو مجھسے نہ مل غیر سے ملنے مین ہے کیا حرج
ڈھب تیرے جلانے کا یہ اے یار کرونگا
ڈھب تیرے جلانے کا یہ اے یار کرونگا

تصویر تری لاکے مین اب سامنے تیرے
چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرونگا

نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے
کہ ہے ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا

بولے وہ گلی مین اپنی مجھ سے
اوخانہ خراب اپنے گھر جا

ملک دیتا تھا فلک جاگیر مین ہم نے مگر
مختصر سا ایک تختہ بہرِ مدفن لے لیا

رُخ جو قاتل اِدھر نہین کرتا
ہائے دل بھی جگر نہین کرتا

ذکرِ شبِ فراق مین کہتا ہے دل مرا
لو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا

اُس بُتِ تند خو کو رام کیا
آخر مین اے امیر کام کیا

سوال خون کا اپنے کرین گے تجھ سے ہم
جواب غمزۂ حاضر جواب کیا دیگا

اظہار حال حشر کے دن کچھ نہو سکا
قصہ مرا طویل زمانہ قلیل تھا

بہت غم نہ کھا عشق کا اے امیر
تجھے کوئی آزار ہو جائے گا

تیری لکنت پر فدا سو جان سے دل ہو گیا
تو نے آدھی بات کی ہین نیم بسمل ہو گیا

وہ آئے کھینچکے تلوار سب کو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

کھل گیا زاہد کہ ستون پر خدا کا رحم ہے
ابر جب قبلے سے اٹھا میکدے پر چھا گیا

غم اُس کا حسرتون سے پوچھتا ہے میری سینے مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

وفا تو یار نہین چاہتا ہون مین تجھ سے
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

مجھسے ہو سکتا کہ دیتا بازوِ قاتل کو رنج
دان ہوئی ابرو کو جنبش یان بدن پر سر نہ تھا

یار آیا ہے مرے مُردے پر
ہاے اس وقت مین زندہ نہ ہوا

ڈوب کر خوب خون چکان نکلا
تیر دل کا مرا جدان نکلا

کل ذرا چپ مرے پاس آکے جو بیٹھا ناصح
مین یہ سمجھا کہین کمبخت اُسے دیکھ آیا

مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کے بہ گیا دل
صدقے کیا تھا صاحب تم سے عزیز کرتا

حضرت عیسیٰ ابھی کیا دیکھتے ہو میری نبض
پہلے اُسکو دیکھ آؤ پھر مجھے تم دیکھنا

کچھ آج نہین رنگ پریشردہ دلی کا
مدت سے یہی حال ہے یارو مرے جی کا

سمجھا رہے اگر اُسکو لحاظ اتنا بھی نور کھنا
ایسا ہے مشاطہ آئینہ نہ اُسکے روبرو رکھنا

دلبری سے کام ہے ہمکو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سے مطلب اُسکی عیّاری سے کیا

شمع کی طرح جلا بھی مین پھنکا بھی لیکن
عمر بھر رشتۂ اُلفت مری گردن مین رہا

بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی
درد دل نے جو مدد کی تو مین بستر سے اُٹھا

مین دل لگا کے تو سنتا ہون کیا کرون ناصح
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانا گر پڑا
ڈھونڈھنے آنکھون سے جو سارا زمانہ گر پڑا

ضعف دل نے اثر یہ دکھلایا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین
اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد
نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزار دن اُس سے سوا بے نشان ہین لیکن
نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون اُس لیلیٰ کے دیوانے تھے تو انہین عشق نے
ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بیمار جن ہو کر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مر گئے تو واہ ری بدنامیو نکا پاس
مٹوا دیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئنے مین کہا
یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

باندھ رکھی ہے اُس نے خنجر پر
ہاے اِس وقت مجھ مین دم نہ ہوا

دل مین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا
ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا زیبا وہی ہے اُس کو
سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سُنکے رات کو میری صدا امیر
پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اِس فقیر کا

یون ترے در پہ کیون پڑے رہتے
ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

تو ہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا
کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تپِ غم ہوئی تو بھی معشوق ہمکو
تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روزِ محشر سے ڈرایا ایکدن مین نے انہین
ہنسکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہے اپنی چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید
کہ مری آنکھ سے کل شب لہو پھر آیا

پہلے تو کوے یار مین تنہا امیر تھا
نکلا جو گھر سے یار تو جمِ غفیر تھا

بتکدے مین ہین اب صنم خوشباش
گھر تو اُن کا خدا کی نذر ہوا

چھو گئی بُو جہان محبت کی
رنگ پھر ڈر سے مُنہ نہین چڑھتا

قتل موذی کا تو شرعاً ہے درست
ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف و رخ دونون نے مجھپر ستم ایجاد کیا
اِسنے حیران کیا اُس نے پریشان کیا

کھٹکتے ہین جو رہ رہ کر ترے تلوون مین اے رہرو
عوض لیتے ہین کانٹے تجھسے اپنی پائمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لے کے یار آیا
لپٹ گیا مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے مین نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانہ دلکو امیر
ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھدیا

یارب شب فرقت بھی ہوئی ہے کہین آخر
اس شام نے بھی منہ کبھی دیکھا ہے سحر کا

بازو پہ رکھ کے سر جو وہ کل ساتھ سو گیا
آرام یہ ملا کہ مرا ہاتھ سو گیا

گل خود تھے بے ثبات گلستان دھر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

ضبط کرتے ہی اثر نالون کا ظاہر ہو گیا
بول اُٹھے گھبرا کے ہے ہے تو وہ آخر ہو گیا

تم جو پہلو سے اُٹھے دل سے نہ صدمہ اُٹھا
درد پہلو مین یہ اُٹھا کہ مین چلا اُٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھ سے کبھی
دامن سے ہاتھ اُٹھا تو گریبان مین جا پڑا

گلگشت کی نہ دے مجھے تکلیف ہمصفیر
کیا دل گرفتگی مین مزہ سیر باغ کا

تھمے اشک حسرت جہان نجر مین
وہین خشک میرا لہو ہو گیا

نہین تو نے دیکھا ہے اُس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمین مضمون تھا جو اُس شوخ کے ظاہر نہ ہوا
رہگئی مجکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہ ہوا

کچھ اس ادا سے مارا مجھ کشتۂ ادا کو
مقتل مین ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا امیر
کوہکن کو ھکنی کیا کرتا

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی مین باتین سُنتا
پر ترا ذکر تھا اے یار مین کچھ کہہ نہ سکا

بڑھا مست شراب شوق ہو کر وصل مین جب مین
تو وہ بولے پیے ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مر کے اس سوخ سے وصال رہا
کرتے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن

ایسے کا کیا کرے کوئی دربار اے امیر
دوون جہان سلام کیا وہ بگڑ گیا

چلے جو آگے بتاتے تری گلی کی راہ
میں آج خضرؑ سے بھی سخت بدگمان ہوا

زیرِ شمشیر بھی نظارۂ قاتل نہ ہوا
خوب لے حسرتِ دیدار مرا ساتھ دیا

کھینچتا ہوں میں تصور میں اگر ہاتھ انکا
کھنچکے کہتے ہیں کہ ہے ہے مرا پہنچا ٹوٹا

امتحان گاہِ محبت میں تھے سب ثابت قدم
دو قدم جو بڑھ گیا میدان اُسکے ہاتھ تھا

ذرا چشمِ ترکو اشارہ کیا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا

شکوہ زبان پہ آ نہ سکا رنجِ ہجر کا
اک بوسہ دیکے اُسنے مرے مُنہ کو سی دیا

جنت کا نہ میں خواہاں حور و کاشانہ میں طالب
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا

پٹ پڑی وجھل سے قیامت ہے اشارے کرنا
قہر ہے بیٹھ کے کھڑکی سے نظارے کرنا

سمجھے کہ عرضِ حال کرے گا ضرور امیر
دربار اُسکے آتے ہی برخاست کر دیا

ازل کے دن کوئی نادان تھا نہ دانا تھا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تھا

باغبان کہتا ہے سُن سُنکر فغانِ عندلیب
پھونکدے اے آتشِ گل آشیانِ عندلیب

باغبان بیداد گر گل بیوفا گلچین رقیب
یارب اپنا دردِ دل کسکو سنائے عندلیب

بند تھی اُس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
پھر گئی منقار تک آکر صدائے عندلیب

گلوں سے لگی سارے گلشن میں آگ
الٰہی کہاں جائے بلبلِ غریب

میرے حق میں ہر طرح ہے یار کی چتون غضب
قہر کی چتون ہے آفت پیار کی چتون غضب

دیکھ سکتا ہوں نہ میں انکو نہ وہ مجکو امیر
گھر کے اندر میں وہ بیتاب میں باہر بیتاب

شمع پر گزری ہے جو شب تا سحر
مختصر سی ہے ہماری سرگزشت

دم بھر ٹھہر میں ہاتھوں سے دل کو سنبھال لوں
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نہ کھینچ

ہنسکے رونے پر مرے کیا کیا مجکو خجل
بہہ گیا میں پانی پانی ہوکے آنسو کی طرح

اب یہ عالم ضعف کا ہے میں جو رونا ہوں امیر
ساتھ ہر آنسو کے گر پڑتا ہوں آنسو کی طرح

لیل و نہارِ وصل دکھاتا ہے تو دکھائے
کیسی یہ آسمان نے رکھائی ہے شام صبح

ہماری راے مین بہتر ہے میکشی کو صباح
اب آگے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح

دعویٰ ہے گو کہ بیگنہی کا امیر کو
بیٹھا ہے تیرے آگے گنہگار کی طرح

نہین ہین پتلیان آنکھون مین اُسکی
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند

بوسہ اُس لب کا ملا پائی مراد
مُنہ کی مانگی آج ہاتھ آئی مراد

کہتے ہین کُشتہ رفتار سے وہ ٹھکرا کر
کھولدے آنکھ اگر ہے مری رفتار پسند

تجکو بھیجا تھا کس لیے قاصد
بات کا تو جواب دے قاصد

کرتے ہین ڈرتے ڈرتے اُدھر اک نگاہ شوق
جب خوب دیکھ لیتے ہین پہلے اِدھر اُدھر

کچھ ایسی بے خبری چھا گئی ہے اُلفت مین
نہ دل کو میری خبر ہے نہ مجکو دل کی خبر

ہین قریب صحن گلشن ہم اسیرون کے قفس
دیکھ لیتے ہین کبھی پھولون کا جوبن جھانک کر

آئے بہت جو یاد پس مرگ میرے داغ
دو پھول اُٹھا کے پھینکدیے میری گور پر

آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
تکیون سے شب مین رویا کیسا لپٹ لپٹ کر

آنکھین تو میری ملتے ہوا یجان پاؤن سے
نرگس کو احتیاط سے رکھتے ہو طاق پر

اس طرف ہم اُسطرف دل بیچ مین ہی چشم تر
ہم سمندر کے اِدھر ہین دل سمندر کے اُدھر

سمجھے جو اُسکو سایۂ دیوار یار ہم
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبےٰ مین بیٹھ کر

نا توانی نے زور کام کیا
چڑھ گئے یار کی بگا ہون پر

مین وہ گل ہون اِس چمن مین باغبان
پھینکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر

مشکل سے ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہونمین
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر

عقل کہتی ہے کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
شوق کہتا ہے ابھی سے وصل کا پیغام کر

قتل کر پر اک ذرا اے تیغ یار
آشنا ناآشنا پہچان کر

دھوم کرنا ہے جو اے وحشت تو خاطر خواہ کر
شہر گردی کب تلک صحرا سے بھی کچھ راہ کر

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہے گریز
جی مین ہے آج سے عاشق ہون شب فرقت پر

ذرا نظارۂ گل بلبلِ بے بال و پر کرے
بٹھادے ایکدم صیاد اسے دیوارِ گلشن پر

گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجھسا سمجھ لیا
باہر تو گھر سے آ کبھی تلوار کھینچکر

نرغہ ہے حسرتون کا دلِ داغ داغ پر
گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر

گرتی نہین ہے اوس یہ آنسو ہین اے فلک
رونی ہے رات بھی مرے بختِ سیاہ پر

جانے دے اُس بُت کو ضبطِ نالہ و فریاد کر
اتنی بے صبری نکر اے دل خدا کو یاد کر

بھیڑ مین پڑجاے نا آنکھ اُس رُخِ پُر نور پر
چڑھکے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہِ طور پر

تو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ بڑھ
اے نالہ آگے جائے ادب ہے خدا سے ڈر

مسافر سے جھگڑتے ہین فرشتون سے خدا سمجھے
گھڑی بھر چپ پڑا رہنے نہین دیتے ہین منزل پر

جان اگر دیتی نہین ہے ساقیِ گلفام پر
کیون لہو روتی ہے مُنہ رکھکر صراحی جام پر

صیاد یہ ستم تو برائے خدا نہ کر
بے بال و پر ہون مین ابھی مجکو رہا نہ کر

کوئی جوبن پر ہے عاشق کوئی اسکی گات پر
کچھ نہین کھلتا کہ ہم دیوانے ہین کس بات پر

پسِ مردن یہ بخشا ہمکو رتبہ بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

اے یار بات بات پہ ہوتا ہے اب بگاڑ
غصہ ہے قہر غمزہ ہے آفت غضب بگاڑ

کیون نہ ہو دریا کے پانی مین یہ توڑ
ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو پچھوڑ

فصلِ گل آگئی شاید کہ صبا گلشن سے
برگِ گل لیکے چلے مرغ گرفتار کے پاس

نکلے اب کوئی تو راہِ پروردش
بندہ پرور اک نگاہِ پروردش

اب نہین دو شعر بھی یاد اے امیر
تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ

دیکھکر گستاخیِ پروانہ شرماتی ہے شمع
تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہے شمع

مجلس مین بیان سوزِ دل کا
جلجاے تری زبان اے شمع

مداواے وحشتِ دل دونون ہم یکرنگ ہو جائین
پھٹے جیبِ گریبان چاک پہنچے انکے دامن تک

ایک قطرہ خون ہے دل پر وہ قطرہ ہے امیر
غوطے کھاتے پھرتے ہین جسمین دو عالم آخبک

اے غم تری اب خوشی کہان تک
کمبخت لہو تو ہو گیا دل

دیکھ کر تیغ مجھے غش نہین آیا قاتل
سجدہ شکر کہ سر مین نے جھکایا قاتل

سارا ہے چمن مکانِ بلبل
ہر شاخ ہے آشیانِ بلبل

قفس مین آج بہت بیحواس ہے بلبل
گلون کی خیر ہو یارب اداس ہے بلبل

اُستخوان پہلو کے میرے سونگھ کر بولا ہما
کسطرح کھاد انہین آتی ہے اپنے بوئے دل

روتے ہین صیاد و گلچین ہے خزان سارا چمن
اِکطرف ہے ہائے بلبل اکطرف ہے ہائے گل

بگڑا ہوا گلون کو جپاتا ہے رنگِ دل
غنچے کی طرح باغ مین ہوتا ہے تنگ دل

محفوظ کوئی سختیِ ایام سے نہین
عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل

جلد کیسے گزر گئی شبِ وصل
اِدھر آئی اُدھر گئی شبِ وصل

مستی مین بہک کے کعبے پہونچے
جانا تھا کدھر کدھر گئے ہم

یہان خمارِ محبت وہان ہے نشۂ حسن
نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم

چھپ گئے پہلے تو مجھکو دیکھکر
پھر کہا لوگون سے شرماتے ہین ہم

ہے یہ کس چشمِ سیہ کا دَور دَور
سُرمے کی صورت پسے جاتے ہین ہم

پہنچے سب منزل پہ جتنے تھے ہمارے ہمنفس
المدد اے تیز رفتاری رہے جاتے ہین ہم

تردستی مژگانِ ستم کیش تو دیکھو
ہر ہاتھ مین سو وار ہین ہر وار مین سو زخم

راتدن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا
ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہے کاموں کا ہجوم

بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین
نہ تار میرے گریبان مین ہے نہ دامن مین

تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی
اچھے اچھے جوان دیکھے ہین

مرکے بھی یار کا دم بھرتے ہین
زندۂ عشق کہین مرتے ہین

جانمن وہ دلکے لینے کی راہین اور ہین
جنکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نگاہین اور ہین

کیا ہی مین نے جب اظہارِ شوقِ گل سیری مین
مرے صیاد نے میرے پر و بنکے بھول کتری مین

دلِ ویران مرا آباد رہے
ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

استخوانِ مگسِ جان پہ تفاخر نہ چاہیئے
ایدل یہ جنس کونسی بازار مین نہین

ہمین لے گئی بیخودی دُور امیر
خدا ہی ملاے تو اب ہم ملین

سگ وہمانے کیا ہے کرم تو عذر ہی کیا
جلی بھنی ہوئی ہین ہڈیان سو حاضر ہین

خدا دراز کرے عمرِ برق اے گلچین
چراغ آکے جلاتی ہے آشیانون مین

شیخ جی مر گئے ہین اُن کے مرید
حبسِ دم کا گمان کرتے ہین

اولِ عشق مین بس رونے لگے تم تو امیر
نہ ابھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین

مفر نہین ہے لحد مین بھی وحشت دے سے
ہم اب یہان سے الٰہی کہان نکل جائین

تجھے کیا ہم جو وصفِ ساقی گلفام کرتے ہین
تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین

وصل کو اُن سے جو کہیے تو کرین وعدہ حشر
کیجیئے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین

پاسِ اخفاے محبت ہے یہانتک کہ امیر
دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین

ہزار طرح کے ہوتے ہین وہم ہمکو امیر
کسی کی آنکھ جہان ہم پُرآب دیکھتے ہین

یار کے اُٹھتے ہی برہم ہوگیا سامانِ عیش
مے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین

امیر دیر و حرم سے الگ جو جاتے ہین
وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناتے ہین

وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے
جفا کا وعدہ تو اب تک وفا ہوا ہی نہین

بلبلِ آوازِ اسیرانِ قفس کو نہ سُنا
صحبتین اگلی چمن کی انہین یاد آتی ہین

عجب دریاے حیرت مین پڑا ہون
مین کس نا آشنا کا آشنا ہون

ہوکے خوش نالۂ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین
وہ تری پیار کی باتین مجھے یاد آتی ہین

نہین پروا کسیکو کاروان مین
الٰہی کیا مین فریادِ درا ہون

اُس کوچے مین جب ٹھوکرین کھاتا مین گیا ہون
لغزش سے گرا ہون طپشِ دل سے اُٹھا ہون

زاہد و غافل نہین اُس سے صنم
بنگئے ہین بُت خدا کی یاد مین

سُنتی نہین ہائے عمرِ رفتہ
اِک عمر سے ہم پکارتے ہین

راحت کو ڈھونڈھتا ہے عبث تو جہان مین
اِس کارزین مین ہے نہ پتا آسمان مین

دینی نہ تھی کسیکو جو اے آفریدگار
پیدا ہی کیون کیا تھا خوشی کو جہان مین

مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہبر سے کہا
یہی جواب ہے اِسکا کہ کچھ جواب نہین

کبھی ہم تک نہین آتین جو دل کا حال دکھلائین
وہ نظرین سیر کرتی پھرتی ہین مژگانکے سائے مین

پھولون سے کہہ صبا یہ خوشی کی جگہ نہین
رونے کا ہے مقام ہنسی کی جگہ نہین

اُس خرابے مین ہم پڑے ہین امیر
کہ جہان خاک بھی نہین کوسون

اے صبا جاکے اسیرانِ قفس سے کہدے
موسمِ گل ہے اب آکر چمن آباد کرین

اتنی فرصت ہمین دے اے کششِ دستِ جنون
تھم کے دو چار گھڑی خاطرِ صیاد کرین

نامہربان ہے یار تو اُس کا نہین قصور
یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین

ہجر مین اظہارِ تنہائی کا کرتا ہون جو مین
حسرتِ دیدار کہتی ہے کہ مین تو ساتھ ہون

ادبِ عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری
خواب مین بھی مین اُسے پیار کرون یا نکرون

تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہے
اک تان تم اُڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین

صورت کو اُسکی دیکھ کے سمجھے ہو تم غریب
تم سے کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین

فریاد سن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری وہان سُنے گا کون

اپنے گھر بیٹھے وہ آرام سے کرتے ہین بسر
دیکھ کر حال مرا ضبط کرین تو جانون

غم نہ اُسکا جاے دل سے خوش ہون مین
دل کے جانے کا مجھے کچھ غم نہین

کوٹھے سے وہ اُتر کر پہنچے بھی اپنے گھر مین
آنکھین ہماری اب تک چھتسے لگی ہوئی ہین

نگاہین حیا سے کہان پھر چلین
اِدھر دیکھیے پتلیان پھر چلین

گھر مین اللہ کے واعظ ہین تو یہ کچھ ہے کلام
میکدے مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین

پڑ گیا پھول کوئی آتشِ گل کا شاید
آشیانے جو عنادل کے پڑے پھنکتے ہین

گھات مین محتسب کو رہنے دو
مست بھی ہوشیار رہتے ہین

نہ عارض نہ زلف دونا دیکھتے ہین
خدا جانے ہم تجھ مین کیا دیکھتے ہین

کیا پھر تو نے اُسکا نام لے دل
ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون

کسیکا دل ہے مکدر ضرور مجھسے امیر
کہ اک غبار سا رہتا ہے میری آنکھو مین

اے صنم اب ترا خدا حافظ
ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین

امیر مرنے کو آسان نہ ہجر یار مین جان
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین جان

تو ادب سے جسے کہتا ہے صمد اے زاہد
اُسیکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین

آتے ہین جانب زندان جو وہ مر لیتے ہین
اچھی آپ نے اسیرون کی خبر لیتے ہین

لگا کر تجھ سے دل حاصل ہوا یہ اے وفا دشمن
زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن

اشک سے جب دیکھیے معمور ہین
دونون آنکھین ہین کہ دو ناسور ہین

مانگتا ہون خدا سے روز شراب
مین بھی کیا رند پاک طینت ہون

کنائے جانتے ہین آپکی گھاتین سمجھتے ہین
زمانہ ہم نے دیکھا ہے یہ سب باتین سمجھتے ہین

لذت جو خامشی مین ہے کیونکر عیان کرون
قابل بیان کے جو نہو کیا بیان کرون

برچھیان جب اُدھر سے چلتی ہین
دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین

یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفیرو
چھُریان لگی ہوئی ہین چارون طرف قفس مین

کرتے ہین بندگی پیر مغان
مغبچے کیا جوان صالح ہین

وہ بُت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

ایک بھی مانتا نہین وہ بُت
ہم خوشامد ہزار کرتے ہین

نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون
کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین

کوئی مجکو لیے جاتا ہے کہین
نہین معلوم کہان جاتا ہون

راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین
جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

ڈوبنے لگتا جو میں دریا میں ہوں وہ ناتوان
چھوٹی چھوٹی کشتیاں لے لیکے موجیں دوڑتیں

جب میں کہتا ہوں کہ ساحل تک مجھے پہنچا دو کون
خضر کہتے ہیں کہ اس دریا کا ساحل ہی نہیں

ہم کو فردا سے حشر کا کیا غم
کہ شبِ ہجر کی سحر ہی نہیں

پکاروں کسے کاروان میں امیر
جرس بھی تو آواز دیتا نہیں

ہو کوئی گاہک تو سودے کا امیر
کون سے بازار میں سودا نہیں

ہنس تو پڑتے ہیں مرے رونے پر
شکر ہے گریہ بے اثر تو نہیں

ایسی راحت ملی قناعت میں
سو گئے پاؤں کنجِ عزلت میں

میں کہتا نہیں منہ سے کچھ مر رہا ہوں
غمِ عشق تیری خوشی کر رہا ہوں

مزہ ملا مجھے یہ دل کی بیقراری میں
کہ بھر رہا ہوں نمک اپنے زخم کاری میں

کرتے ہیں جو لوگ ذکر اُن کا
ایک ایک کا منہ میں دیکھتا ہوں

دم لے نہ ابھی پوچھ مرے درد کو ہمدم
رونے سے جو دل ٹھہرے تو کچھ بات کرو میں

اِن حسینوں کی ہے عجب سرکار
پاؤں چھونے پہ ہاتھ کٹتے ہیں

کریں نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لیں
کمر سے کھینچکے شمشیرِ امتحان تو لیں

نفرت ہے روک ٹوک سے اپنی سرشت میں
رضوان کو دیکھکر نہ گئے ہم بہشت میں

پاؤں اُس کے نہیں دباتے ہیں
اُس پہ اپنا دباؤ ڈالتے ہیں

اس سے رشک اُس سے ضرر دونوں خدا کی ٹیک ہیں
رہنما رہزن تمہاری راہ میں سب ایک ہیں

مرے گھر خواب میں آئے تھے اِک دن
اِدھر منہ کر کے اب سوتے نہیں ہیں

لیا ہے غیر نے بوسہ اُسی کو گالی دو
خفا ہو مجھ سے نہ لینے میں ہیں نہ دینے میں

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کہدے کوئی کہ ہم بھی چمن میں ہیں

میں خدا کے سامنے کہدوں گا زاہد تُو تو کیا
یار سا بُت دوسرا ساری خدائی میں نہیں

رات دن غم پہ غم گزرتے ہیں
ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہیں

میکدے مین کہین پڑے ہونگے
شبِ جمعہ ہے آج امیر کہان

صیّاد سے چھری کے تلے عندلیب نے
حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہون مین

عاشق ڈرائین گے اُسے کہکر یہ حشر مین
کیون اے صنم خدا سے ترا اب گلہ کرین

محتسب جامِ مے تو ٹوٹے ہین
میکشون کے نصیب پھوٹے ہین

ہمارے سامنے بڑھ بڑھ کے بولتا ہے بہت
ملے وہ اب کے تو ناصح کو سامنے کردین

دیکھنا لغزشِ نہ کھانا واعظو
پی کے ہم آئے ہین بزمِ وعظ مین

امیر وادیِ غربت مین تا کجا گردش
بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین

لین بلائین جو وصل مین تو کہا
بس انہین باتون سے مین چڑھتا ہون

اے چرخ یہ اپنے حوصلے ہین
اک دل ہے ہزار آبلے ہین

تڑپا مین بہت تو ضعف بولا
اللہ اب تک یہ حوصلے ہین

کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتو نہ کہو
میرے تابوت سے دو چار قدم دور رہین

عکس اپنا آئینے مین دیکھکر کہتا ہے یار
دیکھنے والون سے خلوت مین بھی چھنکا نہین

کسکے غم مین اجل آئی کہ مرے ماتم مین
بال کھولے ہوئے فردوس سے حورین آئین

بحثِ تنگی مین دہن کی کیون ہی کچھ حاصل نہین
کسکے منہ لگتے ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین

دعائین مین نے انکو دین تو بولے
ابھی یہ گالیان کسپر پڑین تھین

کیا تڑپ کر بوٹ کرا دقات کاٹی ہجر مین
کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین

آمد ہے فصلِ گل کی جلدی امیر اُدھیڑو
ٹانکے جو چاک دل مین دو چار رہگئے ہین

بے تکلف ہو تو ہم سخن و سخن پرغش ہین
کوئی معشوق ہو یا ختہ پن پر غش ہین

تڑپے کسطرح یاد قاتل مین
جان بھی ہے کہین مرے دل مین

کیونکر تری گلی سے مین قاتل ابھی اُٹھون
مٹی مین مل تو لون مین لہو مین نہا تو لون

محشر مین بھی دیوانونکو پوچھا نہ کسی نے
آگے کی خدا جانے ابھی تک تو بچے ہین

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سے گر دعا مانگون دلِ بے مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہے ہین
ہر شاخِ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہے ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکھیے تو بڑے مہربان ہین

یا وفا و ہو وفا سب زیرِ خنجر ہین وہان
آشنا نا آشنا دونون برابر ہین وہان

دو باتین ہین دن ہور ہین دونون کے مقرر
تم آؤ گے کسدن مجھے بلواؤ گے کسدن

دیکھا ہے کسے راہ مین ہنسکے نہین ہوش
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین گھر بھول گئے ہین

ساقی مین تیری نرگسِ میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجکو سمجھ کر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہے یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوشا بخت اگر قیامت مین
گنا ہگارون مین تیرے شمار ہم بھی ہون

جوشِ جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتھ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف ہوکر جاتے تھے دو ہاتو نمین
ذکرِ خیر آجتک اُن کا ہے خرابا تون مین

ہدفِ تیرِ مژہ کرکے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائے دیکھون

تاب و طاقت تو مری رہگئی کوچے مین ترے
گھر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیونکر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکھا مگر
مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزہ نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکھیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ کچھ جانتے نہین

رکھتے نہ تھے چمن مین جو پاؤن فرشِ گل پر
تیری گلی مین اب وہ کانٹون پہ لوٹتے ہین

ڈھیر ہین سایۂ اشجار مین کچھ مٹی کے
اور کچھ ہمکو خبر گورِ غریبان کی نہین

بیدرد آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہے نہ بازو نہ سر کچھ بھی نہین

وہ مستِ شراب پھر رہے ہین
ہم مفتِ خراب پھر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہے محمل سے تری
ہے یہی مجنون اب اے محمل نشین مجنون کہان

چاشنی عشق کی جسروز سے چکھی ہے امیر
تلخ باتین لب شیرین سے مزا دیتی ہین

اُٹھگئے سب ہمنفس کس کس کا یارب غم کروں
قیس کو روؤں کہ مین فرہاد کا ماتم کروں

شام سے روز سر جو دھنتا ہون
شمع کی سرگزشت سنتا ہون

انسان حسین کیسے پریان یہان کہان ہین
مٹی کی مورتین ہین چینی کی پتلیان ہین

تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون

طرز نالہ وہ بتا دو جو ہو صیاد پسند
اے اسیران قفس تازہ گرفتار ہون مین

عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

باغبان تو ہی کسی شاخ پہ بٹھلا دے مجھے
بے پروبال ہون مین طاقت پرواز نہین

حضور یار مجھے عرض حال کرنا ہے
کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون

کھپ گئین دل مین اگر بلکین نکیلی زاہدا
سیکڑون پڑ جائینگے رخنے تری ایمان مین

ممکن ہے بے زری مین مین صبر ایوب اگرون
وہ بالشین جو یار کرے اسکو کیا کرون

نہ عارض نہ زلف صنم دیکھتے ہین
خدا دیکھتا ہے جو ہم دیکھتے ہین

کون گلگشت کو بازار مین آیا ہے کہ آج
مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدار و نہین

اے عمر رفتہ کہدے یاران رفتہ سے تو
بچھڑے ہوے تمہارے تمکو پکارتے ہین

دیکھا تھا دل نے جب سے تری آن بان کو
ہم میر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو

کھاتے ہو تم نہین مین عاشق صورت تو امیر اپنی دیکھو

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگا کے درد دل کو

کی خط مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام
تذکرہ کرکے زمانے سے پشیمان نکرو

نرگس کی آنکھ سوے زمین بے سبب نہین
ہے خفتگان خاک پہ نشست بہار کو

کنگھی جو کر رہے ہین وہ بالون مین بار بار
رگ رگ سے کھینچتا ہے کوئی میری جان کو

بکنے دو ناصح جو بکتا ہے امیر
تم بھی چپ بیٹھے ہوے باتین سنو

تم دہن کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو
دیکھتے ہین جو انہین اُنکی نظر کو دیکھو

جان سے اپنی تم تو درگذرے
قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو

جگاتا ہون مین کب سے تم ذرا کروٹ نہین لیتے
اُٹھو اے خفتگانِ خاک کیسی نیند سوتے ہو

کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ
اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ

فصلِ گل آنے سے پہلے پھنسگئے ہم دام مین
ہائے کیا کیا دل مین تھی سیرِ چمن کی آرزو

نہ نیستی مین نہ ہستی مین ہے یہ نفس وجود
مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا بھی چکو

عارضی حسن ہے اس سے بہت الفت نکرو
یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نہ کرو

نماز یو مجھے ناحق امام کرتے ہو
نہین مین ہوش مین تم سب لگ لگ پڑھ لو

لکھا ہے خط مین اُسنے یہ مجھ بدنصیب کو
انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہے رقیب کو

کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو
میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو

جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بت
تو ہنسکے کہتا ہے صاحب خدا کو یاد کرو

بیان کرتا ہون اس مزے سے مین اے پری تری داستانکو
لپٹ کے کرتی ہے پیار پہرون زبان دہن کو دہن زبانکو

پہلے تو آرسی مین منہ اسنے اپنا دیکھا
پھر مجھ سے ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو

آہ کس حسرت سے لیلے نے کہا ہنگامِ نزع
سونپے جاتی ہون تجھے اے بیکسی مین قیس کو

میری حیرت پر عبث ہو اس قدر حیران تم
صاحب آئینے کو اپنے آگے رکھکر دیکھ لو

بھرنے پر آچلے ہین ہمارے جگر کے زخم
تم زلفِ مشکبو کے ذرا پیچ کھولدو

وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھ سے
اس قدر بے حواس تم کیون ہو

مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر
بولا جنون ہوا ہے تمھین جا کے فصد لو

کل کی منزل سے مگر آجکی منزل ہے کڑی
خار ٹھہرا کے جو کہتے ہین ذرا دم لے لو

لب جان بخش سے اپنے ذرا تم
کبھی ہم مرنے والون کو بھی پوچھو

کون سمجھائے جفا پیشہ دل آزارونکو
اِک نظر دیکھ تو لو آنکھون کے بیمارونکو

کرتے تو ہو سوال امیر اس سے حشر مین
اور اُسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

کچھ تسلی دلِ زار تو کرتے جاؤ
تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ

امیر دل نے کہا مجھ سے سنکے ناصح کی
تم اپنا کام کیے جاؤ اُسکو کہنے دو

وہ عکس سے آئینے مین کہتے ہین بگڑکر
کیون سدِ سکندر کے اُدھر جاکے چھپے ہو

حقیقت درد بیدردی کی اُسدم آشکارا ہو
ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا دل ہمارا ہو

ہمارے تمہارے تکلم بھی ہو
مزا ہے کہ روزِ جزا تم بھی ہو

نیند اُچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سنو
اور جو سنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو

نہین ہے دل مرے پاس اب تم اور گھر دیکھو
نہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو

بگڑکے اُسنے کہا بعد ذبح کشتون سے
تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجکو

نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا
دمِ ذبح لب پر تبسم بھی ہو

سوزِ دل چہرے سے عیان ہے امیر
پیار کس شمعرو کو کرتے ہو

تقوی کہان کا جام چلے آج زاہدو
خرقے اُتار اُتار کے بھٹی مین جھونکدو

ہو لینے دو اے جان ذرا روح کو رخصت
ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
آگ مین رکھ کے پھونکدے تمکو

جہان دیکھا پھرا تیری نظر کو
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو

بتوا بھار کو جوبن کے کیا چھپاتے ہو
خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چراتے ہو

تب مزا ہے بادہ خواری کا امیر
سامنے ساقی بغل مین یار ہو

وصل کی شب اُنہین شرم آتی ہے
چشمون سے دستے نرگس کے جوبن اُن کو کنارے رکھدو

اسی ادا سے جو تو آئیگا روزِ جزا
ملیگی اُلٹی سزا تیرے داد خواہون کو

زخم سلوانے کی یاد ابھی جلدی کیا ہے
پہلے کچھ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو

خون کچھ دینے لگی ہے میری قبر
کوئی چٹکی خاک اٹھا کر ڈال دو

بسملون پر رحم کھا کر اُنسے کہتی ہے قضا
ان گنہگارون کے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو

نہ اس سے ڈر ہے نہ اُسکی ہوس کبھی مجکو
نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہے کچھ خوشی مجکو

آئے اوّل تو وہ کب پاس مرے محفل مین
اور جو آئے بھی تو مجلس سے اُٹھا نے مجکو

آئے جو زبان پہ شکوۂ یار
ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو

کب مین کہتا ہون مجھے اے یار تو الفت سے دیکھ
مین تجھے حسرت سے دیکھون تو مجھے حیرت سے دیکھ

ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین
اِک جام ادھر بھی ساقی کوثر کا واسطہ

طائر رنگِ حنا ہون چمن ہستی مین
زندگی موت ہے میری مرے صیاد کی ہاتھ

مرے مزار پر آیا جو وہ بُتِ گمراہ
تڑپ کے روح نے آواز دی کہ بسم اللہ

اب نہ اُسکا رخ نہ خط و خال دیکھ
اے دلِ بیتاب اپنا حال دیکھ

غریب عاشقون پر رحم کھا کے بولے وہ
غریب انکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہہ

حرم والون سے یہ قولِ صنم ہے
قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے

اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون
ڈر ہے چھا گل کہین پکار نہ دے

کھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہے
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھی سے پوچھتا ہے

چور نقبے مین یار بد خو ہے
اب لپٹ جائیے تو قابو ہے

شب فرقت تو مرا کام ہی کر جائیگی
وصل کی رات نہین ہے جو گزر جائیگی

برباد کر دیا ہے وحشت نے دلکی مجکو
پہلو کا رہنے والا جنگل مین جا بسا ہے

صاف دل ہین ہم آئینے کی طرح
جس سے جو بات ہے وہ بر رُو ہے

کچھ رنج ہے دنیا مین تو کچھ مجکو خوشی ہے
آنکھون مین جو آنسون ہین تو ہونٹون پہ ہنسی ہے

یہ وجہ ہے جو جمع رہا کرتی ہے خلقت
ہر قد ہے مرے یار کی تصویر لگی ہے

تھا جو کل تک کسی کے زانو پر
آج وہ سر ہے اور زانو ہے

کبھی منھ کھول کر نہ دکھلایا
کون ترانی ہی کون ترانی ہے

دل مرا کہدو کہ وہ شوخ ستمگر پھیر دے
دل نہ پھیرے تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

اے شبِ فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات ہے

نزع مین یار سے رخصت مجھے ہو لینے دے
ضبط سے کہدو کہ دل کھولکے رو لینے دے

دیکھتی ہین جب اُسے آنکھین تو کہتا ہے یہ دل
دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہے مجھے

بسملون سے ناز اُٹھوا اے
ہائے انداز میرے قاتل کے

اُٹھتا نہین دل سے مرے بارِ غمِ فرقت
اے جانِ حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے

سویا ہون شبِ کوچ جرس سے مین یہ کہکر
پیدا جو سحر ہو مجھے غل کر کے جگا لے

کعبے نہ جائے جو وہ نہ پہنچے خدا تلک
زاہد خدا کے گھر کی یہی ایک راہ ہے

اک مست کا خیال جو ہنگامِ خواب ہے
مجھکو کون مین نیند کے مجھے کیفِ شراب ہے

آسان نہین ہے دام سے دنیا کے چھوٹنا
یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے

جوبن اُبھار پر ہے چمن کو نہ جائیے
بادِ صبا لگائے گی چوری انار کی

لیلیٰ کی طرف پھر نہ کرے منہ کبھی مجنون
مجنون کو جو لیلیٰ تری تصویر دکھا دی

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا اے صبا
مستی ہے شاید آج عروسِ بہار کی

کون کہتا ہے کہ اُلفت مین ہمین راحت ہوئی
پیٹنے رونے تڑپنے سے کہان فرصت ہوئی

ہاتھ پھولون کو لگایا مین نے کبھی باغبان
یا گریبان چاک کرنے سے کہان فرصت ہوئی

مین خار ہون اے برق جلاتی ہے مجھے کیا
گلچین ہین ہزارون کسی گلچین کو جلا دے

کیا رہیے اس چمن مین افسردگی بڑی ہے
ہر شاخِ گل کے نیچے بلبل مری پڑی ہے

خانہ بر دوش ہر شرابی ہے
کیا خرابات کی خرابی ہے

نہ واعظ ہجو مے کر ایکدن دنیا سے جاتا ہے
ارے منہ سانپ کو تر کو بھی آخر دکھانا ہے

برستی ہے اُداسی چھا رہی ہے بیکسی غافل
بصیرت ہو تو عبرت کا محل قصرِ فریدون ہے

جب کہیے شبِ وصل چلو سو رہین ایجان
جھنجلا کے وہ کہتے ہین ابھی رات پڑی ہے

نخچیرون نے یہ بختِ جگر اُس مین پروئے
جو تیر ہے سفاک کا پھولون کی چھڑی ہے

ہنس ہنس کے رُلایا ہے بہت زخم جگر نے
اچھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے

آہنی ہے جان پر قیامت ہے
آج پہلو سے دل کی رخصت ہے

فرقت مین مجکو موت ٹھکانے لگا گئی
کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آگئی

آج اُمید صبح ہونے کی
حضرتِ دل یہ شامِ فرقت ہے

مژگانِ تر سے جان تسلی سی پا گئی
کانٹون کی اوس پیاس ہماری بجھا گئی

قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے
کہنا کسی کی جان ہے ہونٹو نپر آگئی

دامنِ گل نسیم چاک کرے
بلبلو تم کو کچھ بھی غیرت ہے

غیر کی بھیجی ہوئی مستی لی تم نے ضرور
ورنہ کیون غم کی گھٹا دل پر ہمارے چھا گئی

ہون وہ بلبل جب مرے دلکی کلی مرجھا گئی
اک سرے سے سارے پھولون پر اداسی چھا گئی

جان نثارون کا اس قدر ہے ہجوم
تیغ مقتل مین چل نہین سکتی

زور ہے اب یہ ناتوانی کا
دل سے حسرت نکل نہین سکتی

ہے قصد کہ دل کعبہ نشینون کے چرائے
تا کاہے بڑے گھر کو تری دزد حنا نے

خط مرا پھینک کے مجھپر یہ کہا قاصد نے
وہ بھی ہو آپ پہ عاشق تو یہ گھر آد یکھے

مرتے ہین بندگانِ خدا کچھ نہین خیال
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

چاہت نئی نئی ہے محبت نئی نئی
دو چار دن تو ضبطِ فغان بھی ضرور ہے

مین حرف ناشنوا سے کیونکر کہون امیر
سنتا ہے میرے حق مین وہ ساری جہانکی

کسی واماندہ حسرت زدہ کو یاد کرتا ہے
سنو اے قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے

مائل جور جو وہ زلف دوتا ہوتی ہے
سو بلاؤن مین گرفتار بلا ہوتی ہے

کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے
کہ اب تو جان ہی پر آ بنی ہے

یہ سمجھ ہے تو مری جان سمجھے گی کیونکر
مین نے حال اپنا کہا تم اُسے شکوا سمجھے

بلبل کی آنکھ گل پر قمری کی سرو پر ہے
نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے

قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچنا
ناوک کے ساتھ ساتھ کسی کا جگر بھی ہے

عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے
چھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے

کرو نگاہ بت کی زیارت بھی اب تو حج کو چلون
حرم سے دیر کی جانب بھی راہ پھرتی ہے

وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے
اُدھر حجاب ادھر اضطراب رہتا ہے

یہ ہے شوق جانیکا کوچے مین تیرے
کبھی ہم ہین آگے کبھی سایہ آگے

ہوے جو ذبح بڑے پیچ و تاب سے چھوٹے
تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے

ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف
توبہ نہین ہم سے ٹوٹتی ہے

پھر نہ کہنا امیر کو لاؤ
اب وہ تیری گلی سے جاتا ہے

جاے آرام سمجھ کر مین یہان آیا تھا
دل کے ہاتھون سے لحد مین بھی تڑپتا گزری

محفل عیش ہو یا مجلس غم دونون مین
شمع کو روتے پتنگون کو تڑپتے گزری

دل جو بے اختیار روتا ہے
کسی حسرت کا خون ہوتا ہے

اللہ رے گرمیان مرے معشوق کی امیر
آیا خیال دل مین تو اک آگ لگ گئی

بے شبہہ کنج قبر ہے جاے سکون مگر
کیسا سکون جب دل بیتاب ساتھ ہے

مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو
تو بتا ابر کس کو روتا ہے

جہان ہم ہونگے آپکین عشق کی اُس گھر مین آگ لگیگی
یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی

رہا جاتا نہین بے عشق دو دن
ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے

ہجر کا دن نہین ہے داخل عمر
عمر تو وصل تک تمام ہوئی

یہ دن فراق کا کیون دیکھتے ہمین چھوکے
شب وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے

ندیان بہ گئین کشتون کے لہو سے قاتل
تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی

اک ذرا پردۂ محمل کو اُٹھا دے لیلیٰ
پھر کوئی حالت بیتابی مجنون دیکھے

سبب پوچھو نہ کچھ رونے کا ہم سے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طولِ نامہ کہ کہتا ہے نامہ بر
اس بوجھ اُٹھانے کو کوئی مزدور چاہیے

کبھی جھانکا تو ہوتا آکے یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزون نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین ہمیشہ غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل لیکے ملاتا ہے ڈھٹائی سے جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی

نہین اُڑتے ہین پتے ایکنون اشجار گلشن کے
یہ کچھ پرزے گریبان کے ہین کچھ پرزے ہین دامن کے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلیٰ ادھر آئے
مین اس امید پر چنتا ہون کانٹے اس بیابان کے

پی کے مے بیٹھے وعظ سننے امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

کشتۂ ہون مین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اُٹھا کر نہ پھر آنکھ غیر ذکو دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہے دل کی تنگی سے
دھوان جگر کا بھی کچھ دل ہی مین گھٹتا ہے

کہان سوئے کہ ہاتھ بڑھائے ہے وہ کاکل
لیلیٰ کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اُس شوخ کا آتا ہے تو اللہ ری تڑپ
منہ کو آتا ہے جگر بات نہین کیجاتی

تمہاری سی صورت ہے حورون کی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

لفنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوئے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجکو تو وہ بولے
اس درد سے اچھا ہے یہ بیمار جو مر جائے

جو ہوش مین مجھے لاتا ہے دوستو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے مرنیوالا وہ بت کھو کے گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچان کے لیجائے

دکھلایا روئے بحر شب وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سنتا نہین حال دل اے امیر
کہانی سی کب تک کہا کیجئے

سوکھے ہوئے دو چار کہین پیڑ کھڑے ہین
اب جاؤن مین گلزار مین کیا آگ لگانے

کیا وقت نکالا ہے رنجش کا بھی ظالم نے
جب خوب سنورتا ہے تب مجھ سے بگڑتا ہے

ابھی امیر کو صاحب بُرا بھلا نہ کہو
بُرے بھلے کا تو صحبت سے حال کھلتا ہے

جب کہا مین نے مری قتل مین اب دیر ہے کیون
بولے وہ اپنی خوشی آپ کو جلدی کیا ہے

تو پھرا ہے بہت اے پیر فلک سیج کہنا
مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہے

داد دیتے کہ نہ دیتے دلِ فریادی کی
کان رکھ کر کبھی سنتے تو کہ کیا کہتا ہے

نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال
جگر آ آ کے مُنھ تک پھر گیا ہے

سارا بدن پڑا ہے کچھ بھی کہین نہین ہے
رہتا ہے ہاتھ دل پر جو مال ہے یہین ہے

اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح
انسان کی طبیعت قابو مین ہو نہین ہے

غیر تم پر نہین ہے زور اپنا
مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے

برباد نہ کر جو کچھ خبر ہے
اے بُت یہ دل خدا کا گھر ہے

یان زخم سے لذتِ جگر ہے
احباب کو فکرِ بخیہ گر ہے

نہ جانے کے تھے اُس گلی سے بہانے
نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے

ہو گیا کیا تجھے اُلفت مین امیر
ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے

دو گھڑی آپ کا ہنس ہنس کے لگاوٹ کرنا
رنج برسون کا مرے دل سے مٹا دیتا ہے

درد دل کیون نہ مجھے جان سے بڑھکر ہو عزیز
اُٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہے

ہمنشین خشک نے جلکر یہ کہا گلشن مین
کہ انہین تازہ نہالون مین کبھی ہم بھی تھے

حال سننے کو وہ آئے ہین مگر کون کہے
کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی

جب دلِ پژمردہ پہلو سے مری نکلا امیر
حسرتین تھین پیچھے پیچھے ساتھ روتی پیٹتی

جواب دینے مین آئے نہ کیون حیا اُن کو
سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہے

ہمنشین اُن سے جو کہتے ہین کہ مرتا ہے امیر
کہیے کب تک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھے

کہتے ہین وہ اجی عاشق کہین ہوتی ہین غریب
پاس جا بیٹھے پھر انکی کوئی غربت دیکھے

قبر پر جب وہ حور آتا ہے
چھن کے جالی سے نور آتا ہے

بُت بن گئے ہم امیر آخر
یہ یادِ صنم کی انتہا ہے

کتنے آرام طلب ہین ہم بھی
سایۂ تیغ مین نیند آتی ہے

دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ امیر
حسرت آباد نام اک گھر ہے

مدتون کھینچا ہے قشقہ ان بتون کے عشق مین
شرم آتی ہے خدا کے سامنے جاتے ہوئے

پڑا ہے تفرقہ ایسا فراقِ یار مین باہم
نہ دل ملتا ہے پہلو کو نہ پہلو دل کو ملتا ہے

کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے
بُت کے ملنے سے خدا ملتا ہے

چھوا جو انکو تو بولے وہ گالیان دیکر
کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلتی ہے

آہنی جان پر دغا پائی
دل لگانے کی یہ سزا پائی

شرم کی سب سے یہ خورشید لقا لیتا ہے
آئینہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہے

حلال کر کے مرے ہمصفیرون کو صیاد
لہو بھری ہوئی چھریان مجھے دکھاتا ہے

ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہے
آئے کی نہ شادی نہ گئے کا مجھے غم ہے

دل بیتاب شبِ وصل تو دم لینے دے
ہجر کی رات تڑپنے کے لیے کیا کم ہے

ہم تڑپتے ہین پڑے سارا جہان سوتا ہے
اے شبِ ہجر یہ کسدن کا عوض ہوتا ہے

کیون جاؤن مین سوے کعبہ اے شیخ
بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے

نشان پایا نہ اپنے یوسفِ گم گشتہ کا ہم نے
ہزارون قافلے چھانے ہزارون کارواں ڈھونڈھے

ہاے غم سے بھی جی نہین بھرتا
برکت اُٹھ گئی زمانے سے

کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتے ہے خلق کسکو
ہمنے جو آنکھ کھولی تو چشم تر ہی دیکھی

کیا یہ بہکاتا ہے مستونکو تجھے ہوش بھی ہے
جو عطا پاش ہے واعظ وہ خطا پوش بھی ہے

مین نے بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا
صرف مینوش نہین یہ تو بلا نوش بھی ہے

مرا زخمِ دل اس لیے دیکھتے ہین
کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے

کہتا ہے مجھے دیکھ کے وہ اپنی گلی مین
دیوانے ترا گھر بھی کہین ہے کہ نہین ہے

ہمکو چالین تو لگا بیٹھنے کی آتی ہین بہت
یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے

گالیون کا وصل مین کیا کام ہے
لطفِ بے ہنگام اسیکا نام ہے

تجکو مجھ غربت زدہ کے حق مین کیا منظور ہے
پاؤن اُٹھ سکتے نہین لے ضعف منزل دور ہے

مے کشو مے آج بے جام وسبو پی لیجیے
محتسب کا چڑھکے چھاتی پر لہو پی لیجیے

اُلفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روئے
کل دل پہ ہاتھ رکھ کر بے اختیار روئے

مجکو زاہد نہین شراب حرام
تیسرے دن میسر آئی ہے

خاک مین کس کی مل گئی حسرت
خاک اُڑاتی جو صرصر آئی ہے

بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری
جس گل کو سونگتا ہون آتی ہے بُو تمہاری

جو کچھ ترے ہاتھون دلِ خونین پہ ہوا ہے
مہندی ترے ہاتھون کی بیان کرتی ہے تجھسے

دیکھکر عکس کو آئینے سے کہتا ہے وہ شوخ
تو نے تبلا مری تصویر کہان سے پائی

اب کام اگر نہ آئے تو کب کام آئین گے
کیا بُت امیر تجکو خدا سے ملائین گے

طرفہ اقبال تبون کا ہے کہ ہا اینہمہ ظلم
جسطرف ہو کے نکلتے ہین دعا ملتی ہے

یاد مین زلف ورخ کے میرا حال
صبح کو کچھ ہے شام کو کچھ ہے

اے طول زمانۂ اسیری
بلبل کہین گل کو بھولتی ہے

اجل کا دور ہے بیدرد عہد مین تیرے
دکانین بند پڑی ہین دوا فروشونکی

داغ پر داغ عزیزون نے دیے ہین ایسے
کہ مرے دل مین نہین جاے سویدا باقی

سوتا ہون کوے یار مین محشر کے دن مجھے
جھونکے نسیم خلد کے آکر جگائین گے

آرام کا اس گھر مین نہ اُس گھر مین گزر ہے
دل درد کا گھر ہے تو جگر داغ کا گھر ہے

کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی
کیون تیغ کھینچتی ہے شکن آستین کی

پارہ دوزی کی دکان ہے کہ مرا سینہ ہے
ہر طرف ڈھیر ہیں دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سے دیتا ہے پیری میں قدِ پُر خم
اشارہ ہے کہ اب دن خاک میں ٹانگے پہنچے

ہونٹ پہ دم ہے لیکن دل میں یہی ہے حسرت
دو حرف اُسکے مُنہ کے سُن لیتے ہم کسی سے

راز کیا عاشق و معشوق کے غیر پہ کھلیں
صلح آنکھوں میں ہو آنکھوں میں لڑائی ہو جائے

میں نے کہا کہ پھیر دو دل کیا کرو گے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائیں گے

وہ غصے میں ہر وقت بھرے رہتے ہیں مجھ سے
میں خوش ہوں کہ صد شکر توجہ تو اِدھر ہے

کہا یہ جھاڑ کے دامن کو اُسنے خلوت میں
یہاں بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کر کرتی ہیں نظارہ بازی دور سے
ہیں تو دوزخ میں مگر آنکھیں لڑی ہیں حور سے

کاٹوں میں وہ ہے پھول ستاروں میں وہ ہے چاند
ذرّوں میں وہ خورشید ہے قطروں میں گہر ہے

نظارۂ قاتل سے میں ہوں بے خبر ایسا
کچھ ہوش ہے خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت میں کہا کیا انہیں میں نے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہیں کرتے

بچھونا خاک کا ہے اب ترے بیمار کے نیچے
پڑا ہے دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھنچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مر گئے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گئے

کیا کیا ہوا ہے دل تہ و بالا میں کیا کہوں
کوٹھے پہ چڑھ کے آپ جو نیچے اُتر گئے

تھک گئے ہم رہِ طلب میں امیر
کر چکے سعی جتنی قدرت تھی

درازی سنتے تھے مدت سے ہم روز قیامت کی
سو اک کچی گھڑی نکلی ہمارے روز فرقت کی

آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑ لیے
ہنس ہنس کے چاک جیب کی ٹانکے اُدھیڑ لیے

تھی اپنی جانماز تو مدت سے رہن مے
تسبیح رہ گئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہوں وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس اُمید وار بیٹھی ہے

کہیے نا آشنا تو کہتے ہیں
یہی باتیں ہیں آشنائی کی

اے امیر اُن بدگمان کے کان تک پہنچ تو پھر کیا ہو
بھری مجلس میں کہتے ہو کہ ہم خالی نہیں رہتے

جھک کے ملنے لگا وہ بت ہم سے
اے تری شان کبریائی کی

طور پر جو کلیم نے دیکھا
وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی

جان جاے یار ہے جو دو سو ہو جھگڑا چکے
طے بھی ہو قصہ کہین مقتل مین قاتل آ چکے

تو نے اے یار بے تپاک کیے
کیسے کیسے جوان ہلاک کیے

اک پری وش نے کیا تھا ناز سے مجکو جو قتل
لائین پریان تخت میری لاش اٹھانے کیلیے

تیشے سے کوہکن کے آواز آ رہی ہے
شیرین کے دلپر الفت چوٹین لگا رہی ہے

مجنون سے کوئی کہدے لیلی غریب کب سے
نانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہے

پیاس سے پڑ گئے ہین حلق مین کانٹے لاکھون
پھول سے بھر کے کوئی جام پلا دے ساقی

کہان تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو
امیر ہاے ہماری زبان ہی نہ کھلی

کبھی اقرار سے کبھی انکار کرتے ہو
ٹھہرتے تم نہین اک بات پر دل کسطرح ٹھہرے

انتہاے نشہ مین آتا ہے ہوش
ہوشیاری انتہاے نشہ ہے

وہ جلوہ دیکھکر جب طور پر موسیٰ کو غش آیا
تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتے تھے

کشتے ہم اس ادا سے بت نازنین کے ہین
کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گئے

کیا دھاک تیرے فتنۂ قامت کی بندھی ہے
آتے ہوئے ڈرتی ہے قیامت نہین آتی

جان جائے تو جائے پر اے جان
دل کہان تمکو چھوڑ کر جاے

اس چشم مست کا ہے اشارہ ہر ایک سے
آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی

زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیون
ٹپک رہا ہے مزہ خون سے شہیدونکے

ترحم ایک طرف وہ جفا نہین کرتے
جفا کا وعدہ کیا ہے وفا نہین کرتے

برسون تری تلاش مین ہم مثل گرد باد
آوارہ جنگلون مین پھرے خاک چھانتے

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
تو جفا دوست ہے اک طرز جفا یہ بھی ہے

منہ پہ غصہ ہاتھ مین تلوار ابرو پہ شکن
جان دو بھر ہو جسے وہ تم سے حال دل کہے

اثر تو دیکھیے قسمت کی نارسائی کا
کہ یار تک مرے مرنے کی بھی خبر نہ گئی

نہ سمجھے تھے خدا کو جب تلک سمجھے تھے ہم سمجھے
جو سمجھے ابتو یہ سمجھے نہ سمجھے تھے نہ سمجھیں گے

دو ہاتھ جب کنارہ ہو دیر اس مین کیا لگے
ہم پیر کر شراب مین کوثر سے جا لگے

ہر نہال تاک مین وا عظ وہی انداز ہے
کونسی وہ شاخ ہے طوبیٰ کو جسپر ناز ہے

میری کھیتی ہوئی ہے جب سرسبز
برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے

پنہان جو سوزِ عشق کرے مرد ہے وہی
دل پھک گیا مگر نفسِ سرد ہے وہی

ابھی وہی ہے ہماری شبِ فراق کی شام
ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی

گیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج
خدا ہی ہے جواب کعبے سے آئے

یون جھلکتی نہین مینا مین شرابِ گلگون
دلِ پُرخون کی گلابی پہ عجب عالم ہے

عجب طلسم ہے الفت کہ سامنے اُسکے
بجاے شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

امیر اُس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمہاری ہے
کسی پتھر پہ دے پٹکو جو ایسا تمکو بھاری ہے

ہزار ہون حسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان سی مین
امیر اپنا تو ہے یہ مشرب ادا نہین ہے تو کچھ نہین ہے

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے
دیکھ بسمل وقتِ فرصت تنگ ہے

ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے ہین دنیا مین
کہان سی آئے تھے اب ہم کہان کو جائینگے

آتا ہے خون اب مری آنکھون سے ہمدمو
آنسو کہان یہ آنسو ون کا کچھ نچوڑ ہے

تکتی ہے دم ذبح جو بلبل طرف باغ
یاد آتی ہے حسرت دلِ آوارہ وطن کی

قاضی آئے کہ محتسب آئے
اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے

کسطرح منتی ہے اے مرغِ قفس صیاد سے
دل پھٹا جاتا ہے اپنا تو تری فریاد سے

الفت کسی کی نوکِ مژہ سے جو تھی امیر
مر کر بھی اک کھٹک سی رگِ جان مین رہگئی

کہا جھنجھلا کے اُس نے وصل کی شب
کہ رونے سے کبھی فرصت بھی ہو گی

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی
ایک ہین ہم بھی اپنے مشرب کے

اب سرِ بازار کہتے ہین اُٹھا کر وہ نقاب
جسنے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے

آئنہ دیکھ کے وہ عکس سے فرماتے ہین
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی

غیرونکے حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے

دو گھڑی سامنے رکھکر اُسے رولین بہزاد
کھینچ دے تو ہین تصویر ہمارے دلکی

آنکھون مین تری نہین مروت
کیا دیکھ کے آشنا ہو کوئی

بات اپنی اپنے دل ہی مین رہے
مُنہ سے نکلی اور پرائی ہو گئی

اے صنم اللہ والے سیکڑون شیدا ہوے
جب سے اس دنیا مین تم نام خدا پیدا ہوے

تم دُکھاتے تو ہو امیر کا دل
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے

زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی ہمراہ ہے
دیکھنا ایدل رفاقت حسرتِ دیدار کی

دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
ہجر سے جب آشنائی ہو گئی

یہ آئینے مین اپنے عکس سے وہ شوخ کہتا ہے
کرون کیا میرے تری بیچ مین سدِ سکندر ہے

مرے اللہ مرے اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
یہ ہٹ دھرمی ہے اے زاہد خدا سب کا برابر ہے

لہو رو آنسوؤن کا قحط اگر ہے
اسی دن کے لیئے خونِ جگر ہے

نہ کرے چارہ گر چاکِ جگر کو بند بخیے سے
ہوائے کوچۂ جانان اسی کھڑکی سی آتی ہے

اپنی کہو گزرتی ہے کسطرح اے امیر
ہم ہین فقیر لوگ ہماری بھلی کہی

چلے آتے ہین ہم بھی تیرے پیچھے
تجھے اے عمرِ رفتہ کچھ خبر ہے

ساتھ اپنے کچھ نہ لائے تھے نہ کچھ ہم لے چلے
خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ دنیا سے چلے

میری دوا شراب ہے مجکو نہین حرام
زاہد نہو یقین تو قاضی سے پوچھ لے

تو کھینچے گا اُس کی شکل مانی
تو نے کہی اور مین نے مانی

اب تو آجاؤ دم ہے آنکھون مین
نا امیدانہ اک نگاہ سہی

چھیڑ دون اپنی اسیری کی کہانی نہ کہین
مُنہ لگاتا نہین اس خوف سے صیاد مجھے

اب میری ہڈیان نہ گھلا گوشت گھل چکا
اے فکرِ رزق بس کہ ترا حصہ ہما کا ہے

افسوس فکر کچھ نہین صیاد کو مری
گل کان رکھ کے سنتے ہین فریاد کو مری

وہ لبِ ساحل نہانے کو جو ہین آئے ہوے
موجین آتی ہین چلی آغوش پھیلائے ہوے

تیغ کھینچے وہ آرہا ہے امیر
دیکھیے آج کس کی آئی ہے

باقی نہ دل مین کوئی الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس رہے

پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو
کیا سزا ہے خلاف گوئی کی

شورِ محشر امیر کو نہ جگا
سو گیا ہے غریب سونے کے

حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری
دل تو پہلو مین نہین یارب تڑپتا کون ہے

بیستون کی طرف آئی ہے تو شیرین سے کہو
اک ذرا تربتِ فرہاد پہ ہوتی جائے

دنیا سے نہین زیست مین اُمید رہائی
پہرا ہے اجل کا درِ زندان پہ ہمارے

دیکھنے وہ جو نہ آئے تو نہین مجکو گلہ
میری حالت ہی وہ اب ہے کہ نہ دیکھی جاے

سو دازدونکو قتل جو زلفِ رسا کرے
تم اور خوش ہو رنج تمہاری بلا کرے

پا چکے چین تہ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
دلِ بیتاب کو اللہ سلامت رکھے

اجتو آسان ہے کردے مری مٹی برباد
پھر کہان تو مجھے اے بادِ صبا پائیگی

یاد آگئی جو اُسکے دُرِ گوش کی امیر
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے

نامہ بر یار کے آنے کی نہین کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے

مقتل مین وہ ہر گام پہ سو بار گرے ہین
یہ ٹھوکرین کھائی ہین شہیدونکی سرونکی

ہے آج جو سرگزشت اپنی
کل اس کی کہانیان بنین گی

دل مین جو ارمان تھے افسوس یون ہی رہگئے
دل جگر دونون لہو ہو ہو کے آخر بہ گئے

مجکو نہین شکایت مقتل مین اب کسی کی
پیکان نے دل دہی کی خنجر نے ہمدمی کی

تیغ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھ کچھ
اب رہی خنجرِ قاتل سے شکایت باقی

اِک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ
پر آج تلک چہرے کی زردی نہین جاتی

کرتے ہو ڈھونڈ ڈھونڈ کے تم عاشقونکو ذبح
کتنا تمھین ثواب کمانے کا شوق ہے

قاتل مرے سوا نہ کرے تو کسی کو قتل
اللہ تیرے ہاتھ کو پاے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جسجا نہ رو سکے
ایسی جگہ امیر سے کیا خاک ہو سکے

رات بھر تڑپا پس دیوار مین تو صبح تک
بولے ادھر خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہے
چھپین وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تک تو کچھ کھچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار
ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت مین یہ ہر روز خیال آتا ہے
اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنسکے کہتا ہے مرے زخم جگر سے قاتل
کر دیے تو نے نمکدان کے نمکدان خالی

ہم جو روئے پر آتارے ہو گئے
ہٹ کے سب دریا کنارے ہو گئے

اب تم چھپاؤ منہ نہ کرین ہم فغان کو ضبط
جو بات تھی وہ سارے زمانے پہ کھل گئی

حرم سے دیر کو آے امیر مر مر کے
خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

مؤذنون کا برا ہو جگا دیا مجکو
ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردے سے تم اللہ رے حفظ
غیب سے آنکھون پہ پردے پڑ گئے

دو دن کی محبت مین جو حالت ہوئی میری
برسون کے مریضون کی یہ صورت نہین ہوتی

تصور مین بھی تو آتا ہے تو سمٹا ہوا اے بت
چراتی ہے بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نا فہم
ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نہ جاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوئے
محبت مین دل کو سنبھالے ہوئے

کس شرم بھری آنکھ کی ہے فکر الٰہی
جو سر مجھے زانو سے اٹھانے نہین دیتی

نہین گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سنے
خدا تو ہے نہین سنتا اگر صنم نہ سنے

پتا نہ قیس کا پایا کہین ہزار پھری
تمام نجد مین محمل نشین سوار پھری

وہ رنگ مین نے دکھائے تڑپ کے قاتل کو
کہ موت گرد مرے ہو کے بیقرار پھری

میری نہین تقصیر تری حسرتِ دیدار
دروازے سے تیرے مجھے جانے نہین دیتی

کلیان نہین پھولون کی یہ دامن مین ہمارے
آلودہ خون کچھ ہین گریبان کے پرزے

جنازے پر آؤ نہ تم گور پر
کس اُمید پر جی سے جائے کوئی

پہونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یار نے
پہنین جو چوڑیان تو کلائی اُتر گئی

ہم فقیرون کو کہان حوصلۂ وصل امیر
مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے

ہم قتل یون ہوے نہ کسیکو خبر ہوئی
قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی

ایسی دو دھڑکہین ہوسکتی ہے اُلفت مین امیر
دل بھی پہلو مین رہے یار بھی پہلو مین رہے

دلکی تڑپ یہی ہے تو ضبط امیر کب تک
بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھو گے

ہون مین بیمارِ محبت کوئی مجرم تو نہین
میرے گھر پر ہے طبیبون کی چڑہائی کیسی

چھپتا ہے دل کا رنگ کہین ضبطِ آہ سے
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

کہا یہ اُس نے مجھکو ذبح کرکے
تڑپنے دو یہ حسرت بھی نہ رہجاے

ہے آسمان الٰہی کس دل جلے کا مدفن
اک شعلہ صبح ہوتے اُٹھتا ہے روز یانسے

ضبط دیکھو اُدھر نگاہ نہ کی
مر گئے مرتے مرتے آہ نہ کی

کہو قصہ نہ چڑہے بار بار مُنہ اُسکے
زبان دراز ہے تلوار میرے قاتل کی

ہاتھ ڈالا مین نے دامن پر تو بولے ناز سے
میرا دامن چھوڑیے اپنا گریبان پھاڑیے

نپایا ترے ناتوان کو تو لوگ
کفن رکھ کے تابوت مین لیچلے

آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی
نہ ملی مجھ سے پر کبھی نہ ملی

اور اک بات حسینون کی نرالی سُنیئے
دیجیئے انکو دعائین بھی تو گالی سُنیئے

کیون گٹھریان بھری ہین منعم نے پیرہن کی
جائینگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی

وہ کیا اُٹھائے ہجر مین صدمے ملال کے
جس ناتوان سے لطف نہ اُٹھین وصال کے

ساقی نے مست ہو کے جو کین بیجا بیان
شرما کے مستی آنکھ کی پردے مین چھپ رہی

جنبش نہین سینے مین ہمارے رگِ جان کو
قاتل یہ ترے تیر کے پیکان کی کھٹک ہے

اپنے زخمون کے لیے مشک ہے مجکو درکار
بھیجدے ٹوٹے ہوے بال جو ہون گیسو کے

زلفونکے کوڑے باندھ کے مشکین لگا سیئے
مختار ہین حضور مرے بال بال کے

ہجر مین یاد تری زلف سا آتی ہے
مجکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہے

پوچھتا مین جو مسیحا کہین مجکو ملتے
دردِ دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے

آگ سی دل مین پسِ مرگ بھری رہتی ہے
گھاس کب تربتِ عاشق کی ہری رہتی ہے

گرتے افشان سے تمہارے جو ستارے دیکھے
چاندنی رات مین جھڑتے ہوے تارے دیکھے

خندۂ گل سن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سے
چوٹ لگتی ہے مرے دل پر ہنسی آواز سے

بے سبب نالان نہین مین یار کے در پر میر
آشنا کرتا ہون اسکو درد کی آواز سے

بجلی کی طرح پھرتی تھی محفل مین کوندتی
کیا کہیے وہ نگاہ کدھر تھی کدھر نہ تھی

مارتے ہو نہ جلاتے ہو کبھی عاشق کو
نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے

حال شب کو رخِ روشن پہ تمہارے دیکھے
ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے

صبا بھی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی
ہوا بھی ادھر کی ادھر نہین جاتی

لاکھ بار اٹھتا ہے پر جاتا نہین
درد شاید دل مین میرے قید ہے

ہوتی ہے بتو صبحِ جدائی اگر ایسی
اللہ نہ دشمن کو دکھائے سحر ایسی

اب آؤ زندگی ستعار جاتی ہے
کرو نہ غمزے کہ فصلِ بہار جاتی ہے

یہ سمجھے ہم جو اٹھا گرد باد صحرا مین
کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے

روان ہے نکہتِ گل کی طرح یہ عہدِ شباب
پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے

جو بیقراریِ دل اب ہے گر یہی ہوتی
تو آج تک مری کا ہے کو زندگی ہوتی

آج تک گور مین لیلیٰ کو نہین صبر و قرار
میرے مجنون مرے مجنون کی صدا آتی ہے

واے قسمت ہمتو لنگر ہی اُٹھانے مین رہے
اڑگئین ہو جونکی صورت کشتیان احبا بکی

پیشکش کرنا بھی کچھ لازم ہے بسمل کیلیے
سر لگا رکھا ہے مین نے تیغ قاتل کے لیے

مجھی پر چھری تیز ہے ناصحا
کبھی اُسکو جاکر نصیحت نہ کی

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دیگا
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگارون کی

نصل گل آئی ہے یون ہم تم ملین اے گلبدن
جیسے کلیان نکلی ہین شاخون ہی سر جوڑے ہوے

تیرے کوچے سے اب نہ گزرین گے
ہم بھی ایسے نہین گئے گزرے

بت مین نہ وفا کی بات پائی
بے عیب خدا کی ذات پائی

آئی پیری قشقہ دھو زنار توڑ اب اے امیر
کیا اسی صورت سے جائیگا خدا کی سامنے

زاہد و ہم سے پوچھو قدر ان کی
بت ملے ہین خدا خدا کر کے

خوش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
کیا کیا شب فراق مین نوبت گزر گئی

در و بلبل خدا نہ سنوائے
ہائے گل کی صدا نہ سنوائے

زاہد کہے جو گزرے وہ بت کبھی نظر سے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر سے

مجلس وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہمکو تھامے ہوئے یان دست سبو لایا ہے

ہستی و نیستی کا کھلنا نہین ہے عقدہ
آتے ہین کچھ اُدھر سے جاتے ہین کچھ اِدھر سے

صبر آتا ہے نہ مجکو نہ اُسے آتا ہے
دلکو سمجھاتا ہون مین دل مجھے سمجھاتا ہے

میرے بالین پہ آکے بولی اجل
اُٹھیے سرکار نے بُلایا ہے

کیا غم عشق جان سے کم ہے
غم رہے جان کا کسے غم ہے

اِک کنارے پڑا ہوا ہے امیر
کچھ تمہارا غریب لیتا ہے

دل نے کہا جو یار سے لپٹا مین وصل مین
اے شوق وصل ہان کوئی ارمان رہ نجاے

مین تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دون
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے

شیخ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون
لب پر صمد صمد ہے دل مین صنم صنم ہے

جانا اگر حرم کو ہے منظور اے امیر
تو میکدے سے راہ ہے سیدھی لگی ہوئی

سو رہا پھیر کے مُنہ یار شبِ وصل امیر
واہ کیا طالعِ خوابیدہ نے کروٹ بدلی

مُسکرا اے وہ اس ادا سے امیر
مین تو سمجھا کہ اب گری بجلی

ہم جسکے غم مین مرتے ہین اسکو بھی تلک
یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے

خواب مین تھا وصل اب اُس سے جدائی ہو گئی
آنکھ میری کیا کھُلی تقدیر میری سو گئی

اُسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی
کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی

بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر
سمجھا مین آئے ہین مرے ارمان نکالنے

جا کر کہین گے حُسن کے بازار مین امیر
ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے

آپ سے بلبل نکلتی ہے کہین گلزار سے
بیکسی ہمکو لیے جاتی ہے کوے یار سے

چمن مین مری خاک اگر جائے گی
تو بلبل ندامت سے مر جائے گی

ترے بس مین ہے بوے گل اے نسیم
جدھر جائے گی تو اُدھر جائے گی

نہ دیکھا تو نے اے لیلیٰ کبھی چشمِ محبت سے
ہرن جا جا کے آنکھین ملتے ہین مجنوں کی تُربت سے

نقشِ تُربت سے ہون آفت مین امیر
مٹ چُکے یہ بھی کہین جھگڑا مٹے

دشتِ فرقت مین پڑی ہے مجھپہ کیا مشکل کڑی
دن بہت کم رہگیا ہے اور ہے منزل کڑی

پاس یکتائی کا اُس شوخ کو ایسا ہے امیر
گھر مین ہو آئینہ تو گھر کی طرف مُنہ نہ کرے

سمجھائین مجکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین
وحشت کی مین بھی لونگا مجکو جنون بھی ہے

بیخودی یار کا پتا دے گی
بے نشانی نشان بتا دے گی

بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے
اُٹھ نہین سکتی کلائی آستین کے بوجھ سے

کیا مجھی کو دیکھکر حیرت ہوئی
دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی

بولے وہ شبِ وصال مجھ سے
اس شوق کی انتہا بھی کچھ ہے

ترے کوچے مین ہین سب سر بکف پر فرق ہے اتنا
کوئی ہے دو قدم پیچھے کوئی ہے دو قدم آگے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداعِ قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آ فریں نہ نکلی

دل نہ بازار مین مہنگا ہی نہ سستا چھوٹے
کھو ہی جائے کہین کمبخت کہ بھگتا چھوٹے

دشت وحشت مین آدمی کیا
سیکڑون کوس جو گئے نہ ملے

ہم سیہ بختون کو سُرمے کی طرح
تیری چتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ کیون روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکان سے سوے لامکان لیگئی
یہ وحشت کہان سے کہان لیگئی

کوئی امیر ترا دردِ دل سنے کیونکر
تو ایک بات کہے اور دو گھڑی روئے

وصل دل کھولکر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی

چڑھ کے منبر پہ ہجو مے واعظ
اور جو سُن لے کوئی خدا باقی

آنسو تو بہاتا ہون مگر ڈر ہے یہ مجکو
دھو جائے نہ تن سے کہین خاک اُسکی گلی کی

وصل کی گل سے کوئی راہ تو نکلے صیاد
بیچ ہی ڈال مجھے ہاتھ کسی گلچین کے

محنتین کس کس سے لین قاتل تری نخچیر نے
چلتے کھینچے تیر نے سجدے کیے شمشیر نے

دردِ دل کیسے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے

مشتاق بوسے زلفِ رسا کا دماغ ہے
تیرا بھی اے امیر بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دستِ جنون سے پیرہن
کچھ نہین کھلتا گریبان کون دامن کون ہے

شریکِ درد نہین کوئی بڑھکے آنکھو نسے
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستین یار نے چڑھائی ہے
وقتِ تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تم نے دیکھا تھا امیر
روتے روتے اُنکو ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو ذکرِ مژہ کو دمان امیر
اک پھانس سی یہان مری دلمین کھٹک گئی

تو وہ بُت ہے کہ تجھ سا ری خدائی چاہے
بندہ اللہ سے کس کس کی بُرائی چاہے

آنکھ ابھی یاد مین اک گل کی لگی ہے میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دے

کہا جب اے صنم جلوہ دکھا دے
تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنس دل کو بازار مین کسی نے
سو بار لیگئے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچھ کہی نہین جاتی
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد
ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میرے زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہے
نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل یہ کہتا ہے

لگاؤن دور سے تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہے
لپٹ جاؤن مین جوہر بن کے میرا دل یہ کہتا ہے

زبان شمع کہتی ہے کہ مین تجکو جلا دون گی
مین کب ٹلتا ہون پروانہ سر محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہو تم زبان سنبھالو
یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈھب ہے

تنہا مرے پاس شب کو آئین
اتنا مرا اعتبار کب ہے

آپ ہی جل رہے ہین پروانے
شمع کی سرگزشت کون سنے

جب دن کو کہا اُن سے کہ وہ بات نہو گی
بولے کہ ٹھہر جا ابھی کیا رات نہو گی

سمجھا نہ مین تو حضرت ناصح کی ایک بات
کچھ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی سنا کیے

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدماغ ہین سب
نہ آپ سوے نہ ظالم کسیکو سونے دے

مطلب کی بات منہ تلک آتی نہین کبھی
اک بات ہے کہ میرے دہن مین زبان ہے

پوچھے کوئی فلک سے کہان قیس و کوہکن
دو اک جو تھے نمود کے عاشق وہ کیا کیے

کہتا ہے کون گرد سواری کے گرد ہے
مجنون کی خاک محمل لیلے کے گرد ہے

جب کہا مین نے بتو کیون مجھے کرتے ہو شہید
ہنس کے کہنے لگے للہ بھی اک کام سہی

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے
اللہ میرے دل سے بھی پیکان عزیز ہے

اسکی پروا کچھ نہین تکلیف یا آرام سے
اے غم جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہے

صبر آتا ہے مرے دل کو نہ تو آتا ہے
رات دن اب مری آنکھون سے لہو آتا ہے

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے
اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

بہت بقا نہ سمجھ اے ہزار پھولون کی
کہ چار دن ہے چمن مین بہار پھولون کی

گلی مین یار کی جب تک کہ مر نہ جائین گے
ہزار ہم گئے گزرے ہین پر نہ جائینگے

نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم
قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے

دست ساقی سے جو مین کچھ جام لینے مین رکا
غیب سے آواز آئی یہ شب آدینہ ہے

مین رو دیا جو امیر اُنکے مسکرانے پر
تو بولے آپکی میری ہنسی نہین ہوتی

گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہے
ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے

آپ ہی تم امیر کھوئے گئے
یار کی جستجو کو نکلے تھے

کیا اُس محبت نے قتل الحمد للہ
یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے

عشق مین انجام ہے میری سیہ بختی کا کیا
یار زلف شانہ مین سے اپنی اتنا پوچھ دے

خنجر کا ذوق شوق شہادت کا جوش ہے
سر کی مجھے خبر ہے نہ گردن کا ہوش ہے

حیرت کی جا نہین ہے جو وہ خود فروش ہے
جوبن کا ہے اُبھار جوانی کا جوش ہے

جب دیکھتا ہون یار کے بند قبا کھلے
کہتا ہون یون ہی دلکی گرہ یا خدا کھلے

یہ رنگ تشنہ دہانی ہے بعد مردن بھی
اُگے ہین خاک سے کانٹے زبان نکالے ہوے

گم ہو گیا ہون یار کو مین نامہ بھیجکر
قاصد پھرے اُدھر سے تو پائے کہان مجھے

میرے بالین پہ روتی ہے حسرت
عشق بھی مرگ نوجوانی ہے

وہ تیر جلد کہین آے کب سے بیٹھے ہین
جگر کو تھامے ہوے دلکو ہم سنبھالے ہوئے

ترے در تک تو لایا ہے ہمین شوق
یہان سے گھر تلک اب کون لیجائے

اسواسطے مرتا نہین ایجان ابھی تک
بیداد کا تمکو کوئی ارمان نہ رہجائے

ڈالی پھولون کی اگر میرے حضور آتی ہے
پتی پتی سے مجھے بوے غرور آتی ہے

رہے ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ اس کروٹ
جُدا رہنے کی عادت مشکلون سے ہمنے ڈالی ہے

وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے
کہ درد عشق سے نا آشنا ہے

غم ہجر سے کوئی اتنا تو پوچھے
کلیجا مرا کیون ملے ڈالتا ہے

خوبہت اشک بہانے کی بری ہوتی ہے
دیکھ اے چشم تراب کیسی ہنسی ہوتی ہے

پھر تو نے امیر اُس سے کی بات
سو باتین ابھی سُنا چکا ہے

ایسی کیا بات کہ اُٹھے تم امیر
کہ کسی طرح پھر بیٹھا نہ گیے

دونون ہین اُدھر ہی سے گر فرق ہے تو اتنا
تقدیر بنا دی ہے تدبیر بتا دی ہے

انسان جو چاہے کہ نہو اُسکو کبھی رنج
زنہار کسی سے کوئی اُمید نہ رکھے

آزردہ غیر سے ہوے دین مجکو گا لیان
کس سے بھرے ہوئے تھے وہ کیسے برس پڑے

پی کے آب شمشیر ہے اب تک وہی پیاس
مُنہ سے باہر ترے کشتے کی زبان نکلی ہے

عجب بیخودی ہے خبر کچھ نہین
کہان سے ہم آئے کہان جائین گے

نہ رہنے نہ جانے کی ہمکو خبر ہے
یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے

نامہ بر یار کے آنے کی نہین کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانے کی نہین کہتا ہے

سارا جہان ہے گویا تصویرون کا مرقع
اس بزم مین کسکو پروا نہین کسی کی

کٹکے سر میرا جو قدمون پر گرا
گر پڑے آنسو مرے جلاد کے

تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہو گئے
رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتے سو گئے

ہے یہی قتل کی لذت تو مجھے اے قاتل
حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی

یہ دل نے گنج قناعت سے آشنائی کی
کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی

جان پائی ہے غم اُلفت مین کھونے کے لیے
دل تڑپنے کے لیے ہے آنکھ رونے کیلیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے
دل جو رُوٹھا تو منانے کیلیے جان گئی

جگر پنکھا ہلاتا ہے جو دل سینے مین جلتا ہے
جو ہمسایہ ہے آخر کام کچھ اُس ہی سے نکلتا ہے

بالائے آسمان تھے ہم عرش آشیان تھے
کوئی نہ تھا وہان تھے اب کیا کہین کہان تھے

خاموش ہین لحد مین جو لوگ خوش بیان تھے
غنچون کے وہ دہن ہین بلبل کی جو زبان تھے

دیکھا خزان مین ہمنے بلبل کے آشیان کو
دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے

کمزور پا کے ہمکو کیا بل کی لے رہے ہو
ہم بھی تو نوجوا نو آخر کبھی جوان تھے

پہنچے جو ہم عدم کو اہل حرم یہ بولے
مدت کے بعد آئے اتنے دنون کہان تھے

مین نہ کہتا تھا فغان کی مجھ سے فرمائش نہ کر
باغبان سب پھول مرجھا کر چمن مین رہ گئے

کچھ تو میرے درد دل نے اسکے دلمین راہ کی
بیٹھے بیٹھے آج اس بیدرد نے اک آہ کی

دی مجکو محبت اک پری کی
اللہ نے بندہ پروری کی

ہر روز میرے منہ پر ہنستے ہین دوست دشمن
رونے نے ہر گھڑی کے سب آبرو ڈبو دی

مجکو حیرت ہے کہ دنیا کی تو فانی ہے بہار
نخل حسرت کسطرح سے اس چمن مین رہ گئے

جو وہان جاتا ہے پھر اسکی خبر ملتی نہین
نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر درکار ہے

بہار اس رخ رنگین کی لوٹتا ہے خط
ہم ایک عمر سے ہین جسپہ زہر کھائے ہوئے

ترے چاہنے والے مرجائین گے
یہ ناکام بھی کام کر جائین گے

منہ دیکھون مین مقتل مین اجل کا ترے ہوتے
اے خنجر قاتل تجھے غیرت نہین آتی

چھانتا ہون تری گلی کی خاک
دل مرا ہے یہین ملے نہ ملے

بجاے دختر رز میکدہ مین حور آئے
جو توبہ توڑون تو آواز یا غفور آئے

جب آتا ہے غش ہمکو آتا ہے دھیان
امیر ایک دن یون ہی مرجائین گے

جب مین کہتا ہون غضب ہے ترا کھڑکیا ہے
ہنسکے کہتا ہے ابھی آپنے دیکھا کیا ہے

کوئی دم بے تکلف ہو کے مستون مین اگر بیٹھے
تو جو کچھ عرش پر ہے دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے

امیر اتنا جو ہون مین پست قسمت وجہ ہے اسکی
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

تمت

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اسکی فرقت مین بلا کا سا منا
آگیا قاتل تو کل ہوگا خدا کا سا منا

اُڑائے پرزے تو قاصد کو ناگوار ہوا
مین خوش ہون ایک سے نامہ مرا ہزار ہوا

صدشکر ہم سے آج وہ رشک قمر کھلا
انگڑائی لی تو سمجھے کہ مقصد کا در کھلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمپایہ ہے میرا
سب چلدیے ہمزاد ہے یا سایہ ہے میرا

گرکر زمین مین ظلم سے بچنے کا دھیان تھا
دیکھا تو زیر خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلادی عدم کی خضر منزل ملگیا
گھر سے اچھے وقت نکلا تھا کہ قاتل ملگیا

بعد مرنے کے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مُردۂ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہو لگے داغ نہ میخواری کا
مستی عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد تھی شوخی تھی جفا تھی کہ ستم تھا
ہوتی جو وفا آپ مین جو کچھ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست وہ ہوئے شاکی
چاہیے شکر اس شکایت کا

دھیان کیون فرقت مین باندھا اُس لب جان بخش کا
وائے قسمت دم نکلنے کا سہارا بھی گیا

تمنے ہم سے بیوفائی کی تو تم سے حسن نے
وہ بڑا عادل ہے دیکھا انتقام آخر ہوا

لے گئے مسجد سے مجھکو مغبچے
توبہ توبہ مین پکارا ہی کیا

کب گیا دل سے حسینون کا خیال
شیشے مین پریان اُتارا ہی کیا

برسون کعبے مین رہے جا کے کلیسا کیسا
ملا ڈھونڈ چکے ہم اُسے کیسا کیسا

مانگ بالون مین نکلواتے ہین اب غیر سے وہ
ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہونا

بستر خواب کو دیکھو کہ ہے ٹکڑے ٹکڑے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا

ہار اُس گل کا مرے ہاتھ سے ٹوٹا ہیہات
ساتھ ہی کیون نہ مرا تار نفس ٹوٹ گیا

احسان یہ وقت گریہ ہے تیرے خیال کا
دریا مین ڈوبتا تھا نکالا کرم کیا

خم توڑ کر بنائے بہت ساغر شراب
مستون پہ محتسب نے نرالا کرم کیا

قبر کھودی تو مگر یہ مری وحشت سے ڈرا
اپنی چادر بھی یہین دزد کفن چھوڑ گیا

یون شب ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا
مردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا

شہر بیگانہ مین ہوتا ہے مسافر کا جو حال
ہے حسینون کے محلے مین وہ عالم اپنا

مین انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون
خبر نہین ابھی کس کا مزاج ہے کیسا

فریب اور کسی کو یہ جا کے دے قاصد
وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا

خط وطن کو لیے جاتا ہے تو لیجا قاصد
پر مرا حال نہ یارانِ وطن سے کہنا

ہچکیان لیتے ہین مقتل مین تری بسمل ناز
یا کسی بزم مین مجمع ہے خوش آوازونکا

قاصد کو ہوا دیکھ کے شاید اُسے سودا
آیا در جانان سے مگر کچھ نہین کہتا

پوچھو نہ مجھ سے جا کے حسینون مین دلکا حال
آپس کی چھین جھان مین صد چاک ہو گیا

ساتھ طاؤس کے صحرا مین کیا قیس نے رقص
ابر تیرہ کو سیہ خیمہ لیلےٰ سمجھا

ہے دور روے یار مین غائب سراغ شب
باقی ہے اب تو ماہ کے سینے مین داغ شب

گستاخ کسقدر ہے کہ محفل مین یار کی
خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغ شب

ممکن نہین کہ بوسہ ملے مجکو یا جواب
مشکل کی بات ہے دہن اُسکا ہی لاجواب

مجھ سے مسکین کے پاس رہتا ہے
کتنا مسکین نواز ہے غم دوست

شب وصل کی نہین ہے یہ گویا ہی روز حشر
جنت ہے روے دوست جہنم ہے خوی دوست

اشک دامن سے یار نے پوچھے
کچھ تو آنسو پچھے ہمارے آج

کسے ہے وصل کی خواہش ترے خیال کے بعد
کہ حشر تک نہین پھر ہجر اس وصال کے بعد

خوشی کا رنج ہے مجکو ملال کی ہے خوشی
کہ رنج ہے پس راحت خوشی ملال کے بعد

خبر آمد گل کیسی سنائی صیاد
یونہی ہم جیتے تھے اور آگ لگائی صیاد

ہو کوسنے سے اُنکے جو صدمہ ہو جان پر
خوش ہون کہ میرا نام تو آیا زبان پر

روسیاہ جرم الفت بے قصور آیا نظر
سطر قرآن کی طرح ظلمت مین نور آیا نظر

اے دشمن جان خوف تری تیغ سے کھاکر
آئی ہے اجل چشمہ حیوان مین نہاکر

کرلے قبول اگر کسی مجرم کا یار عذر
ناکردہ جرم جاکے کرون مین ہزار عذر

آیا غش اُسکے سامنے پروردگار شکر
پائی تو مُنہ پہ یار نے چھڑکا ہزار شکر

مقام شکر ہے ممتاز غیرون سے کیا اُسنے
گناہون پر سزا دی اُن کو مجکو بیگناہی پر

تیرنگی عالم مین کبھی فرق نہ پایا
دیکھا تو وہی صبح وہی شام ہے ہر روز

کہین مٹتے ہین ہمارے دل یاس کے داغ
ہونگے مرہم سے نہ اچھے کبھی طاؤس کے داغ

حقا کہ دو جہان مین ہے ذات الٰہ ایک
دو آنکھین جسطرح کہ ہے ان مین نگاہ ایک

وہی دلبر ہے جو دلربا ایک
ہزارون بت ہین عالم مین خدا ایک

اُس در پہ سجدہ کرکے یہ دربان سے کہدیا
مسجد یہان سے دور ہے وقت نماز تنگ

کہا مین نے کہ تم پر جان دون مین
کہا یہ بھی ہے کب دینے کے قابل

ہمکو پروا نہین پھولے پھلے جو گلزار مین گل
نوک مژگان پہ ہے یان لخت جگر خار مین گل

لٹ گئے ایسی جفاکار ترے جور سے ہم
چار ہی روز مین کچھ اور ہوی اور سے ہم

ہے قصد شبِ غم مین کرین دل ہی سے باتین
پھر کہتے ہین دیوانے سے کیا بات کرین ہم

دن گیارات ہوئی رات گئی دن آیا
نہوئی پر نہوئی گردشِ ایام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یادِ موے مژۂ یار دلا دیتی ہین
چبھ کے پھانسین جو مرے دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمھین اے اہلِ عدم آتے ہین
خیر اگر تم نہین آتے ہو تو ہم آتے ہین

کیجیے شوخی وہ جس مین شرم کے انداز ہون
پھاڑ لے کپڑے مگر سب چاک بے آواز ہون

مرگِ مجنون سے ہے ماتم اب بھی برپا دشت مین
خاک اڑاتے ہین بگولے سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہے یار سامنے لازم ہے عیش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہے وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سے کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل اُسے حواس نہین

ہر چند نہین وصال ممکن
وہ چاہے تو ہے محال ممکن

امید جواب کی ہو کیا خاک
جب اُس سے نہو سوال ممکن

پیکے مے ان واعظون سے عذر خواہی کیا کرون
بوئے مے آتی ہے ہونٹون سے الٰہی کیا کرون

کھا کے تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذتِ زخم رقیبون سے نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سے مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
اب تو سایے سے بھی دب جاتا ہون

ہجومِ رنج ہے اس کا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ اُن کو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعدِ مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی ہے انتظارِ یار مین گم
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالت سے دلکی مین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہ ہو آہ کیا کرون

عادت ہے مجکو آہ کی نازک مزاج یار
ہے وصل مین یہ سوچ کہ اللہ کیا کرون

آتا ہے یہ دل مین اُسے ناصح کو دکھا دون
پر رشک جو مانع ہے جواب اُسکو مین کیا دون

بے دیکھے برہمن کو ہے انکار مین حیران
اللہ کوئی بُت تو نہین ہے کہ دکھا دون

پیری مین ہین یون عشق کے داغ اپنے بدن مین
گل پھولتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین

رشتہ ہر پا مجھے صیاد نے آزاد کیا
نا اُلجھکر کسی کانٹے سے بیابان مین رہون

رہنے دیتا نہین صیاد بھی اپنے گھر مین
ایسی تقدیر کہان ہے کہ گلستان مین رہون

دل سے کہتا ہے تصوّر یار کا
تو مصور ہے تو مین تصویر ہون

جاے میخانہ بنی ہے مسجد
کبھی گھورے کے بھی دن پھرتے ہین

مانگے کیونکر دعاے طولِ عمر
مُنہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین

جان کر غیر بلایا جو مجھے مین آیا
اپنے دھوکے پہ خفا ہو مین گنہگار نہین

سب بلاؤن سے چھڑایا ہے جنون نے مجکو
لاکھ اب مجھ سے خطا ہو مین گنہگار نہین

حیاتِ جاودان ہے اُنپہ مرنا
مرے دشمن نصیب دشمنان کیون

کیون کہون اُن سے کہ چھوڑ دشیوہ جور و ستم
ترکِ عادت ہے عداوت مین کوئی دشمن نہین

کلام آیا ضعف ہی کو سے بُت دلخواہ مین
سایے کے ہمراہ گر کر بچھگیا مین راہ مین

سُنی ایک بھی بات تم نے نہ میری
سُنین مین نے سارے زمانے کی باتین

کبھی ذکرِ دشمن کبھی ذکرِ فرقت
یہ سب ہین مرے آزمانے کی باتین

لیا نام واعظ نے جب اُسکے در کا
کہا مین نے اب ہین ٹھکانے کی باتین

نکالا اُسنے اس حیلے سے ہمکو اپنے کوچے سے
چلو جلدی کرو سامان دعوت کا ہم آتے ہین

اُس کوچے مین کچھ رہروون کے نقش قدم ہین
کچھ طالبِ دیدار بچھا آئے ہین آنکھین

آٹھ اللہ نے جنت کے بنائے گلزار
ہے نوان داغون سے گلزار مری سینے مین

مردِ مفلس ہون مرے اشک مسلسل ہون لعل
اور مین موتیون کے ہار کہان سے لاؤن

قاضی کے سامنے مین اگر مست ہون تو ہون
خدمت مین میفروش کے ہشیار تو نہین

کہان کوئی محرم کہون کس سے غم
کہ غم کے سوا کوئی محرم نہین

دعاے مرگ فرقت مین جو مانگی
محلے والے چلائے کہ آمین

اس رشک کا برا ہو کہ گلیون مین خلق سے
کہتا ہون تجکو مین یہ مرا دلربا نہین

دل مکدر ہے بہت بیٹھا ہے آمین تیر یار
ہے یہ دھڑکا زنگ لگجائے نہ پیکانمین کہین

ٹھہر ٹھہر کے ذرا لیچلو مرا تابوت
کہان امید کہ پھر آؤن کوے قاتل مین

بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم
مر چکے ان خوب رویون پر مگر راحت نہین

تیرے وعدے پہ شاد ہون کیونکر
اپنی قسمت کو جانتا ہون مین

ہوے زاید مرید پیر مغان
واہ مرشد کو مانتا ہون مین

فقط دو ہاتھ سو ہی ایک مین جام ایک مین شیشہ
کہان وہ ہاتھ ہے اب جو پڑے ساقی کی گردن مین

کرینگا قتل آخر رشک مجکو قتل ہونے دین
شفاعت کے لیے کیون لوگ اسکو پاؤن پڑتے ہین

جان دی تب ملی مجھے راحت
موت سے کچھ مین سرسار نہین

اس جرم پر بجا ہے سزا دے جو مجکو ہجر
جیتا رہا مین لذت روز وصال مین

فقط غرض کی ہے دنیا کہ جب نکلتی ہی جان
عزیز مردے کو گھر سے نکالدیتے ہین

غافل مری طرف سے ایسے جو ہو رہے ہو
آنکھین تو کھولو صاحب کس نیند سو رہے ہو

قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو
اللہ ہے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو

آہ کرنے پہ کیون بگڑتے ہو
تم تو صاحب ہوا سے لڑتے ہو

در پے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو
خوبصورت ہو خدا کے لیے بدنام نہو

خوشی ہو نزع مین بھی یاس آس پاس نہو
کہ دیکھنے جو وہ آے کہین اداس نہو

مہر و وفاے غیر کا پیچھے گمان کرو
ترچھی نظر سے پہلے ذرا امتحان کرو

نہین گھیرا ہے پلکون نے یہ چشم مست دلبر کو
لیا ہے دونون ہاتھون ہی کسی میکش نے ساغر کو

جان بخش لب سے فیض جو ملجائے آپکو
طوفان مین عمر نوح ملے ہر حباب کو

جھکنے مین سر کے دیر تہ تیغ کین نہو
وہ شوخ زود رنج ہے چین بر جبین نہو

منکر گوشہ نشینان خرابات نہو
کہ یہی گوشہ کہین قبلہ حاجات نہو

ہمنشینون سے یہ ایما ہے نہ پاس آنے دو
حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو

پہلے زلفون کو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو
پھر مرے سینے سے تم تیر کا پیکان کھینچو

بھرے آتے ہین آنسو میرا حال زار دیکھو تو
اٹھا ہے آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو

عیادت کیسی اتنا بھی کبھی مُنہ سے نہین کہتے
جہان سے اٹھ گیا عاشق کہ ہے بیمار دیکھو تو

سناؤن کیا انھین نالے مین اپنے راتو نکو
وہ دل مین خوب سمجھتے ہین ایسی باتون کو

آپ تو دیکھتے چلتے ہین وہ جو بن اپنا
دیکھتا ہون مین تو کہتے ہین کہ کیا دیکھتے ہو

شبہہ کرتے ہین وہ جب کہتی ہین دربان نوکر
بھیس بدلے ہوئے اُن مین کوئی چالاک نہو

ضعف سے پاؤن کا وہ حال کہ جنبش ہو محال
ہاتھ وہ جن سے گریبان بھی کبھی چاک نہو

ناز ہے تمکو بہت حسن کی یکتائی پر
اک ذرا آئینہ خانے مین تو چلکر دیکھو

دادہر وار مین کرتا ہے مجھی سے وہ طلب
قدر دان زخم کا سمجھا ہے جو قاتل مجکو

یون بھی آتا ہے کہین کوئی کہ میرے گھر مین
پاؤن رکھا نہین کہتے ہو کہ گھر جانے دو

اغرض کا ہے یہ احسان کہ مین اس محفل مین
روز جاتا ہون خبر تک نہین دربانونکو

یار کے ذکر سے ناصح نے لگائی اور آگ
یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو

دیکھے کہان تھے ایسے حسینون کے جمگھٹے
محشر کا روز اور الٰہی دراز ہو

دل منعم و فقیر کے بدلا کرے سپہر
اسکو کبھی خوشی کبھی اُسکو ملال ہو

ملتا ہے مشقت سے ترا دامن دولت
بے توڑے ہوئے پاؤن یہ آتا ہی کہان ہاتھ

خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے
کہ جان بلب ترا عاشق خدا کے گھر سے پھرے

ضعف سے کچھ بھی چل نہین سکتی
آہ مُنہ سے نکل نہین سکتی

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے
کہ پانچون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اُسکو جو میری خبر کرے
ایک آہ ہے سو بھی بے پیدا اثر کرے

ہین بڑے بیدرد یہ بت کسکے آگے روئیے
خاک بھی ہونا نہین ہے آبرو کیون کہوئیے

ٹالتے ہین روز وہ پر دل مرا مسرور ہے
آج کل کب تک کرینگے کیا قیامت دور ہے

کیا مزہ انجمن یار مین دل پاتا ہے
ذلتین روز اُٹھاتا ہے وہین جاتا ہے

خوشی نفاق کہین اندوہ و یاس مین آئے
اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئے

گلا کٹانہ ذرا اُف بھی دادخواہ نے کی
چھری وہ تیز تری شرمگین نگاہ نے کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے
پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سے جگا جاتا ہے

فوج بہار باغ سے گرم شتاب ہے
تھالے سے جو شجر ہے وہ پا در رکاب ہے

اب یہ حالت ہے کہ واقف ہو کی حال زار سے
میرے دشمن کرتے ہین میری شفا درشن یار سے

عشق سے پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہگئی
کاروان عمر گزرا آگ باقی رہگئی

ہے دخت رز حلال تجھے کیا تمیز ہے
واعظ یہ زر خرید ہماری کنیز ہے

جان سمندر و دل پروانہ دے مجھے
اے سوز عشق ہمت مردانہ دے مجھے

دل چرایا ہے مرا پردہ خجل کتنا ہے
فق ہوا جاتا ہے مُنہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی ہمیشہ تہمت ہے
ناز اُٹھانے کی اب بھی طاقت ہے

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گئے
ہم دن ڈھلا تو گور کے سانچے مین ڈھل گئے

یہ نکلا نتیجہ جو آئے گئے
کہ اُس در پہ بیٹھے اُٹھائے گئے

یہ بھی اک بات ہے عداوت کی
روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہے اُنھین فریاد رسی سے
رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل ہے پروانہ مرا پر وصل سے مایوس ہے
شمع تو ہے چار دیواری تری فانوس ہے

یار نے آئینہ دیکھا دشمن دل دو ہوئے
نکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوئے

شمشیر آبدار کہ اُس کا نظارہ ہے
دل ٹکڑے ٹکڑے ہے تو جگر پارہ پارہ ہے

جاری ہے لین دین یہ رسم زمانہ ہے
دریا کا ابر برکا دریا خزانہ ہے

میرا جگر تو کانپ گیا اُس نگاہ سے
اُس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سے

مرض میرے افزون یہ ہوتے گئے
کہ عیسیٰ بھی بالین سے روتے گئے

دیوانگان زلف کا کب کام بند ہے
آواز شب کی سرمۂ شب سے بلند ہے

دیکھے جو میری آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے
افتادہ نئی ہے کہ وہ اُٹھ کھڑے ہوئے

کھلین پلکین نگہ اُس چشم افسون ساز سے نکلی
کہ لیلیٰ پردۂ محمل اُٹھا کر ناز سے نکلی

پردہ اُلٹ کے جب وہ دیدار عام کرتے
ایوبؑ صبر کرتے تو ہم سلام کرتے

تیزیون دل ترے کوچے کی طرف جاتا ہے
جسطرح تیر کوئی سوے ہدف جاتا ہے

شمع کو کسکی تجلی یہ نظر آتی ہے
تھوڑی تھوڑی جو یہ محفل مین ہوئی جاتی ہے

دل اُس کا نرم کیا یہ دل نوحہ گر کرے
ڈر ہے کہین نہ غیر کا نالہ اثر کرے

لٹک کر زلف نے کیا حسن ساقو نین چھپایا ہے
تعجب کی جگہ یہ ہے کہ دو شمعون مین سایا ہے

کیا تغافل ہے کہ سمجھا یار بیگانہ مجھے
سب نے جانا آجتک اُسنے نہ پہچانا مجھے

وہ ہم نازک دلونکو آنکھ دکھلائے تو کیا گزرے
دوکان شیشہ گر مین مست آجاے تو کیا گزرے

اُس سنگ آستان سے جو اپنی جبین ملی
سمجھے کہ بادشاہی رُوے زمین ملی

میرے گھر ہے قصد آنیکا تو آؤ نماز سے
پر ذرا چھپ کر سپہر تفرقہ پرداز سے

وہ درد ہے کہ اسکا مزہ کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

درازی کا اگر دونون کی دیکھو ایک مطلب ہے
شب ہجر روز فرقت ہے قیامت روز شب ہے

بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے
بڑے بے وفا ہین خدا جانتا ہے

دنیا سے کتنے اُٹھ گئے ہے انجمن وہی
آئے بھی گل گئے بھی مگر ہے چمن وہی

کچھ شرم نہین خلق جو انکو نگران ہے
سمجھے ہوئے ہین تاب نظر انکو کہان ہے

مجکو کیا کام ہے دنیا مین جو عید آئی ہے
کیا ملون اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہے

جو آنسو یون زمین پر دیدۂ نمناک ڈالینگے
کہان سے سر پہ پھر اہل مصیبت خاک ڈالینگے

ہزار نالہ مرا آسمان تک پہنچے
نہین امید کبھی اُسکے کان تک پہنچے

قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی
اُچھل اُچھل کے زمین آسمان تک پہنچے

جو ضعف دل کا یہی حال ہے تو عرش کجا
نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے

اُن ابروون کو دیکھ کے حالت سقیم ہے
تلوارین دُھری مجھپہ پڑین دل دونیم ہے

فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہے
آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہے

جینا بھی دل جلون کو تمہارے مہات ہے
اخگر کو موت قطرۂ آب حیات ہے

عاشقون مین کہیئے ایسا کون ہے
ہم بُرے ٹھہرے تو اچھا کون ہے

اسلیے در پر صدا دیتا ہون مین
بول اُٹھے شاید وہ اتنا کون ہے

ہونگے روز حشر اعضا تک عدو
جو ہین بیگانے ہین اپنا کون ہے

چھوٹی ہے قیامت شب فرقت ہی بڑی ہے
اس چار پہر رات کی وہ ایک گھڑی ہے

ہے مد نظر خون یہ کس کا کہ حنا نے
چومے ہین ترے ہاتھ ترے پاؤن پڑی ہے

اُس بزم مین لے شوق نہ باہر ہو ادب سے
اللہ بچائے نگہ چشم غضب سے

مرہم کی سلائی نے کیا آکے جو مجرا
اُس آنکھ کی شوخی نے صدا دی کہ ادب سے

آزردہ نہ ہو لیکے جو بوسہ نہ کیا شکر
لب بند مرے ہو گئے شیرینی لب سے

میرے مرنے کی خبر جھوٹی اُڑاتے ہین وہ روز
کیا مسیحائی ہے غیرونکے جلانیکے لیئے

آپ ملتے نہین ہین گھر مین کبھی
کہتے ہین حنا نان خراب مجھے

نشۂ مے نے کر دیا اندھا
خاک سو جھے رہ صواب مجھے

ممنون ناز کی ہون کہ وہ پاس سے مرے
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ جاتے ہین دامن کی بو سے

وصال یار سے ہے بے تکلفی ہے یہان
کہو ادب سے کہ رکھے معاف آج مجھے

ارون کی دیکھو بہار آنکھ اُٹھا کر
کھلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے

ءاُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے
یے ناز نے امتحان کیسے کیسے

سے ہاتھ سینے پہ رکھا
دہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے

ہا کی ہے بڑھیا یہ دنیا
مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے

ہین اب ہی نہ دل مین
مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے

ساروں کے تیور وہی ہین
گلے پر ہین خنجر روان کیسے کیسے

ہ آتا ہے اُن کا زبان پر
تو لیتی ہے حسرت زبان کیسے کیسے

ہ پہ ہین داغ ناکامیون کے
نشان دیگیا یہ نشان کیسے کیسے

کے قدرت کی گلشن مین دیکھو
کھلاتا ہے گل خبان کیسے کیسے

ئے ہین مجنون نے لیلیٰ کی خاطر
شتر غمزہ سارباں کیسے کیسے

بان کیا سرزمین سخن ہے
ملے ہین [illegible]

ی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ
[illegible] کیسے

ب وصل حل ہونگے کیا کیا سنے
[illegible] کیسے

ان لوٹ ہی لیگئے
[illegible] باغبان کیسے کیسے

کر دکھائے مرے
[illegible] آسمان کیسے کیسے

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کیسے کیسے
[illegible] کیسے کیسے
[illegible] کیسے کیسے
[illegible] کیسے کیسے

بندھے تار اشکون کے غربت مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیارے
رگڑتے تھے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین درد آنکھون مین دم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کا میرے
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شب غم ہاؤ ہو کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمین سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

بت اقرار وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

منگین ترنگین جوانی سج تک تھین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

جہان پھیرنے پر وہ باون مین آئے
چلی لے کے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ ان کی نہ خنجر
رہے دم بخود ہمزبان کیسے کیسے

توجہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
لگا لیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

امیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پہلے نگاہ پھر مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری لے

لگائے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انہین کیا

وجود آکے وصل مین بھی لو حیا ہوئی
اک جان کا عذاب ہوئی شرم کی

گالی بھی پیارے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیا بھی بات تو نے کہی تو

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اسکو اختیار
اک ہے گنا ہگار کہے جا خطا

بیٹھے ہوئے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
اے جان دل لگائے کیا

ہے خدا ہی اگر پڑھا جائے — خط لکھا اضطراب مین ہم نے
کسی قاتل سے پوچھیے تعبیر — کشتے دیکھے ہین خواب مین ہم نے
دیکھکر چشم مست جی ڈوبا — غوطے کھائے شراب مین ہم نے
برسون جب دوڑے شوق دید مین ہم — چھپ سکے تب ایک نگاہ کی ٹھہری
مین تو کیا دل مین مصور کے چبھی جاتی ہے — کیا کہون نوک پلک کیا تری تصویر مین ہے
پسند آئی نہ دست جنون کی بیکاری — جنون مین اس لیے پہنا ہے پیرہن ہمنے
ہوے کسی کے نہ ممنون صورت اخگر — بدن سے مرکے بھی پیدا کیا کفن ہمنے
ہے عید کہ زندان سے مین آیا ہون سوی دشت — کانٹون سے گلے کیون مرے چھاتی نہین ملتے
نیرنگی عالم ہی کا شاکی ہے تو اے دل — ناداں ابھی نیرنگ محبت نہین دیکھے
جو سیر شب ہجر دکھاتا ہے تصور — ایسے تو تماشے شب وصلت نہین دیکھے
گریبان چاک دیکھے گا تو کیا کیا بدگمان ہوگا — خداوندا کہین آے رفوگر یار سے پہلے
جب سے پیدا ہوے صیاد کی بس مین آئے — پر نکلنے بھی نہ پائے کہ قفس مین آئے
مضمون کمر کہ اس کے دہن کا نکالیے — ملک عدم کا کوئی تو رستا نکالیے
مجکو یہ شوق ہے کہ کہین جلد ہو وصال — انکو یہ فکر ہے کوئی جھگڑا نکالیے
دست جنون کی ہمکو ادیت پسند ہے — پھر کیا سمجھ کے پاؤن سے کانٹا نکالیے
بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا — مرتے ہوے کے دل سے تمنا نکالیے
ہم بتون سے امید وار کرم — کارخانے ہین اسکی قدرت کے
ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سے — زمین ہے سجدون سے تنگ آسمان دعاؤن سے
خالی نہ جام مے سے ہو میخانے مین نہ خم — خرد و بزرگ جو ہے یہان آفتاب ہے
دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے — مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے
یہ دماغ انکو کہان تھا جو تکلم کرتے — کاش سنکر مرے شکوون کو تبسم کرتے

بیٹھکر کون ترے کوچے مین یار اُٹھتا ہے
خاک ہوتے ہین کوئی دم غبار اُٹھتا ہے

روکتا ہون مین زبان پر کبھی ہو کر بیتاب
دلِ نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہے

ترے کوچے مین جو بیٹھا ہے جم کر
وہ مین ہون اور میرا نقشِ پا ہے

بنی ہے چین تری زلفِ عنبرین کیلیے
یہ میری جان مناسب نہین جبین کیلیے

بڑا ہے داغِ سجود اور داغ عشق مین فرق
کہ ہے یہ دل کے لیے اور وہ جبین کیلیے

ابتو روے مردم دنیا نہ دیکھین گے کبھی
بلکہ آئینے مین منہ اپنا نہ دیکھین گے کبھی

دیکھ کر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین
یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھین گے کبھی

ہے بجا رنگ جو یہ تیرے سیہ خال کا ہے
یہ بھی ایک نقطہ مرے نامۂ اعمال کا ہے

شورِ محشر کا سُنا ذکر تو اُسنے یہ کہا
وہ تو آوازہ مرے پاؤن کی خلخال کا ہے

عجب دلچسپ نقشہ عالمِ ایجاد رکھتا ہے
جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسے دل یاد رکھتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو
فقط تیرا سا قد ہے اور کیا شمشاد رکھتا ہے

دلِ بے آرزو بھی دے تو ہے لطف
یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان اسے کہے مین اُس بُت کو دیکھکر
کچھ شبکدہ مین جا کے برہمن نہین ہوئے

دے کہین حکم نہ وہ گھر سے نکلوانے کا
بیخودی جلد مجھے آپ سے باہر کردے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید
بات اُسکی زبان سے کوئی مطلب کی نکل جائے

جان لینے مین دمِ ذبح یہ جلدی اے موت
اک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دینے تو دل چلے ہین اسے شوق و ذوق مین
پر دیکھیے وہ لے کہ نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کہیے وہ ہندی بھی نہین پڑھ سکتے
سیر دیکھو مری عرضی عربی مین گزری

نام عزت سے جو لیتے ہین وہ اب
غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

ناصحون نے اُسے دیکھا تو نصیحت کیسی
اُلٹی کرنے لگے اب اُس سے سفارش میری

کردن مین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر
ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ مجھے

ٹالنے کو مجھے جب پاؤن سے لپٹا تو کہا
جا کسی روز ترے سر کی قسم مین گے

سختی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی

کیا جانے کہان لیگئی اُس بُت کی تمنا
اب آپ مین آنا مجھے دشوار ہوا ہے

دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
مجھے منظور ہے منظور اپنے قاتل کی

کون جاتا ہے کہین بے مطلب
جان لینے کو اجل آتی ہے

چھیڑا جو بہت مین نے کہا خیر ہے صاحب
پردے کے نہ باہر کہین آواز نکلجائے

بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑی ہین
شاید کبھی کچھ کام خدا ساز نکلجائے

سنتا ہون دعاے سحری کرتی ہے تاثیر
اُمید کہان پر شبِ فرقت مین سحر کی

چراغِ رُخ نے کیا صاف انکا پردہ فاش
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا نہ سکے

رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجکو نظر
تیرہ مجھپر لگائین گے یہی تعبیر ہے

وصل مین وہ کیا کرینگے چاک اے دستِ جنون
پرزے دامن کے اُڑا میرا گریبان چھوڑ دے

گناہون سے مجھے اب ناتوانی باز رکھتی ہے
مے وخم دیکھ کر جاہون تو نیت پھر نہین سکتی

قطرہ زن پھرتی ہے ہر سو جو ہوا پر بدلی
ڈھونڈتی ہے کہ کہان خاک ہے برباد مری

کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
دیکھتی ہے ہر طرف نرگس جو آنکھین پھاڑ کے

اک دن مرے گھر ماہِ محرم مین تو آؤ
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہے

کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
محشر مین وہ وہان وہ کمر دونون چھپا رہے

بیساختہ دل دُکھا تو بولے
کیا جانیے آہ تھی یہ کس کی

مجھے جب دُور سے دیکھا وہ بولے
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے

قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
صدمے جھیلے ہین زندگانی کے

اک جا رہے ہمیشہ مگر مثلِ رنگ و بو
ہم سے نہ وہ ملے نہ کبھی اُن سے ہم ملے

افسانۂ سنگ و تیشہ ہے اور
یان صحبتِ ناخن و جگر ہے

پرزے خط کے ہین دست قاصد مین
ایک کیا سو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیرے دیوانے ہین یار
دامن یوسف گریبان زلیخا چاک ہے

شب فرقت تو ابد تک نہین ہونے کی تمام
تیرے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہے

مین ہر اک سے جو خطا اپنی بیان کرتا ہون
ہے یہ مطلب کہ اُسے کوئی ستمگر نہ کہے

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضور دوستان
دوست جب دشمن ہو پھر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر اُسے دیکھتا رہا ہون مگر
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

آئنے کی آنکھ سے لڑتی ہے جب عاشق کی آنکھ
چاہتی ہے چھین لے لذت ترے دیدار کی

وعدۂ وصل نے کیا بیخود
دیکھیے کیا وصال مین گزرے

پوچھو نہ اس زمانے مین اُلفت کا حال کچھ
اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہو گئی

خوشا تقدیر بلبل پیش گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجھے دشمن سمجھتے ہو تو پھر مجھ سے ہو کیون غافل
کوئی غافل نہین رہتا جہان مین اپنے دشمن سے

برہمن یا صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یارب
زبان جسکی ہے جو اُس مین وہ تجکو یاد کرتا ہے

دو پیاس مین آب دم شمشیر تو ہم کو
اتنی بھی مروت تمھین اللہ نہین ہے

مشتاق ستم ہو گا نہ مجھسا کوئی بسمل
ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہے

سینے پہ مرے ہاتھ ہے اُسکا پے تسکین
تھم اے دل بیتاب کہین وہ نہ اچھل جاے

چمن اشک مجنون سے سینچا ہے شاید
کہ سنبل مین گیسوے لیلے کی بو ہے

آئینہ ہون مین شاید جو دیکھتا ہے مجکو
ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہے

خواب مین آئے تھے وہ غیر کے ساتھ
کھل گئی میری آنکھ خیر ہوئی

تکلیف ہے پر شکر گدا کو ہے مناسب
شاہون کی طرح کچھ غم عالم تو نہین ہے

بے ادب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا
دونگا ہین جب ملین گی ہم بغل ہو جا ئینگے

قطعاتِ تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلفِ حضرت مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ
کھچے جاتے ہین کیون دل آرزو کیون ہوش اڑتے ہین

مضامین جمع ہین یا مہ جبینون کا یہہ مجمع ہے
پریڑیون کی محفل یا حسینون کا مرقع ہے ۱۳۱۳ھ

حکیم محمد عبدالکریم خان صاحب برہم فتحپوری

این نغز کلام کیست دانی
برہم دل و دیدہ کن نثارش

کاندر ہمہ دھر ہمچو جان است
دیوانِ امیر نکتہ دان است ۱۳۱۳ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندرآباد

زہے جوش طبع روانِ امیر
کہی مین نے تسنیم تاریخ طبع

مضامین کا دریا ہے اک بہر بہا
صنمخانۂ عشق ہے بے بہا ۱۳۱۳ھ

حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرع قدِ دلبر کا جواب
خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق

سارے مطلع رخِ انور کا جواب
پایا بتخانۂ آزر کا جواب ۱۳۱۳ھ

حضرت علی عبدالقادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالجمال والعاصی

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہرِ شہوار کی لڑیان
یہہ لطف لطافت کسی دیوان مین کہان ہے

ترتیب کی تاریخ کہی مین نے یہہ زاہد
دھوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی سب انسپکٹر سعدآباد ضلع متھرا

عشاق کی جان یہہ صنمخانہ ہے
معشوقون کی آن یہہ صنمخانہ ہے

کہتا ہے شمیم دیکھکر حسن کلام
اللہ کی شان یہہ صنمخانہ ہے

۱۳۱۲ھ

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق
اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق

کیا حسن دکھاتا ہے صبا انکھون کو
اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق

مولوی محمد عبدالواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکت مضمون دکھا رہی ہے بہار
سخن کے باغ مین ہے تازہ گل صنمخانہ

برنگِ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا
ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین کل صنمخانہ

۱۳۱۳ھ

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح انیس لکھنوی کے
ہین سارے سخن شناس انسان

دیوان دوم چھپا جو اُن کا
ہر ایک کے تن مین پڑ گئی جان

لفظون سے عیان رخِ معانی
آئینہ ہے اس صفا سے حیران

ہر نقطے مین بے شمار نکتے ؛ ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان
خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ چھپا پا بخدا یہ خوب دیوان ۱۳۱۳ھ

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرت مصنف

گوہر دجوہر صنخانے کے ساتھ دیکھ کر بولا یہ چرخ چنبری
نور کی تاریخ ہے یہہ اے ضمیر ایک جا ہین ماہ زہرہ مشتری ۱۳۱۳ھ

منشی سید قمر الدین احمد صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسن صورت حسن معنی دونون مین یکتا ہی یہ ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے
فکر رنگین نے کہی تاریخ ترتیب اے قمر دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے ۱۳۰۶ھ

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

نواب رامپور کے استاد کا جواب دیکھا نہ آج تک تہ چرخ کہن سنا
غل ہے یہہ انکے دوسرے دیوانکی طبع کا چھوڑا گلون نے زمزمہ بلبل کا انسنا
قادر ہوا جو گوش برآواز ہر سال دل سے امیر سحر بیان کا سخن سنا ۱۳۱۲ھ

منشی امرناتھ صاحب نصیب ہیڈ کلرک پوسٹماسٹر جنرل لاہور

بت ہے بہزاد زہے حسن صنمخانۂ عشق نام ہی نام ہے مانی کا نہین کچھ بھی نہین
یہہ صنمخانہ ہے یارب کہ پری خانہ ہے سامنے جس کے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین ۱۳۱۳ھ

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

نیر دیوان اک چمن ہے		اشعار یہہ پھولون کی ہین چھڑیان	
کیسی ہے چمک دمک کی تاریخ		مصرع ہین یہہ موتیون کی لڑیان	۱۳۱۲

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہو سکے کیا وصف دیوان امیر		ہے سراپا دلپسند و دلپذیر	
لکھ وجاہت مصرع تاریخ طبع		بے بہا ہے یہہ کلام بے نظیر	۱۳۱۳

محمد حبیب حسن وحشی دیوبندی مقیم حال روڑکی

ہو اشاعت مدعا جلوہ گر		چھپا ہے کلام جناب امیر	
پے غنچۂ خاطر شایقین		صبا ہے کلام جناب امیر	
دل خلق مین صورت بوے گل		بسا ہے کلام جناب امیر	
عروس سخن کے لیے لا کلام		ادا ہے کلام جناب امیر	
کرے ناز لے جسقدر دون کی		بجا ہے کلام جناب امیر	
نہ کیون ختم ہو جاے شوق سخن		سنا ہے کلام جناب امیر	
نہ وحشی کو کیون فکر تاریخ ہو		بھلا ہے کلام جناب امیر	
یہہ آنے لگی چار سو سے صدا		نیا ہے کلام جناب امیر	۱۳۱۴ ۱۸۹۶

تمت بالخیر